عمران سیریز
ملٹی ٹارگٹ
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون:۔ میرا نیا ناول ''ملٹی ٹارگٹ'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول بالکل منفرد انداز میں لکھا گیا ہے۔ اس میں پہلی بار عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس مشن مکمل کرنے کی بجائے کھلے عام سیر وتفریح میں مصروف رہی جبکہ اصل مشن روزی راسکل اور ٹائیگر کے ذمے ڈال دیا گیا اور اس دو رکنی ٹیم کی سربراہ روزی راسکل کو بنا دیا گیا۔ کیا روزی راسکل کی سربراہی میں ٹائیگر کام کر سکا جب کہ مشن اس قدر نازک تھا کہ معمولی سی غلطی سے پاکیشیا کا مستقبل خطرے میں پڑ سکتا تھا۔ یہ کیسا مشن تھا اور اس مشن کا انجام کیا ہوا؟۔ یہ سب تو آپ ناول پڑھ کر معلوم کر سکیں گے لیکن مجھے یقین ہے کہ سسپنس سے بھرپور اور منفرد انداز کا یہ ناول آپ کے معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ البتہ ناول کے مطالعے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ای میلز اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کم نہیں ہیں۔

مصر کے دارالحکومت قاہرہ سے محمد اسد خان نے ای میل کے ذریعے رابطہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ کے ناول ہمیں انٹرنیٹ پر پڑھنے کو مل جاتے ہیں۔ یہاں قاہرہ میں جتنے بھی اردو پڑھنے والے ہیں وہ سب آپ کے ناولوں کو باقاعدگی سے پڑھتے ہیں۔

ہم دوستوں نے باقاعدہ کلب بنائے ہوئے ہیں۔ آپ کے ناول پڑھ کر بے حد خوشی ہوتی ہے کیونکہ آپ کا طرز تحریر بے حد دلکش ہے اور آپ قارئین میں مثبت سوچ پیدا کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کی زندگیوں میں سکون بھر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عمر دراز عطا فرمائے ہم سب کی یہی دعا ہے۔

محمد اسد خان صاحب۔ ای میل ارسال کرنے، ناول پڑھنے اور پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ میری ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ ناول صرف برائے ناول نہ لکھا جائے بلکہ اس کے ذریعے قارئین میں مثبت سوچ پیدا کی جا سکے اور ان کے دلوں میں دوسروں کے کام آنے کا جذبہ پیدا ہو سکے اور میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے میرے مقصد میں کامیابی عطا فرمائی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

میاں چنوں سے محترمہ روزی لکھتی ہیں۔ میرا نام روزی ہے لیکن آپ کے ناولوں میں روزی راسکل کا کردار مجھے اس قدر پسند آیا ہے کہ میں نے بھی اپنا نام مستقل طور پر روزی راسکل رکھ لیا ہے۔ بیشتر قارئین آپ سے گلہ کرتے ہیں کہ آپ مزاح اور ایکشن کم لکھتے ہیں حالانکہ جہاں مزاح کا موقع آتا ہے وہاں عمران اپنے آپ کو قابو میں رکھ ہی نہیں سکتا یہ اور بات ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ اب مزاح پہلے سے معیاری ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ بعض قارئین کو مزاح سمجھ میں ہی نہ آتا ہو اور وہ یہ سمجھتے

ہوں کہ آپ نے مزاح لکھا ہی نہیں شاید۔ آپ پہلے اپنے طور پر ایسے مواقع کی وضاحت کر دیا کرتے تھے تاکہ جو اس مزاحیہ لطیفے یا ضرب المثل یا مزاح کو نہ سمجھ سکے ہوں وہ سمجھ جائیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ وضاحت ساتھ ساتھ کرتے رہا کریں تو اس سے بہت سے قارئین کو فائدہ ہو گا۔ امید ہے کہ آپ میری بات پر ضرور غور کریں گے۔

محترمہ روزی صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ روزی راسکل تو اس لئے اپنے آپ کو راسکل کہلواتی اور کہتی ہے کہ وہ ایک مخصوص مزاج رکھتی ہے۔ ایسا مزاج جو راسکل کی تعریف پر پورا اتر سکے یا پھر آپ کو راسکل کے معنی کی وضاحت کرنا پڑے۔ اس لئے پہلے آپ کسی ڈکشنری میں راسکل کے معنی اور اپنے مزاج کو دیکھ کر خود فیصلہ کر لیں کہ آپ آئندہ بھی روزی راسکل رہنا پسند کریں گی یا نہیں۔ ویسے یہ پڑھ کر کہ آپ بھی روزی راسکل ہیں میں نے آپ کی بات فوراً مان لی ہے اور وضاحت کرنے کا آغاز اسی خط کے جواب سے ہی کر دیا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

کوئٹہ سے قیصر خان لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول طویل عرصے سے پڑھ رہا ہوں۔ آپ اپنے ناولوں میں بین الاقوامی سازشوں سے پردہ اٹھاتے ہیں اور پھر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ان سازشوں کے خلاف کام کر کے ان کا خاتمہ کر دیتے ہیں لیکن

ہمارے ملک میں ان سازشوں کا مقابلہ کرنے والا کون ہے۔ کوئی ہے بھی سہی یا نہیں۔ امید ہے آپ جواب ضرور دیں گے۔

محترم قیصر خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جو سوال کیا ہے اور اس میں جو بات پوچھی ہے وہ بڑی سادہ سی بات ہے۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کارنامے چونکہ ناولوں میں چھپ جاتے ہیں اس لئے آپ بھی انہیں پڑھ کر ان سازشوں اور ان سے ہونے والے مقابلوں کے بارے میں جان لیتے ہیں۔ لیکن سازشیں تو ہر جگہ ہوتی رہتی ہیں اور ان کا مقابلہ بھی مسلسل کیا جاتا رہتا ہے۔ ہمارے ملک میں بھی ایسی ایجنسیاں موجود ہیں جو ملک دشمن عناصر اور سازشیں کرنے والے عناصر کے خلاف کام کرتی رہتی ہیں۔ لیکن چونکہ انہیں خفیہ رکھا جاتا ہے اس لئے آپ ان کے بارے میں نہیں جان پاتے مگر ایسا مسلسل ہوتا رہتا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا کیونکہ اصل مسئلہ ملک کی سلامتی کا تحفظ ہوتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail Address mazharkaleem.ma@gmail.com

عمران نے کار سٹار کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور اسے سیدھا پارکنگ کی طرف لے گیا۔ رات ابھی شروع ہوئی تھی لیکن سٹار کلب میں اتنا رش تھا کہ وسیع و عریض پارکنگ میں کار پارک کرنے کے لئے عمران کو کافی جدوجہد کرنا پڑی۔ اس نے آج اخبار میں سٹار کلب کی طرف سے اشتہار دیکھا تھا جس میں سٹار کلب میں دنیا کی خوبصورت ڈانسرز نے سٹیج پر آ کر باقاعدہ ڈانس کرنا تھا اور جیوری ان میں سے خوبصورت سٹار ڈانسنگ گرل کا انتخاب کرے گی۔ عمران کو ویسے تو اس ٹائپ کے شوز سے کوئی دلچسپی نہ رہی تھی لیکن طویل عرصہ بعد ہی سہی بہرحال آج اس نے انجوائے کرنے کا پلان بنا لیا اور وہ اپنے پرانے موڈ میں یہاں آیا تھا۔ ایک بار تو اس کا جی چاہا کہ وہ جولیا کو فون کر کے تمام سیکرٹ سروس کو بھی اس شو کو دیکھنے کی دعوت دے دے لیکن پھر اسے خیال

آ گیا کہ جولیا نے نہ صرف خود نہیں آنا بلکہ اسے بھی یہاں آنے سے روک دینا ہے۔ اس لئے وہ کسی کو بتائے بغیر خود ہی یہاں آ گیا تھا۔ کار ایک خالی جگہ پر روک کر وہ نیچے اترا اور اس نے کار لاک کی ہی تھی کہ پارکنگ بوائے دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا اور ایک کارڈ اس کے ہاتھ پر رکھ کر دوسرا اس نے کار کے ایک کونے میں اڑا دیا اور تیزی سے دوسری آنے والی کار کی طرف بھاگ گیا۔ عمران نے کارڈ جیب میں ڈالا اور مڑ کر کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے بڑے طویل عرصے بعد ملٹی کلر لباس پہنا تھا۔ سرخ پینٹ پر زرد رنگ کی شرٹ اور اس پر گہرے نیلے رنگ کی ٹائی اور چوڑی پٹیوں والے کپڑے کا بنا ہوا کوٹ۔ جس کی ہر پٹی کا رنگ دوسری پٹی سے مختلف تھا۔ سرخ پینٹ کی دونوں سائیڈوں پر سفید رنگ کی پٹیاں لگی ہوئی تھیں۔ یہ لباس اس قدر مضحکہ خیز تھا کہ وہاں موجود ہر آدمی اسے دیکھ کر نہ صرف چونک پڑتا بلکہ اس کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل جاتی لیکن عمران بڑے اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے دنیا کا قیمتی ترین اور اعلیٰ انداز میں سلا ہوا لباس پہن رکھا ہو اور اسے دیکھ کر مسکرانے والے دراصل اس سے حسد کر رہے ہوں لیکن ابھی وہ مین گیٹ تک نہ پہنچا تھا کہ اس کے کان میں عقب سے کسی عورت کی آواز پڑی۔ وہ بڑے حیرت بھرے انداز میں اس کا ذکر بطور مسخرہ کر رہی تھی۔

عمران سنی ان سنی کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا لیکن مین گیٹ پر موجود دو مسلح دربانوں نے اسے روک لی۔ ان کی بڑی بڑی مونچھیں سریوں کی طرح سیدھی کھڑی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں گنیں تھیں اور ان دونوں کے چہروں پر عمران کے لئے حقارت کے تاثرات نمایاں تھے۔

”تم اندر نہیں جا سکتے“...... ان میں سے ایک دربان نے بڑے توہین آمیز لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیوں۔ اندر مردوں کا داخلہ منع ہے کیا“...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”مردوں کا نہیں، مسخروں کا داخلہ بند ہے۔ واپس جاؤ ورنہ دھکے دے کر کلب سے نکال دیں گے“...... دوسرے دربان نے پہلے سے بھی زیادہ توہین آمیز لہجے میں کہا۔

”راستہ دو مسخرے“...... وہی نسوانی آواز سنائی دی تو عمران نے مڑ کر دیکھا۔ ایک نوجوان لڑکی جس نے نیم عریاں لباس پہنا ہوا تھا، اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر مضحکہ خیز تاثرات نمایاں تھے۔ اس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا جس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ کوئی بہت بڑا بزنس مین ہے۔

”ایک لاکھ روپے میں ملے گا“...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا ملے گا ایک لاکھ روپے میں“...... لڑکی نے

چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''راستہ مانگ رہی ہو نا''...... عمران نے جواب دیا۔

''کیا تماشہ لگا رکھا ہے۔ نکالو اسے کلب سے باہر۔ اسے تمیز ہی نہیں ہے کسی سے بات کرنے کی''...... لڑکی کے ساتھ کھڑے ادھیڑ عمر آدمی نے یکلخت دربانوں سے مخاطب ہو کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیا ہو گیا ہے جناب خرم صاحب''...... اچانک اس آدمی کے عقب سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور وہ آدمی آواز سنتے ہی تیزی سے مڑا۔

''اوہ سیٹھانی صاحب آپ۔ یہ مسخرہ نجانے کہاں سے آ گیا ہے۔ اس بارے میں دربان کو ڈانٹ رہا تھا''...... ادھیڑ عمر آدمی نے اس بار خوشامدانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران سیٹھانی کو دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سیٹھانی سٹار کلب کا مالک بھی ہے اور جنرل مینجر بھی اور سیٹھانی چونکہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کا بڑا گہرا دوست تھا اس لئے وہ عمران کے بارے میں بہت اچھی طرح جانتا تھا۔

''اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ اوہ۔ عمران صاحب پلیز۔ یہ شو میں نے بڑی محنت سے لانچ کیا ہے۔ میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں عمران صاحب پلیز''...... سیٹھانی نے عمران کو دیکھتے ہی رو دینے والے لہجے میں باقاعدہ ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا تو خرم، وہ

لڑکی اور دونوں دربانوں کے چہرے یکلخت دھواں دھواں ہو گئے۔ وہ شاید تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ جسے وہ مسخرہ کہہ کر اس کا مذاق اڑا رہے ہیں اور جس کا داخلہ بند کیا جا رہا ہے اس کے سامنے اتنے بڑے کلب کا مالک اور جنرل مینجر یوں کھلے عام ہاتھ جوڑ کر رو دینے والے انداز میں بات کرے گا۔

''میں تو ڈانس دیکھنے آیا تھا۔ سنا ہے کہ بسمل ڈانس دکھایا جا رہا ہے آج کلب میں۔ بسمل جانتے ہو کسے کہتے ہیں۔ بسمل اس شکار کو کہتے ہیں جسے شکاری شکار کرتا ہے اور وہ انتہائی زخمی حالت میں تڑپ رہا ہوتا ہے''...... عمران نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ میرے ساتھ آیئے سر۔ پلیز۔ آپ سب ڈانس دیکھ لیں لیکن میرے ساتھ میرے آفس آیئے۔ پلیز فار گاڈ سیک''۔ سیٹھانی نے اور زیادہ رو دینے والے لہجے میں کہا کیونکہ وہ عمران کے مزاج کو جانتا تھا۔ اس نے بسمل کا لفظ کہہ کر سیٹھانی کو کاشن دے دیا تھا کہ یہاں لوگ زخمی ہونے والے ہیں۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران کی یہاں آمد صرف شو دیکھنے کے لئے نہ تھی بلکہ اسے کوئی اطلاع ملی ہو گی کہ یہاں گولیاں چلیں گی اور لوگ زخمی ہوں گے۔

''اوکے۔ چلتے ہیں لیکن میں خرم صاحب سے بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ شاہین ورلڈ آرگنائزیشن کی اصل مالک اور ان کی بیگم شاہین صاحبہ کو جب یہ اطلاع ملے گی کہ خرم صاحب اپنی لیڈی

سیکرٹری کے ساتھ سٹار کلب میں ڈانس دیکھنے گئے ہیں تو پھر انہیں اپنا نام بدلنا پڑے گا۔ پھر یہ خرم یعنی خوش اور شادمان نہیں رہیں گے بلکہ خرما یعنی چھوہارے میں ضرور تبدیل ہو جائیں گے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر سیٹھانی کا بازو پکڑے وہ اندر جانے کی بجائے آگے کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سیٹھانی کے آفس کا ادھر سے بھی ایک راستہ موجود ہے۔ وہ کئی بار ٹائیگر کے ساتھ اس راستے سے سیٹھانی کے آفس جا چکا تھا۔ سیٹھانی نہ صرف سپرنٹنڈنٹ فیاض کا دوست تھا بلکہ ٹائیگر سے بھی اس کے اچھے تعلقات تھے۔ سیٹھانی براہ راست جرائم میں ملوث نہ تھا البتہ کلب میں اس طرح کے ہیجان خیز شو کرا کر وہ بے پناہ دولت کما چکا تھا۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ خرم کو پہلے سے جانتے تھے کہ اس کی بیوی کو بھی جانتے ہیں''...... سیٹھانی نے آگے بڑھتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں تو نہیں جانتا۔ میں نے تو اس کا نام ہی تمہارے منہ سے پہلی بار سنا تھا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر آپ نے وہ ساری تفصیل کیسے بتا دی جو مجھے بھی معلوم نہیں حالانکہ خرم بڑے طویل عرصہ سے میرے کلب آ رہا ہے''۔ سیٹھانی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اس لڑکی کے ہاتھ میں جو بیگ تھا اس پر شاہین ورلڈ

آرگنائزیشن کے الفاظ لکھے ہوئے تھے اور ایسا بیگ عام طور پر لیڈی سیکرٹری کے پاس ہوتا ہے۔ جہاں تک شاہین کا تعلق ہے تو بیگ پر لکھا ہوا نام میرے سامنے آتے ہی گزشتہ دنوں پاکیشیا کی امیر ترین عورتوں پر مشتمل سروے سامنے آ گیا۔ اس سروے میں شاہین کا نام تیسرے نمبر پر تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ وہ بزنس کے معاملات میں انتہائی سخت مزاج کی حامل ہیں اس لئے اس کا خاوند جو جنرل منیجر ہے، بزنس کے معاملات میں اس سے خوفزدہ رہتا ہے کیونکہ وہ معمولی سی غلطی بھی نظر انداز نہیں کرتیں بلکہ کمپنی کے ملازمین کے سامنے جنرل منیجر کی بھی انتہائی بے عزتی کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتیں۔ اس کے باوجود بھی تم پوچھ رہے ہو کہ یہ سب میں نے کیسے کہا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا ذہن واقعی قدرت کا شاہکار ہے۔ آؤ''...... سیٹھانی نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور پھر وہ اسے لے کر اپنے آفس میں داخل ہو گیا۔

''تم نے خاص طور پر بسمل کا لفظ استعمال کیا ہے۔ کیا اس کا مطلب ہے کہ یہاں فائرنگ ہو گی۔ لوگ زخمی ہوں گے تو میں شو کینسل کر دیتا ہوں۔ چاہے مجھے جتنا بھی نقصان ہو لیکن میں کم از کم کلب میں غیر قانونی اور دہشت ناک کام برداشت نہیں کر سکتا''...... سیٹھانی نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ تو میں نے رقص کی ایک قسم بتائی

تھی۔ رقص بسمل ہماری شاعری میں بڑا استعارہ ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سیٹھانی نے اس طرح طویل سانس لیا جیسے ٹنوں بوجھ اس کے کاندھوں سے اتر گیا ہو۔

''تھینکس۔ لیکن اب یہ بتاؤ کہ تمہاری سیٹ کہاں ہو تاکہ میں آرڈر کر دوں''...... سیٹھانی نے کہا۔

''جیوری میں''...... عمران نے کہا تو سیٹھانی بے اختیار اچھل پڑا۔

''جیوری میں۔ کیا مطلب۔ وہ تو ڈانس ماسٹر ہیں۔ ان کی ساری زندگیاں ڈانس کرنے اور کرانے میں گزر گئی ہیں۔ یہ ورلڈ سٹار ڈانسر کا انتخاب ہوتا ہے۔ تم کیا کرو گے وہاں''...... سیٹھانی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مطلب کہ میں جیوری میں شامل نہیں ہو سکتا۔ جانتے ہو پھر کیا ہو گا۔ جیوری ڈانس کرے گی اور پورے کلب میں تم اکیلے بیٹھ کر یہ ڈانس دیکھو گے۔ باقی لوگ تو لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہوں گے۔ بولو۔ منظور ہے''...... عمران نے بڑے مزے لے لے کر بولتے ہوئے کہا تو سیٹھانی بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ کاش تم ادھر کا رخ نہ کرتے۔ میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ پہلے وہ ریمنڈ دو گھنٹے میرا سر کھاتا رہا ہے کہ میں ڈانسنگ مقابلہ نہ کراؤں ورنہ میرا کلب بموں سے اڑا دیا جائے گا کیونکہ اس مقابلے کا پروگرام بلیک سٹون کلب والے بنا رہے ہیں

اور میں نے ان کا آئیڈیا خراب کیا تو وہ میرا کلب بموں سے اڑا دیں گے۔ اب تم نے بھی وہی بھیرویں شروع کر دی ہے کہ یہاں میرے علاوہ باقی سب لاشوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ پلیز میری مجبوری سمجھو۔ جیوری بین الاقوامی سطح پر ورلڈ ڈانسنگ ایسوسی ایشن انتخاب کرتی ہے میں نہیں کرتا۔ اس لئے میں تمہیں کیسے جیوری میں شامل کر دوں یا کرا دوں۔ پلیز مجھ پر رحم کرو''۔ سیٹھانی نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تمہاری مرضی۔ میں تو چاہتا تھا کہ تمہارے مقابلے کی دھوم پوری دنیا میں ہو جائے لیکن ٹھیک ہے۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں ہال میں تمہاری سپیشل سیٹ لگوا دیتا ہوں''...... سیٹھانی نے سائیڈ پر موجود رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اب رہنے دو۔ میں واپس جا رہا ہوں۔ اب میرا موڈ نہیں رہا''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا موڈ واقعی تبدیل ہو چکا تھا۔ وہ تو انجوائے کرنے آیا تھا ورنہ اسے اس قسم کے ڈانسوں سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ پھر پارکنگ سے کار لے کر وہ واپس اپنے فلیٹ پر پہنچ گیا۔ سلیمان دوپہر کو ہی گاؤں گیا تھا اس لئے وہ رات کا کھانا تیار کر کے فریزر میں رکھ گیا تھا۔

عمران نے کھانا نکال کر اسے اوون میں گرم کیا اور پھر اطمینان

سے کھانا کھا کر اس نے برتن کچن میں لے جا کر انہیں دھویا اور پھر انہیں ان کی مخصوص جگہ پر رکھ دیا۔ ابھی وہ کچن سے واپس آ کر سٹنگ روم میں بیٹھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض سنٹرل انٹیلی جنس بیورو فرام دس اینڈ"۔ دوسری طرف سے سوپر فیاض نے بھی اپنے مخصوص انداز میں باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"یہ انٹیلی جنس یعنی ذہانت سے تمہارا کیا تعلق۔ تم سنٹرل بیورو کہہ سکتے ہو۔ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کہنا پوری دنیا کی انٹیلی جنٹ برادری کی توہین کرنا ہے البتہ تم نے اگر لازماً لمبا تعارف کرانا ہے تو پھر سوپر فیاض سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کی بجائے تھرڈ جنس کہا کرو"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں تو پھر بھی سپرنٹنڈنٹ ہوں تمہارے ڈیڈی تو ڈائریکٹر جنرل ہیں پھر"...... دوسری طرف سے سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ڈائریکٹر جنرل تک پہنچتے پہنچتے تم بھی انٹیلی جنس میں تبدیل ہو

جاؤ گے بشرطیکہ سوپر فیاض جیسا محنتی آدمی ہو۔ ویسے بزرگ سوپر کو حلال خور کہتے ہیں۔ مطلب ہے حلال کھانے والا۔ کتنا مزے دار لفظ ہے۔ تم بھی اپنا تعارف یہی کہہ کر کرایا کرو کہ حلال خور۔ اوہ سوری۔ تمہیں تو کچھ اور کہنا پڑے گا۔ بہرحال یہ اس وقت فون کرنے کی کوئی خاص وجہ ہے۔ یہ وقت تو تمہارا کسی خوبصورت لڑکی کے ساتھ کسی کلب میں انجوائے کرنے کا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں سٹار کلب سے بول رہا ہوں۔ تم وہاں کیوں گئے تھے۔ تمہاری نحوست کی وجہ سے اب سیٹھانی بیٹھا رو رہا ہے۔ کہہ رہا ہے کہ عمران صاحب مجھے بتا گئے ہیں کہ یہاں لاشیں پڑی ہوں گی اور یہ عجیب بات بھی سنو کہ وہ تمہیں مجھ سے بھی بڑا افسر سمجھتا ہے۔ میں نے جب کہا کہ انٹیلی جنس کو ایسی کوئی رپورٹ نہیں ملی تو وہ کہنے لگا کہ عمران صاحب کے پاس لازماً اطلاع ہو گی اور وہ بہت بڑے افسر ہیں۔ اب بتاؤ تم افسر ہو۔ البتہ تم بہت بڑے بلیک میلر ضرور ہو"...... دوسری طرف سے سوپر فیاض نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اس نے تمہیں اس شو کا حصہ دینے سے انکار کر دیا ہو گا کیونکہ میں وہاں کا چکر لگا آیا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"میں کسی سے حصہ وغیرہ نہیں لیا کرتا۔ خواہ مخواہ کی بلیک میلنگ نہ کیا کرو۔ فوراً آؤ اور سیٹھانی کو سمجھاؤ۔ ورنہ اگر شو نہ ہوا یا کوئی

گڑبڑ ہوئی تو اس کا ناقابل تلافی نقصان ہو گا“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”ہونے دو۔ وہ اس کا کاروبار ہے اور وہ اپنا کاروبار تم سے زیادہ بہتر جانتا ہے“...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ جانتا تھا کہ ایسے شو کی آمدنی میں سوپر فیاض لازماً حصہ وصول کرتا ہو گا ورنہ ایسے شوز کوئی کلب بھی نہ کرا سکے کیونکہ سوپر فیاض کی رپورٹ واقعی انٹیلی جنس بیورو میں اہمیت رکھتی ہے۔ عمران نے ایک کتاب الماری سے نکالی اور اسے پڑھنا شروع کر دیا کیونکہ اب اس کا باہر جانے کا موڈ قطعاً نہ بن رہا تھا۔ پھر نجانے کتنا وقت گزر گیا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں“...... عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”تمہاری زبان واقعی کالی ہے۔ سٹار کلب کو واقعی میزائلوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ وہاں جیسے ہی شو شروع ہوا عمارت پر میزائل فائر ہونے لگ گئے اور پھر دھماکوں اور انسانی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ میں سیٹھانی کے ساتھ اس کے آفس میں بیٹھا کلوز سرکٹ ٹی وی پر شو دیکھ رہا تھا کہ سب کچھ تباہ ہو گیا۔ سیٹھانی صدمے سے بے ہوش ہو گیا اور اب وہ ہسپتال میں ہے“...... سوپر فیاض نے تیز

لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا لیکن لہجہ اس کا بھی رو دینے والا تھا۔

”اوہ۔ تم کہاں سے فون کر رہے ہو۔ اپنے گھر سے، کلب سے یا ہسپتال سے“...... عمران نے کہا۔

”میں اس وقت اپنی رہائش گاہ پر ہوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو“...... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہارا دوست سیٹھانی بتا رہا تھا کہ اسے ریمنڈ نے سمجھانے کی بے حد کوشش کی کہ وہ بلیک سٹون کلب کے ڈانس مقابلے پر نہ آئے ورنہ اس کا کلب میزائلوں سے اڑا دیا جائے گا۔ اب مجھے تو معلوم نہیں کہ ریمنڈ کون ہے۔ بلیک سٹون کلب کا مالک کون ہے“۔ عمران نے کہا۔

”یہ میزائل بردار وہ لوگ نہیں ہیں۔ میں نے واپس آنے سے پہلے وہاں عینی شاہدوں سے پوچھ گچھ کی ہے۔ یہ دو کاروں میں آئے تھے۔ کاروں کی نمبر پلیٹس ہی موجود نہ تھیں اور دونوں کاروں میں چار، چار افراد سوار تھے اور پھر ان آٹھ افراد نے پھیل کر میزائل فائر کر دیئے اور اس کے بعد وہ اپنی کاروں میں واپس چلے گئے اور یہ لوگ بلیک سٹون کلب سے متعلق نہیں تھے کیونکہ اس کلب میں کام کرنے والے تمام کے تمام افراد سیاہ فام ہیں۔ وہاں ایک آدمی بھی مقامی یا غیر ملکی نہیں ہے البتہ ریمنڈ کا مجھے معلوم نہیں ہے“...... سوپر فیاض نے کہا۔

”اپنے دوست سیٹھانی سے پوچھو۔ وہ بتا دے گا۔ اگر کہو تو یہ کیس ڈیڈی کو کہہ کر تمہیں دلا دوں“...... عمران نے کہا۔

”ارے نہیں۔ یہ پولیس کیس ہے۔ وہ خود ہی کام کرے گی۔ خبردار اگر اس کیس کے سلسلے میں تم نے کوئی پیش رفت کی۔ میں ان کلبوں کے لوگوں کے منہ نہیں لگنا چاہتا“...... سوپر فیاض نے تیز تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا لیکن پھر اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے میز کی دراز کھولی۔ اس میں سے اپنا سیل فون نکال کر اس نے اسے سپیشل پر ایڈجسٹ کر کے ٹائیگر کو کال کر دی۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں باس“...... تھوڑی دیر بعد رابطہ ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”کہاں ہو تم اس وقت“...... عمران نے پوچھا۔

”ڈائمنڈ کلب میں باس“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”آج سٹار کلب میں ڈانسنگ فنکشن تھا۔ میں بھی گیا تھا لیکن پھر میں بوریت کی وجہ سے واپس آ گیا۔ اس کا مالک سیٹھانی بتا رہا تھا کہ کسی ریمنڈ نے اسے دھمکی دی تھی کہ ڈانسنگ مقابلے کا پلان بلیک سٹون کلب کا ہے اس لئے سٹار کلب پیچھے ہٹ جائے ورنہ اسے میزائلوں سے اڑا دیا جائے گا لیکن سیٹھانی باز نہیں آیا جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ سٹار کلب کو میزائلوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ مجھے ابھی سوپر فیاض نے فون کر کے بتایا ہے۔ تم اس معاملے پر کام کرو

کیونکہ صرف ڈانسنگ مقابلے کی وجہ سے اتنا بڑا اقدام نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے پس منظر میں کوئی اور بات ہو گی اور میں وہی بات جاننا چاہتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”یس باس۔ میں معلوم کر لوں گا“...... ٹائیگر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے او کے کہہ کر فون آف کر دیا۔

پاکیشیائی دارالحکومت کے ایک بڑے ہسپتال کے آپریشن تھیٹر کے باہر چار افراد موجود تھے۔ ان میں سے دو غیر ملکی اور دو مقامی افراد تھے۔

''ڈاکٹر کیا کہتے ہیں۔ جمال انکل بچ جائیں گے''...... ایک مقامی نے دوسرے مقامی آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''دیکھو۔ اللہ اپنی رحمت کرے گا''...... دوسرے مقامی نے آہستہ سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا اور ایک سٹریچر جس پر ایک ادھیڑ عمر آدمی لیٹا ہوا تھا، باہر لے آیا گیا اور پھر اسے ایک کمرے کی طرف لے جایا گیا۔

''کیا ہوا ڈاکٹر صاحب''...... ایک مقامی آدمی نے باہر آنے والے ڈاکٹروں میں سے ایک سینئر ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آپریشن تو کر دیا گیا ہے لیکن آئندہ بہتر گھنٹے اہم ہیں۔ دعا

کریں''...... ڈاکٹر نے جواب دیا اور دوسری راہداری میں مڑ گیا۔ دونوں غیر ملکی اور مقامی افراد خاموشی سے سٹریچر کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

''کیا بتایا ہے ڈاکٹر نے''...... ایک غیر ملکی نے اس مقامی آدمی سے پوچھا جس نے ڈاکٹر سے بات کی تھی۔

''انہوں نے آئندہ بہتر گھنٹے اہم بتائے ہیں''...... مقامی آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور غیر ملکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مریض کو کمرے میں شفٹ کر کے دو نرسیں اور دو ڈاکٹرز وہیں رک کر اس کی چیکنگ میں مصروف ہو گئے جبکہ دونوں مقامی آدمی اور غیر ملکی افراد باہر موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''تم خیال رکھنا رابرٹ۔ میں چیف کو فون کر کے رپورٹ دے دوں''...... ایک غیر ملکی نے دوسرے غیر ملکی سے مخاطب ہو کر آہستہ سے کہا۔

''ہاں۔ چیف انتظار میں ہوں گے لیکن خیال رکھنا۔ کسی غلط آدمی کے کانوں تک تمہاری آواز نہ پہنچ جائے''...... رابرٹ نے کہا تو دوسرا غیر ملکی دھیرے سے ہنس پڑا۔

''یہاں غلط آدمی کہاں سے آ گیا''...... اس غیر ملکی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر ایک سائیڈ راہداری سے ہوتا ہوا وہ ہسپتال کے وارڈوں کے عقب میں ایک خالی جگہ پر پہنچ گیا۔ یہاں چاروں طرف ہسپتال کی عمارت تھی جبکہ درمیانی حصے میں خاصے گھنے درخت

تھے جن کے نیچے بنچیں رکھی گئی تھیں اور ان بنچوں پر کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ غیر ملکی ایک کونے میں موجود خالی بنچ کی طرف بڑھ گیا۔ بنچ کے کونے پر بیٹھ کر اس نے ایک نظر اپنے چاروں طرف دیکھا لیکن پھر کسی کو قریب نہ پا کر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے سیل فون نکالا اور اسے آن کر کے اس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''جیگر بول رہا ہوں چیف۔ پاکیشیا سے''...... اس غیر ملکی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب کیا پوزیشن ہے ڈاکٹر جمال کی''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''میں ہسپتال میں ہوں جہاں ان کا آپریشن کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر نے آئندہ بہتر گھنٹے اہم بتائے ہیں۔ ویسے ان کی حالت بظاہر ٹھیک نہیں لگتی۔ وہ شدید زخمی ہوئے ہیں میزائل حملوں میں''...... جیگر نے مؤدبانہ لہجے میں تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''اس سے ملاقات کے لئے کون کون آ رہا ہے''...... چیف نے پوچھا۔

''ان کے خاندان کے دو آدمی ہیں۔ ایک ادھیڑ عمر ہے اور ایک نوجوان ہے۔ ادھیڑ عمر ڈاکٹر جمال کا کزن ہے جبکہ نوجوان اس کا بیٹا ہے۔ ان دونوں کے علاوہ اور تو کوئی ملنے نہیں آیا۔ ویسے ڈاکٹر

جمال اپنے کزن جن کا نام احسن ہے، کے گھر ہی ٹھہرے ہوئے ہیں اور احسن کا بیٹا جس کا نام شرافت ہے، وہ ڈاکٹر جمال کے ساتھ سٹار کلب میں موجود تھا۔ اس کی خوش قسمتی تھی کہ جب میزائلوں کا حملہ ہوا تو وہ عمارت کے ایک اور کونے میں واقع واش روم میں گیا ہوا تھا اس لئے وہ زخمی ہونے یا مرنے سے بچ گیا''۔ جیگر نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں کس نے اطلاع دی تھی''...... چیف نے پوچھا۔

''مجھے اطلاع رابرٹ نے دی تھی چیف۔ وہ ڈاکٹر جمال سے ملنے احسن کے گھر گیا تھا لیکن ڈاکٹر جمال، شرافت کے ساتھ سٹار کلب میں ڈانسنگ مقابلہ دیکھنے گیا ہوا تھا۔ رابرٹ وہیں رک گیا۔ احسن کو اس کے بیٹے نے اطلاع دی تھی تو اس نے رابرٹ کو بتایا تو وہ دونوں ہسپتال پہنچ گئے۔ پھر رابرٹ نے مجھے اطلاع دی تو میں بھی ہسپتال پہنچ گیا۔ اب یہاں رابرٹ اور میرے ساتھ احسن اور اس کا بیٹا شرافت موجود ہیں''...... جیگر نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ ڈاکٹر جمال کے ساتھ تمہیں خصوصی طور پر کیوں اٹیچ کیا گیا ہے''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ ہم نے خیال رکھنا ہے کہ ڈاکٹر جمال اگر کسی میزائل سائنسدان سے ملاقات کریں تو ہم ان کے درمیان ہونے والی گفتگو ریکارڈ کریں''...... جیگر نے کہا۔

''ہاں اور تمہاری رپورٹ اب تک یہی ہے کہ ڈاکٹر جمال کسی میزائل سائنسدان تو ایک طرف کسی سائنسدان سے بھی نہیں ملا۔ وہ جب سے پاکیشیا گیا ہے صرف کلبوں اور ہوٹلوں میں جا کر تفریح کرنے میں مصروف ہے اور اب اس کلب میں میزائل حملوں میں شدید زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ چکا ہے''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف''...... جیگر نے کہا۔

''بس اب تم نے یہی خیال رکھنا ہے کہ اگر ڈاکٹر جمال کسی میزائل سائنسدان سے ملاقات کرے تو اس سے ہونے والی بات چیت میں وہ ملٹی ٹارگٹ میزائل کے بارے میں کوئی بات چیت نہ کرے۔ گو ڈاکٹر جمال اس معاملے میں بے حد ذمہ دار آدمی ہے اور اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ پاکیشیا میں کسی سائنسدان سے ملاقات نہ کرے گا اور اب تک اس نے اپنا وعدہ نبھایا بھی ہے لیکن زخمی ہونے کے بعد اس کی نفسیات میں فرق پڑ سکتا ہے اس لئے تم نے خیال رکھنا ہے''...... چیف نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جیگر نے بھی سیل فون آف کر کے جیب میں ڈال لیا۔

''چیف بھی کمال کرتے ہیں۔ ایسے آدمی کو پاکیشیا آنے کی اجازت ہی نہیں دینی چاہئے تھی۔ ان ایشیائی لوگوں کا کیا ہے وہ کسی

بھی وقت بدل سکتے ہیں''...... جیگر نے اٹھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وارڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہاں احسن، اس کا بیٹا شرافت اور رابرٹ تینوں کمرے سے باہر کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

''کیا پوزیشن ہے ڈاکٹر جمال کی''...... جیگر نے رابرٹ کے ساتھ پڑی خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے رابرٹ سے پوچھا۔

''بہتر نہیں ہو رہی''...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ لوگ آرام کریں۔ آپ کیوں اس قدر پریشان ہو رہے ہیں۔ ہمارے تو ڈاکٹر جمال صاحب قریبی رشتہ دار ہیں اس لئے ہماری یہاں موجودگی ضروری ہے''...... احسن نے جیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ڈاکٹر جمال صاحب ایکریمیا کے لئے وی آئی پی ہیں کیونکہ وہ بہت بڑے سائنسدان ہیں۔ اس لئے ہم حکومت کی طرف سے ان کے ساتھ ہیں تاکہ کسی بھی مشکل میں ان کا ساتھ بھی دے سکیں اور حکومت ایکریمیا کو ساتھ ساتھ رپورٹ بھی دے سکیں''...... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور احسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد ڈاکٹر جمال کو اچانک ہوش آ گیا تو سب خوش ہو گئے۔ وہ سب اس کے ہوش آنے پر یہی سمجھے تھے کہ ڈاکٹر جمال اب بچ گئے ہیں۔ اس لئے باری باری وہ سب اندر جا کر انہیں مبارک باد دے آئے۔

’’آپ سے ڈاکٹر جمال کچھ کہہ رہے تھے۔ کیا کہہ رہے تھے‘‘۔ رابرٹ نے شرافت سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ انہوں نے میرا نام لیا تھا۔ میں نے جھک کر ان کی بات سننے کی کوشش کی تو وہ صرف سرخ ڈائری، سرخ ڈائری کے الفاظ کہہ رہے تھے پھر وہ خاموش ہو گئے‘‘...... شرافت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’سرخ ڈائری میں کوئی خاص بات ہو گی جو انہیں وہ ڈائری اس حالت میں بھی یاد آ رہی ہے‘‘...... رابرٹ نے کہا۔

’’ہاں ہو گی۔ وہ اب ٹھیک ہو کر خود جائیں گے تو اپنی ڈائری بھی چیک کر لیں گے‘‘...... شرافت نے جواب دیا تو رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا اخبارات کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ اس کی نظریں سٹار کلب کی تباہی پر شائع ہونے والی رپورٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ سٹار کلب کو واقعی تباہ کر دیا گیا تھا۔ اس تباہی میں ڈیڑھ سو افراد ہلاک و زخمی ہوئے تھے۔ پوری عمارت تقریباً تباہ و برباد ہو گئی تھی۔ مرنے والوں میں خاصی تعداد غیر ملکیوں کی تھی جو اس ڈانسنگ مقابلے میں حصہ لینے آئے ہوئے تھے۔ یہ مقابلہ اقوام متحدہ کے تحت کلچرل شعبے کی سرپرستی میں ہو رہا تھا۔ ورلڈ کلچرل سیکشن کے تحت ایسے کلچرل شو دنیا بھر میں کئے جاتے تھے۔ عمران کو معلوم تھا کہ ایسے مقابلے پر ہونے والے حملے اور وہاں مرنے والے افراد کے بارے میں دنیا بھر کے نیوز چینلز اور اخبارات تفصیلی خبریں شائع کریں گے لیکن جو کچھ اس نے سنا تھا اس کے مطابق تو یہ کارروائی دو دشمن کلبوں کے درمیان ہونے والی دشمنی کا نتیجہ تھی اور

ظاہر ہے ایسی صورت میں پولیس اور انٹیلی جنس ہی اس معاملے پر کارروائی کرسکتی تھی۔ عمران یا سیکرٹ سروس کا اس میں مداخلت کا کوئی جواز نہ بنتا تھا۔ اس لئے وہ صرف تفصیل پڑھنے میں ہی مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''بولو''...... عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ سٹار کلب پر حملہ واقعی بلیک سٹون کلب کے آدمیوں نے کیا تھا۔ دونوں کلبوں میں پہلے سے ہی دشمنی چلی آ رہی ہے۔ اس ڈانسنگ فنکشن کا سارا کام بلیک سٹون کلب نے کیا تھا کہ سٹار کلب والوں نے کسی غیر ملکی سے مل کر بلیک سٹون کلب کے بجائے اپنے کلب میں شو منعقد کروا لیا جس پر بلیک سٹون کلب والوں نے سٹار کلب والوں کو دھمکی دی کہ اگر انہوں نے شو کینسل نہ کیا تو وہ سٹار کلب کو بموں سے اڑا دیں گے۔ سٹار کلب نے اس دھمکی کی پرواہ نہ کی تو بلیک سٹون کلب والوں نے اپنی دھمکی پر عمل کر دکھایا۔ پولیس نے چار حملہ آور گرفتار کر لئے ہیں اور ایک کار بھی برآمد کر لی

ہے۔ اب آپ کا کیا حکم ہے''...... ٹائیگر نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''یہ پولیس کا کام ہے۔ وہ کرتی رہے گی لیکن یہ بات حلق سے نہیں اترتی کہ ایک عام سے شو کے لئے پورے کلب کو ہی میزائلوں سے اڑا دیا جائے''...... عمران نے کہا۔

''بلیک سٹون کلب کا مالک اور جنرل مینجر بلیک ماؤنٹ ایسا ہی آدمی ہے۔ وہ معمولی باتوں کو انا کا مسئلہ بنا لیتا ہے۔ وہ خود تو ملک سے باہر چلا گیا ہے اور اپنی عدم موجودگی میں اس نے اس حملے کا حکم دے دیا۔ اس طرح وہ خود بھی بچ گیا اور اس کی انا کی تسکین بھی ہو گئی''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب مزید کیا کیا جا سکتا ہے۔ اوکے۔ اب مزید کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر اخبارات کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ پھر اچانک ایک چھوٹی سی خبر جسے نمایاں کرنے کے لئے علیحدہ سے باکس میں لگایا گیا تھا اس کی نظروں سے گزری تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس خبر کے مطابق پاکیشیائی نژاد سائنسدان ڈاکٹر جمال جو ایکریمیا کی کسی بڑی لیبارٹری میں بطور سینئر سائنسدان کام کرتے ہیں سٹار کلب میں مقابلہ دیکھنے آئے تھے اور وہاں شدید زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ گئے۔ وہاں ڈاکٹروں نے ان کا آپریشن کیا لیکن سائنسدان ڈاکٹر جمال چند گھنٹوں بعد جاں بحق ہو گئے۔ خبر میں ایک اہم بات

یہ لکھی گئی تھی کہ ڈاکٹر جمال کے ساتھ ہسپتال میں دو غیر ملکی بھی رہے تھے جبکہ ان کے دو رشتہ دار بھی وہاں موجود رہے۔ رپورٹر نے ہسپتال عملے کے ذرائع سے لکھا تھا کہ دونوں غیر ملکیوں کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ڈاکٹر جمال کی نگرانی کر رہے ہوں اور پھر جیسے ہی ڈاکٹروں نے ڈاکٹر جمال کی ہلاکت کی تصدیق کی تو دونوں غیر ملکی بغیر کوئی بات کئے وہاں سے چلے گئے۔ اخباری رپورٹر نے ان کے رشتہ داروں کے بارے میں لکھا تھا کہ ان میں سے ایک اس ڈاکٹر جمال کے کزن ایک معروف کاروباری شخصیت احسن تھے جبکہ دوسرا ان کا بیٹا شرافت تھا۔ یہ دونوں ڈاکٹر جمال کی میت کو ہسپتال سے اپنے گھر لے گئے۔ عمران کے ذہن میں پہلا خیال تو یہی آیا کہ عام طور پر سائنسدان اس قسم کے شوز میں دلچسپی نہیں لیتے لیکن ڈاکٹر جمال کو جو خود اکیڈیمیا میں رہتے تھے اس فنکشن میں کیا دلچسپی پیدا ہوگئی کہ وہ یہ شو دیکھنے یہاں سٹار کلب میں پہنچ گئے اور پھر یہ دو غیر ملکی ان کے ساتھ کیا کر رہے تھے اور کیوں ان کی نگرانی کر رہے تھے۔ کیا ڈاکٹر جمال سے انہیں کوئی خدشہ تھا کہ وہ کوئی بات کسی کے ساتھ نہ کر دیں۔ یہ سوالات جب عمران کے ذہن میں ابھرے تو پھر سوالات کا دائرہ پھیلتا چلا گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''داور بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''آج اتنے عرصے بعد تم کیوں بول رہے ہو۔ پہلے کیا گونگے ہو گئے تھے''...... دوسری طرف سے سرداور نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''پہلے میں بہرہ ہو گیا تھا آپ تو یقیناً بولے ہوں گے لیکن مجھے سنائی نہ دیا ہو گا''...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے سرداور بھی بے اختیار ہنس پڑے کیونکہ عمران نے ان کی بات ان پر پلٹ دی تھی کہ اگر عمران نے اتنے عرصے بعد فون کیا ہے تو سرداور نے بھی تو اس عرصے میں یاد نہیں کیا۔

''چلو شکر ہے تم بیک وقت گونگے بہرے ہونے سے بچ گئے۔ بولو آج کیسے یاد کیا ہے۔ کسی سائنسدان سے کوئی غلطی ہو گئی ہے''۔ سرداور نے کہا۔

''بہت بڑی غلطی۔ اتنی بڑی غلطی کہ انہیں دنیا چھوڑنا پڑی''۔ عمران نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس کی بات کر رہے ہو''...... سرداور نے چونک کر پوچھا۔

''سٹار کلب میں ورلڈ ڈانسنگ مقابلہ تھا اور سائنسدان صاحب یہ شو دیکھنے کلب چلے گئے۔ دشمن کلب والوں نے وہاں میزائل فائر کر دیئے جس سے عمارت تباہ ہو گئی اور لوگ ہلاک اور زخمی ہو

گئے۔ زخمی ہونے والوں میں یہ سائنسدان بھی تھے۔ انہیں ہسپتال لے جایا گیا۔ وہاں ان کے آپریشن کئے گئے لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے اور ایک اور اہم بات یہ ہے کہ دو غیر ملکی ہسپتال میں ان کی باقاعدہ نگرانی کرتے رہے اور جب وہ ہلاک ہو گئے تو وہ خاموشی سے واپس چلے گئے''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ کون تھے وہ۔ میرے پاس تو ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں پہنچی''...... سرداور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ پاکیشیائی نژاد ضرور ہیں لیکن کام ایکریمیا کی کسی بڑی لیبارٹری میں کرتے تھے۔ آج کل پاکیشیا آئے ہوئے تھے۔ ان کا نام ڈاکٹر جمال بتایا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ڈاکٹر جمال۔ ایکریمیا کی لیبارٹری۔ نام تو میرے ذہن میں موجود ہے۔ بہرحال ایسی صورت حال میں ہم ان کے لئے کیا کر سکتے ہیں''...... سرداور نے کہا۔

''اصل میں مسئلہ ان غیر ملکیوں کی مشکوک نگرانی کا ہے۔ آپ صرف یہ معلوم کر دیں کہ ڈاکٹر جمال ایکریمیا کی کس لیبارٹری میں کام کرتے تھے اور کس سبجیکٹ پر کام کر رہے تھے''...... عمران نے کہا۔

''تو تمہیں خدشہ ہے کہ وہ پاکیشیا کے خلاف کام کر رہے تھے''...... سرداور نے چونک کر پوچھا۔

''اگر ایسی بات ہوتی تو انہیں پاکیشیا آنے ہی نہ دیا جاتا۔ ان کی نگرانی سے مجھے لگتا ہے کہ ایکریمین نہیں چاہتے تھے کہ ڈاکٹر جمال کسی کو کچھ بتائیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب تک وہ ہسپتال میں زندہ رہے۔ یہ غیر ملکی بھی ان کے ساتھ رہے لیکن جیسے ہی وہ فوت ہوئے، دونوں غیر ملکی بغیر کچھ کہے خاموش سے واپس چلے گئے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ تم کہاں سے کال کر رہے ہو''۔ سرداور نے پوچھا۔

''میں اپنے فلیٹ میں ہوں''...... عمران نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اللہ حافظ''...... سرداور نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''داور بول رہا ہوں۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ڈاکٹر جمال گزشتہ اٹھارہ سالوں سے ایکریمیا میں کام کر رہے تھے اور کسی لیبارٹری میں میزائل پر کام کر رہے تھے۔ وہ بہرحال پاکیشیا آتے تھے اور ایک ڈیڑھ ماہ گزار کر واپس چلے جاتے تھے''...... سرداور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا وہاں کوئی خاص میزائل تیار ہو رہا ہے جو یہاں باقاعدہ

نگرانی کا انتظام کیا گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''ایکریمیا میں تو بے شمار لیبارٹریاں ہیں اور میزائل سازی پر تو کام ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے حتمی طور پر کچھ نہیں بتایا جا سکتا''۔ سرداور نے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کی دراز سے سیل فون نکالا اور اس پر ٹائیگر کو کال کیا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم نے اخبار میں میزائل سائنسدان ڈاکٹر جمال کے بارے میں پڑھا ہوگا جو سٹار کلب میں زخمی ہوئے اور ہسپتال میں فوت ہو گئے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ ڈاکٹر جمال کا کزن احسن میرا دوست ہے اس لئے مجھے اس کے ذریعے پوری تفصیل کا علم ہو گیا تھا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر جمال کی میت کو کہاں لے جایا گیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''گلیکسی ٹاؤن کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں باس۔ یہ کوٹھی ان کے کزن احسن کی ہے۔ وہ اپنے بیٹے شرافت کے ساتھ ہسپتال میں ان کے ساتھ رہے ہیں اور پھر ان کے فوت ہونے پر وہ ان کی میت ہسپتال سے وصول کر کے اپنی رہائش گاہ پر لے آئے ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ ان کا جنازہ بھی ہو گیا ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں اس احسن اور شرافت سے ملنا چاہتا ہوں۔ کیا تم اس کا بندوبست کر سکتے ہو۔ تم میرے بارے میں انہیں صرف یہ بتاؤ گے کہ میرا تعلق پاکیشیا کی وزارت سائنس سے ہے اور میں حکومت کی طرف سے ڈاکٹر جمال کی وفات پر افسوس کرنے آنا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ ایسی صورت میں آپ کو بہت سنجیدہ رہنا پڑے گا اور وہ آپ رہ نہیں سکتے''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''تو تم مجھے واقعی احمق سمجھتے ہو کہ کسی کی موت پر بھی مذاق کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''سوری باس۔ آپ فلیٹ پر ہیں اس وقت''...... ٹائیگر نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا۔

''میں بندوبست کر کے آپ کو کال کرتا ہوں''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر سیل فون آف کیا اور اسے واپس دراز میں رکھ دیا۔ پھر وہ اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس نے گرے کلر کا عام سا لباس پہنا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ یہ ٹائیگر کی کال تھی۔ عمران نے اپنے آنے کا کہہ کر رسیور رکھا اور سیل فون

جیب میں ڈال کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے گلیکسی ٹاؤن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گلیکسی ٹاؤن کی کوٹھی نمبر اٹھارہ خاصی بڑی اور جدید انداز میں بنی ہوئی تھی۔ اس کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ اندر ایک سائیڈ پر شامیانہ لگا ہوا تھا اور نیچے دریاں بچھائی گئی تھیں اور دریوں پر کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران نے کار پھاٹک کے باہر روکی تو ٹائیگر نے آ کر اسے سلام کیا۔

"ہم نے لوگوں کے درمیان بات نہیں کرنی"...... عمران نے اندر کی پوزیشن دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے پہلے ہی احسن اور شرافت سے بات کر لی ہے۔ آپ اندر بیٹھیں۔ وہ دونوں بھی آ جائیں گے"...... ٹائیگر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران، ٹائیگر کے ساتھ ڈرائینگ روم میں بیٹھا تھا۔ پھر پردہ ہٹا اور ایک ادھیڑ عمر اور ایک نوجوان آدمی اندر داخل ہوئے۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران نے ڈاکٹر جمال کی وفات پر حکومت کی طرف سے تعزیت کی اور فاتحہ خوانی کی۔ ٹائیگر بھی شامل رہا۔

"ڈاکٹر صاحب سے کبھی ملاقات تو نہیں رہی لیکن ان کی اس طرح وفات کا بے حد صدمہ ہوا ہے۔ گو وہ ایکریمیا میں کام کرتے تھے لیکن بہرحال تھے تو پاکیشیائی نژاد"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ وہ اٹھارہ بیس سال پہلے وہاں گئے تھے۔ پھر ان کی

بیگم وفات پا گئی۔ دو بیٹے تھے۔ وہ دیگر ممالک میں چلے گئے اور انہوں نے وہاں شادیاں کر لیں۔ ڈاکٹر صاحب اکیلے ہو گئے۔ وہ میرے کزن تھے اور ہم بچپن میں اکٹھے کھیلتے رہے ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ بے حد محبت کرتے تھے۔ ہمیں بھی جب ایکریمیا جانا ہوتا تھا تو ہم بھی ان سے ملنے ضرور جاتے تھے"...... احسن نے کہا۔

"لیکن وہاں وہ کام تو لیبارٹری میں کرتے ہوں گے۔ کیا آپ بھی ان کے پاس لیبارٹری میں رہتے تھے"...... عمران نے بڑا معصوم سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ وہ لیبارٹری سے چھٹی لے لیتے تھے اور ناراک آ جاتے تھے۔ پھر ہم وہاں ہوٹل میں اکٹھے رہتے تھے"...... احسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا لیبارٹری ناراک میں نہیں تھی"...... عمران نے کہا۔

"میں نے ایک بار پوچھا تھا تو انہوں نے ہنستے ہوئے کہا کہ ان کی لیبارٹری ٹاپ سیکرٹ ہے اور کسی جزیرے پر ہے البتہ یہ جزیرہ ناراک سے قریب ہے۔ بس اتنا ہی بتایا تھا انہوں نے"۔ احسن نے جواب دیا۔

"ہسپتال میں دو غیر ملکی بھی تھے جو ان کے ساتھ رہے تھے۔ وہ کون تھے۔ کیا ان کے ساتھ ایکریمیا سے آئے تھے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ وہ تو ان کے بارے میں سن کر ہسپتال آئے تھے۔

میں نے پوچھا تو نہیں بہرحال ایکریمین سفارت خانے سے ان کا تعلق ہو گا''...... احسن نے جواب دیا۔

''ڈاکٹر جمال ہسپتال جا کر ہوش میں آئے تھے یا نہیں''۔ عمران نے کہا۔

''ہوش میں دس پندرہ منٹ کے لئے آئے تھے لیکن وہ کھل کر بول نہ سکتے تھے۔ میں ان کے قریب گیا تو وہ کچھ بول رہے تھے لیکن آواز بے حد مدھم تھی۔ میں نے کان قریب کیا تو وہ سرخ ڈائری کے الفاظ کہہ رہے تھے۔ پھر وہ خاموش ہو گئے''...... خاموش بیٹھے ہوئے نوجوان شرافت نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

''تم نے مجھے تو نہیں بتایا''...... احسن نے چونک کر اپنے بیٹے شرافت سے کہا۔

''کوئی خاص بات تو نہ تھی جو بتاتا البتہ ایک غیر ملکی نے مجھ سے پوچھا تھا کہ ڈاکٹر صاحب نے مجھے بلا کر کیا کہا تھا تو میں نے انہیں بتایا کہ انہوں نے دو بار سرخ ڈائری کے الفاظ کہے اور پھر وہ خاموش ہو گئے''...... شرافت نے کہا۔

''ان کا سامان تو یہاں موجود ہو گا''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں۔ لیکن اگر آپ سرخ ڈائری دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ غیر ملکی آج افسوس کرنے آئے تھے تو وہ لے گئے ہیں''...... شرافت نے کہا۔

''آپ کو نہیں دینا چاہئے تھی''...... عمران نے کہا۔

''ہم نے اس کا کیا کرنا تھا۔ یہ غیر ملکی ان کے آدمی تھے۔ میں نے تو خود انہیں آفر دی تھی کہ وہ ان کا سامان ساتھ لے جائیں۔ ہم نے تو ان کی آخری رسومات ادا کرنا تھیں وہ کر دیں۔ ہم نے سامان کا کیا کرنا ہے۔ اس کے بعد میں خود انہیں سامان دینے لگا لیکن انہوں نے صرف ڈائری لی اور چلے گئے''...... شرافت نے کہا۔

''کیا نام تھے ان کے''...... عمران نے پوچھا۔

''نام تو میں نے پوچھے ہی نہیں۔ انہوں نے خود ہی بتا دیئے تھے لیکن ہمارے ذہنوں میں موجود نہیں ہیں''...... احسن اور شرافت نے کہا۔

''ان کا سامان میں دیکھ سکتا ہوں۔ شاید حکومت کے لئے کوئی کام کی چیز ہو اس میں''...... عمران نے کہا۔

''آپ بے شک لے جائیں اور حکومت کے پاس جمع کرا دیں''...... احسن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لے آئیں۔ کتنا سامان ہے''...... عمران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

''ایک بڑا بیگ ہے جس میں کپڑے ہیں۔ دوسرا چھوٹا بیگ ہے جس میں ان کے کاغذات وغیرہ ہیں''...... احسن نے کہا۔

''وہ ڈائری کس بیگ سے ملی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ چھوٹے بیگ میں تھی۔ اس کی جلد سرخ نہیں تھی بلکہ بھورے رنگ کی تھی جبکہ وہ کہہ سرخ ڈائری رہے تھے۔ شاید مرض کی شدت میں وہ اصل رنگ ہی بھول گئے تھے''...... شرافت نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''کپڑے آپ اللہ کے نام پر غریبوں کو دے دیں البتہ چھوٹا بیگ ہم حکومت کے پاس جمع کرا دیتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''شرافت۔ چھوٹا بیگ لے آؤ''...... احسن نے کہا تو شرافت سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

''معاف کیجئے۔ وفات والا گھر تھا اس لئے آپ کو کوئی مشروب نہیں پیش کیا گیا''...... احسن نے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں احسن صاحب۔ ہم معاملات کی نزاکت کو سمجھتے ہیں''...... عمران نے کہا تو احسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد شرافت ایک چھوٹا بیگ اٹھائے واپس آ گیا۔ عمران کے اشارے پر ٹائیگر نے بیگ شرافت سے لے لیا۔ پھر عمران اور ٹائیگر دونوں نے احسن اور شرافت سے اجازت لی اور کوٹھی سے باہر آ گئے جہاں ان کی کاریں موجود تھیں۔

''میرے فلیٹ پر آ جاؤ''...... عمران نے کہا اور اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے فلیٹ پر پہنچ چکا تھا۔ کچھ دیر بعد ٹائیگر بھی بیگ اٹھائے پہنچ گیا۔

'' میرا خیال ہے کہ سرخ ڈائری اس بیگ کی کسی خفیہ جیب

میں ہو گی۔ لاشعور غلطی نہیں کرتا۔ ڈاکٹر جمال شاید شرافت کو یہ ڈائری دینا چاہتے تھے اور کوئی ہدایت بھی دینا چاہتے تھے لیکن ان کی کنڈیشن نے انہیں تفصیل سے بات کرنے کی اجازت نہیں دی''۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بیگ کو میز پر رکھا اور پھر اسے کھول کر پہلے اندر موجود سامان باہر میز پر پلٹ دیا۔ اس میں پاسپورٹ، ویزا، شناختی کارڈ اور وزارت سائنس کی طرف سے چار پانچ مختلف قسموں کے سرٹیفکیٹس موجود تھے۔

''یہ ڈائری ہے۔ سرخ رنگ کی ڈائری''...... اسی لمحے ٹائیگر نے بیگ کی ایک خفیہ جیب سے سرخ کور والی پتلی سی ڈائری نکالتے ہوئے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ سے وہ ڈائری لے لی اور اسے کھول کر پڑھنے لگا۔ ڈائری میں عام سے حساب کتاب تھے اور رقومات لکھی تھیں لیکن کچھ لوگوں کے نام بھی لکھے ہوئے تھے اور آخری صفحوں پر باقاعدہ تحریر موجود تھی۔ عمران اسے پڑھتا رہا۔ پھر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور ڈائری بند کر دی۔

''کوئی خاص بات باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ڈاکٹر جمال وہاں لیبارٹری میں ایسے میزائل پر کام کر رہا تھا جسے ملٹی ٹارگٹ میزائل کہا جاتا ہے۔ یہ ایک میزائل بیک وقت مختلف چیزوں کو مختلف سمتوں اور مختلف فاصلوں پر ہٹ کر سکتا

ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ کیسے ممکن ہے باس''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے ایک رسالے میں اس کے بارے میں پڑھا تھا۔ ایکریمیا کے ایک سائنسدان نے اس کا آئیڈیا دیا تھا لیکن حکومت ایکریمیا نے اسے ناقابل عمل قرار دے دیا تھا۔ پھر ایکریمیا کے چند بڑے میزائل سائنسدانوں نے اسے منظور کر لیا اور حکومت کو رپورٹ دی کہ یہ ممکن ہے اور یہ مستقبل کا ایسا میزائل ہے جس کا کوئی توڑ دنیا بھر میں کسی کے پاس بھی نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے مختلف ٹارگٹ تجویز کئے جن میں اڑتا ہوا ہوائی جہاز، سمندر میں سفر کرتا ہوا جہاز یا کشتی، کوئی عام عمارت، کوئی چھوٹا نشانہ، اس طرح دس مختلف نشانے ایک ہی میزائل سے لگانے پر کام شروع ہو گیا۔ ڈاکٹر جمال نے لکھا ہے کہ یہ میزائل اب تیار ہونے والا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایک سال کے اندر یہ میزائل مکمل طور پر تیار ہو جائے گا۔ پھر فیکٹری میں اسے زیادہ تعداد میں تیار کر کے ایکریمین فوج کے حوالے کر دیا جائے گا۔ یہ میزائل فضا سے فائر ہو سکے گا اور زمین سے بھی۔ ڈاکٹر جمال کا خیال ہے کہ پاکیشیا کو بھی ایسا میزائل بنانا چاہئے تاکہ کافرستان اور اسرائیل، پاکیشیا کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکیں۔ اس کے لئے انہوں نے آفر بھی دی ہے کہ ان سے رابطہ کیا جائے تو وہ اس کا فارمولا مفت دینے کے لئے

تیار ہیں اور اس کے بنانے میں بھی مدد دینے کے لئے تیار ہیں۔ وہ شرافت سے شاید یہی کہنا چاہتے تھے کہ یہ سرخ ڈائری کسی سائنسدان کو پہنچا دی جائے لیکن وہ کہہ نہ سکے''...... عمران نے کہا۔

''اس لیبارٹری کے بارے میں بھی ڈائری میں کچھ لکھا ہے باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ لیکن احسن نے جو بتایا ہے وہ درست ہو گا۔ ناراک بھی ساحل سمندر پر ہے اور وہاں سے قریب اور دور کئی چھوٹے بڑے آباد اور غیر آباد جزیرے ہیں۔ ان میں سے کسی جزیرے پر لیبارٹری ہو گی''...... عمران نے جواب دیتے کہا۔

''پھر اس میزائل کو حاصل کرنے کے لئے آپ کام کریں گے باس''...... ٹائیگر نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی بات میرے بس میں نہیں ہے۔ جب تک حکومت اور چیف منظوری نہ دیں۔ ایسے میزائل کی تیاری کے لئے جس قدر قیمتی مشینری چاہئے اور جس قدر جدید میزائل لیبارٹری چاہئے اس کے اخراجات کیا حکومت برداشت کر سکے گی۔ دوسری بات یہ کہ ایکریمیا ان میزائلوں کو پاکیشیا کے خلاف استعمال کرنے کے لئے کافرستان کو دے گا یا نہیں اور ایسے میزائل ہمارے ملک کو مفاد پہنچا بھی سکتے ہیں یا نہیں۔ آخری بات ڈاکٹر جمال کی ڈائری کے مطابق یہ میزائل ابھی تیاری کے مراحل میں ہے۔ اس لئے ہم تیار شدہ میزائل تو نہیں لے آ سکتے۔ فارمولا ہی لا سکتے ہیں۔ کیا یہاں ایسے

سائنسدان دان ہیں جو فارمولے پر یہاں ایسے پیچیدہ میزائل تیار کر لیں''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ اگر حکومت اس مشن پر کام کرنے کا فیصلہ کر لے تو آپ مجھے ساتھ ضرور لے جائیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ بھی میرے بس میں نہیں ہے چیف کے بس میں ہے۔ مشن کے لحاظ سے ٹیم وہی منتخب کرتا ہے البتہ تمہاری درخواست اس تک پہنچائی جا سکتی ہے۔ وہ میں پہنچا دوں گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ سفارش کر دیں گے تو چیف مان جائیں گے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چیف سفارش کے سخت خلاف ہیں۔ لفظ سفارش سامنے آ جائے تو چیف فوراً انکار کر دیتا ہے اس لئے وہ کیا مصرعہ ہے کہ درخت سے پیوستہ رہے اور بہار کی امید رکھ۔ میں نے اس پر کارٹون دیکھا تھا کہ ایک ٹنڈ منڈ درخت سے ایک بھوکی ہڈیاں نکلی ہوئی بکری بندھی ہوئی تھی اور بڑی حسرت و یاس بھری نظروں سے اس ٹنڈ منڈ درخت کو دیکھ رہی تھی اور کارٹون کے نیچے لکھا ہوا تھا کہ پیوستہ رہ شجر سے اور امید بہار رکھ۔ تم بھی پیوستہ رہو اور امید بہار رکھو''۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا اور پھر اجازت لے کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے ایک کمرے میں میز کے پیچھے ریوالونگ کرسی پر ایکریمیا کی سب سے طاقتور بلیک ایجنسی کا چیف براؤن بیٹھا ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا۔ کہا جاتا تھا کہ بلیک ایجنسی کے ایجنٹ کسی بھی ملک کے اعلیٰ ترین حکام کا خاتمہ کر بھی آسانی سے سکتے ہیں، کسی بھی حکومت کو گرا سکتے ہیں اور کسی بھی ملک کو کسی دوسرے ملک سے لڑا سکتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ دنیا بھر کے ممالک کے حکام بلیک ایجنسی کے نام سے ہی ڈرتے تھے۔ بلیک ایجنسی کے ایجنٹ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے تھے اور ضرورت پڑنے پر اس کے کئی سیکشن ایسے تھے جو انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہوئے دشمنوں کو سنبھلنے سے پہلے ہی ختم کر دیتے تھے البتہ بلیک ایجنسی بھی دنیا کی چند ایجنسیوں اور سروسز سے مقابلے پر اترتے ہوئے سوچنے پر مجبور ہو جاتی تھی۔ ان میں سے ایک پاکیشیا

سیکرٹ سروس تھی کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ریکارڈ ان سے کہیں بہتر تھا اس لئے بلیک ایجنسی کی کوشش ہوتی تھی کہ پاکیشیا کے خلاف وہ خود میدان میں اترنے کی بجائے کسی اور ایجنسی کو سامنے لے آئے اور اکثر وہ اس میں کامیاب بھی ہو جاتے تھے۔ براؤن فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو براؤن نے چونک کر پہلے فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... براؤن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ڈیفنس منسٹر صاحب سے بات کریں جناب''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس۔ براؤن بول رہا ہوں''...... براؤن نے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیائی نژاد ایکریمین سائنسدان ڈاکٹر جمال پاکیشیا گئے ہوئے تھے۔ وہاں ایک کلب میں موجود تھے کہ کلب کو میزائلوں سے اڑا دیا گیا۔ وہ زخمی ہو کر ہسپتال پہنچے اور وہاں ہلاک ہو گئے۔ ڈاکٹر جمال کراس لیبارٹری میں کام کرتے تھے۔ کیا آپ کو اس بارے میں علم ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس سر۔ نہ صرف معلوم ہے بلکہ فائل بھی موجود ہے''۔ براؤن نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''پھر آپ کو یہ بھی علم ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے

کام کرنے والا عمران حرکت میں آ گیا ہے''...... ڈیفنس منسٹر نے کہا۔

''وہ کیوں جناب۔ اس کا کیا تعلق۔ کیا ڈاکٹر جمال کو کسی ایجنسی نے قتل کیا ہے''...... براؤن نے حیران ہو کر کہا۔

''نہیں۔ وہ دو کلبوں کی آپس میں دشمنی کی بھینٹ چڑھا ہے لیکن پاکیشیا کے چیف سائنسدان سرداور نے وزارت سائنس کے سیکرٹری سے ڈاکٹر جمال کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی۔

خاص طور پر وہ اس لیبارٹری کا پتہ معلوم کرنا چاہتے تھے جہاں ملٹی ٹارگٹ میزائل کی تیاری آخری مراحل میں ہے لیکن سیکرٹری نے گول مول جواب دے کر انہیں ٹال دیا ہے۔ پاکیشیا سے رپورٹ ملی ہے کہ وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا عمران حرکت میں آ گیا ہے اور وہ ان لوگوں سے ملا ہے جو ڈاکٹر جمال کے وہاں رشتہ دار ہیں اور ڈاکٹر جمال کا بیگ بھی ساتھ لے گئے ہیں''...... ڈیفنس منسٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے جناب۔ ایک سائنسدان ہلاک ہوا ہے چاہے وہ ایکریمیا میں کیوں نہ کام کر رہا ہو لیکن ہے تو پاکیشیائی نژاد۔ وہ لوگ ویسے ہی چیک کر رہے ہوں گے کہ ڈاکٹر جمال کسی سازش کا شکار تو نہیں ہوا۔ ورنہ ان کا ملٹی ٹارگٹ میزائل سے کیا تعلق۔ اس قدر جدید میزائل نہ وہ بنا سکتے ہیں اور نہ ہی کسی کے خلاف استعمال

کر سکتے ہیں کیونکہ ابھی یہ میزائل تیار بھی نہیں ہوا لیکن اقوام متحدہ نے اسے انسانیت کش میزائل قرار دیتے ہوئے اس پر پابندی بھی لگا دی ہے''...... براؤن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''بہرحال تم ہوشیار رہنا۔ یہ ایشیائی غلط لوگ ہوتے ہیں۔ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں''...... ڈیفنس منسٹر نے کہا۔

''لیس سر۔ ہم تو ہر لمحے ہوشیار رہتے ہیں''...... براؤن نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے کریڈل دبایا اور پھر فون سیٹ کے نیچے موجود بٹن کو پریس کر دیا۔

''لیس چیف''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ولیم سے بات کراؤ''...... براؤن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو براؤن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''لیس''...... براؤن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ولیم لائن پر ہے جناب''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کراؤ بات''...... براؤن نے کہا۔

''ہیلو چیف۔ میں ولیم بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ولیم۔ تمہارے پاس ایشیا ڈیسک ہے۔ تمہارے پاس اطلاع

موجود ہے ڈاکٹر جمال کے بارے میں''...... براؤن نے کہا۔

''لیس سر۔ ڈاکٹر جمال ہر سال ایک ماہ کی چھٹی پر پاکیشیا جاتے رہتے تھے اور ہر بار وہاں ان کی اس انداز میں نگرانی کی جاتی تھی کہ انہیں اس کا علم نہ ہو۔ اس بار وہ ایک کلب میں ڈانسنگ شو دیکھنے گئے کہ کلب پر میزائلوں سے حملہ کر دیا گیا۔ یہ دو کلبوں کی آپس کی لڑائی تھی۔

ڈاکٹر جمال شدید زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ گئے۔ وہاں ہمارے دو آدمی ان کے ساتھ ساتھ رہے تاکہ وہ کسی کو لیبارٹری یا کسی سائنسی فارمولے کے بارے میں کچھ نہ بتا دیں۔ انہوں نے شدید علالت کی حالت میں اپنے نوجوان بھتیجے کو بلا کر اسے سرخ ڈائری کی بات کی لیکن تفصیل نہ بتا سکے اور وہ فوت ہو گئے۔ ہمارے آدمی ان کے سامان سے وہ ڈائری بھی لے آئے لیکن اس میں سوائے ذاتی حساب کتاب کے اور کچھ نہیں ہے۔ ڈاکٹر جمال کو وہیں پاکیشیا میں ہی دفنا دیا گیا ہے۔ ایکریمین سفارت خانے کا آدمی بھی ان کی آخری رسومات میں شامل تھا''...... ولیم نے باقاعدہ تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''مجھے ابھی ڈیفنس منسٹر صاحب نے فون کر کے بتایا ہے کہ پاکیشیا کے چیف سائنسدان سرداور اس ایکریمین لیبارٹری کے بارے میں ایکریمین سیکرٹری سائنس سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں جہاں ڈاکٹر جمال کام کرتے رہے ہیں۔

اس کے علاوہ انہیں رپورٹ ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا خطرناک ایجنٹ عمران بھی حرکت میں نظر آ رہا ہے۔ وہ ڈاکٹر جمال کے رشتہ داروں کے گھر گیا ہے اور وہاں ان سے علیحدگی میں بات چیت کرتا رہا ہے۔ تمہیں اس بارے میں کوئی اطلاع ہے''...... براؤن نے کہا۔

''نو سر۔ ہمیں اطلاع نہیں ہے۔ ویسے بھی ایسا کوئی کیس نہیں بنتا کہ عمران اس سلسلے میں حرکت میں آئے''...... ولیم نے کہا۔

''عمران کا حرکت میں آنا بتا رہا ہے کہ کوئی بات عمران کے نوٹس میں آئی ہے۔ تم وہاں چیکنگ کراؤ کہ کیا ہو رہا ہے۔ پھر مجھے رپورٹ دو''...... براؤن نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور براؤن نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر سامنے موجود فائل کی طرف متوجہ ہو گیا لیکن کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... براؤن نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''ناراک سے ہارڈی کی کال ہے باس''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... براؤن نے کہا۔ ہارڈی ناراک میں بلیک ایجنسی کی ذیلی تنظیم کا انچارج تھا۔

''ہیلو باس۔ میں ہارڈی بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک

مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''کوئی خاص بات''...... براؤن نے کہا۔

''سر۔ پاکیشیائی ایجنٹ عمران نے ناراک میں اولڈ گرام کو فون کر کے اس سے کہا ہے کہ وہ ناراک کے قریب کسی جزیرے پر ایک لیبارٹری جو ایکریمیا کی میزائل لیبارٹری ہے کے بارے میں تفصیل اسے مہیا کرے اور اولڈ گرام نے اس سے وعدہ کر لیا۔ پھر دو گھنٹوں بعد جب عمران کا دوبارہ فون آیا تو اولڈ گرام نے اسے بتایا کہ میزائل ٹیکنالوجی کی ایک بہت بڑی لیبارٹری ہیلی فیکس جزیرے پر ہے''...... ہارڈی نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''اولڈ گرام نے کیسے معلوم کی یہ بات''...... براؤن نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''اولڈ گرام نے ریمنڈ سے بات کی۔ ریمنڈ نے اسے بتایا کہ وہ ہیلی فیکس جزیرے میں موجود میزائل لیبارٹری کو شراب سپلائی کرتا رہا ہے۔ وہاں بہت بڑی میزائل لیبارٹری موجود ہے چنانچہ یہی رپورٹ اولڈ گرام نے عمران کو پاس آن کر دی''...... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہیں کب اور کیسے پتہ چلا اس کال کا''...... براؤن نے پوچھا۔

''مجھے ابھی الفرڈ نے فون کر کے بتایا ہے۔ اسے اولڈ گرام کے اسٹنٹ نے شراب کی ایک بوتل کے عوض یہ بتایا ہے''...... ہارڈی

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم نے محتاط رہنا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ عمران اس لیبارٹری کے خلاف کوئی کارروائی کرے تو وہ پہلے ناراک ہی آئے گا''...... براؤن نے کہا۔

''لیس باس۔ میں سمجھتا ہوں۔ ہم الرٹ ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو براؤن نے کریڈل دبایا اور فون سیٹ کے نچلے حصے میں موجود ایک سفید رنگ کے بٹن کو پریس کر دیا۔

''لیس باس''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اسسٹنٹ سیکرٹری وزارت سائنس جناب فرینک سے بات کراؤ''...... براؤن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد گھنٹی بجنے پر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''اسسٹنٹ سیکرٹری سائنس جناب فرینک لائن پر موجود ہیں باس''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''براؤن بول رہا ہوں''...... براؤن نے کہا۔

''لیس مسٹر براؤن۔ میں فرینک بول رہا ہوں۔ کوئی خاص بات''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یہ معلوم کرنا تھا جناب کہ کیا ہیلی فیکس جزیرے میں ایکریمیا کی میزائل لیبارٹری ہے یا نہیں''...... براؤن نے کہا۔

''ہاں ہے۔ اور سب سے بڑی لیبارٹری ہے۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... فرینک نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس بارے میں پہلے پاکیشیا کے چیف سائنسدان سرداور نے جناب سیکرٹری سائنس سے فون پر معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی اور اب معلوم ہوا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں''...... براؤن نے کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ۔ کیوں۔ ان کا اس لیبارٹری سے کیا تعلق ہے''...... فرینک نے چونک کر کہا۔

''اس لیبارٹری میں کسی خاص ٹائپ کے میزائل پر تو کام نہیں ہو رہا''...... براؤن نے کہا۔

''ہاں۔ ہو رہا ہے۔ ملٹی ٹارگٹ میزائل۔ جو مستقبل کا میزائل ہو گا۔ یہ ایک میزائل بیک وقت مختلف سمتوں، مختلف فاصلوں اور مختلف ٹارگٹوں کو ہٹ کر سکے گا۔ چاہے ان میں سے چند ٹارگٹ ہوا میں ہوں، چند سمندر میں اور چند زمین پر۔ اس میزائل کی تیاری کے بعد ایکریمیا ناقابل شکست ہو جائے گا کیونکہ اس میزائل کا اینٹی نظام تیار ہی نہیں کیا جا سکتا''...... اسسٹنٹ سیکرٹری سائنس فرینک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ میزائل تیار ہو چکا ہے یا ابھی ہونا ہے''...... براؤن نے پوچھا۔

''تقریباً تیار ہو چکا ہے۔ گزشتہ آٹھ سالوں سے اس پر مسلسل

کام ہو رہا ہے۔ اب یہ ایک سال کے اندر تیار ہو جائے گا لیکن آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں اور پاکیشائی ایجنٹوں والی آپ کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی''...... فرینک نے کہا۔

''اس لیبارٹری میں پاکیشائی نژاد سائنسدان ڈاکٹر جمال بھی کام کرتے تھے۔ وہ ہر سال ایک ماہ کی چھٹیوں پر پاکیشیا جایا کرتے تھے۔ اس بار بھی گئے۔ وہاں ایک کلب میں دوسرے لوگوں کے ساتھ وہ بھی شدید زخمی ہو گئے کیونکہ کلب پر میزائلوں سے حملہ کیا گیا تھا۔

ڈاکٹر جمال زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ گئے لیکن وہ بچ نہ سکے اور ہلاک ہو گئے۔ انہیں وہیں پاکیشیا میں دفنا دیا گیا۔ نجانے کن وجوہات کی بنا پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا خطرناک ایجنٹ عمران حرکت میں آ گیا۔ پہلے پاکیشیا کے چیف سائنسدان نے اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی جہاں ڈاکٹر جمال کام کرتے تھے۔ اب اطلاع ملی ہے کہ عمران نے ناراک کے کسی آدمی سے معلومات حاصل کی ہیں اور اسے بتایا گیا ہے کہ یہ لیبارٹری ہیلی فیکس جزیرے میں ہے اس لئے میں نے آپ سے معلومات حاصل کی ہیں تاکہ معاملات کو کنفرم کیا جا سکے''...... براؤن نے کہا۔

''لیکن وہ کیوں معلومات حاصل کر رہے ہیں۔ یہی وجہ تو میں پوچھنا چاہتا ہوں''...... فرینک نے کہا۔

''یقینی بات ہے کہ وہ یہ فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہوں گے۔ ملٹی ٹارگٹ میزائل کا فارمولا''...... براؤن نے جواب دیا۔

''وہ کیا کریں گے اس کا۔ ان کے پاس تو ایسی لیبارٹری ہی نہیں ہو سکتی۔ یہ دنیا کا سب سے قیمتی میزائل ہو گا''...... فرینک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ان کی دوستی شوگران سے ہے اور شوگران کے پاس اتنے وسائل ہیں کہ وہ ایسا میزائل تیار کر سکے۔ اسے فارمولا ہی چاہئے اور بس''...... براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تو انتہائی خطرناک بات ہے۔ ایکریمیا کے سارے خواب چکنا چور ہو جائیں گے۔ اوہ۔ اوہ۔ اسے ہر صورت میں اور ہر قیمت پر بچانا چاہئے''...... فرینک نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''آپ پریشان نہ ہوں۔ فوری طور پر اس لیبارٹری کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ابھی وہ لوگ معلومات حاصل کرتے پھر رہے ہیں۔ اب ہم بھی الرٹ ہو چکے ہیں۔ ہم اس لیبارٹری کا تحفظ اس انداز میں کریں گے کہ کوئی پرندہ بھی لیبارٹری کے قریب نہ جا سکے گا''...... براؤن نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''فار گاڈ سیک۔ ایسا کریں۔ میں چیف سیکرٹری صاحب سے بھی بات کرتا ہوں۔ وہ ہمیشہ پاکیشیا کی فیور کرتے ہیں۔ وہ یقیناً اس بارے میں کچھ کریں گے''...... فرینک نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ ان سے بات کریں ۔ اوکے۔ گڈ بائی''۔ براؤن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ وہ خود اس لیبارٹری کا چکر لگائے اور وہاں کے سیکورٹی انتظامات کا جائزہ لے تاکہ سیکورٹی کو فول پروف بنایا جا سکے۔

عمران اپنے فلیٹ پر بیٹھا ایک سائنسی رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) از فلیٹ خود مطلب ہے قابض خود بول رہا ہوں''...... عمران نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر کسی خودکار مشین کی طرح بولتے ہوئے کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ فوراً میرے آفس پہنچو اور اگر تم دس منٹ کے اندر نہ پہنچے تو میں سرداور اور سرعبدالرحمٰن سمیت تمہارے فلیٹ پر پہنچ جاؤں گا''...... دوسری طرف سے سرسلطان نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''سلیمان۔ سلیمان''...... عمران نے رسیور رکھ کر چیختے ہوئے لہجے میں سلیمان کی گردان شروع کر دی۔

''کیا ہوا صاحب۔ کیا فون میں ڈنک لگا ہوا تھا''...... سلیمان نے دروازے پر نمودار ہوتے ہوئے کہا۔

''ارے سر سلطان کا فون آیا ہے کہ اگر میں دس منٹ میں ان کے آفس نہ پہنچا تو وہ سرداور اور ڈیڈی سمیت خود یہاں آ جائیں گے۔ اب تم خود بتاؤ۔ دس منٹ میں تو میں تیار بھی نہیں ہو سکتا۔ آخر کنوارے کی تیاری ہے۔ جس طرح لڑکی جب کنواری ہو تو اس کا میک اپ اور تیاری اور انداز کی ہوتی ہے اور جب اس کی شادی ہو جائے تو پھر لپ سٹک پر ہی گزارہ ہو جاتا ہے''۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''آپ کو کس حکیم نے کہا تھا کہ آپ رسیور اٹھا کر خود یہ اعلان کریں کہ آپ فلیٹ سے بول رہے ہیں ورنہ آپ بڑے اطمینان سے سر سلطان کو بتا سکتے تھے کہ آپ سٹنگ روم سے بول رہے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ سٹنگ روم بھی تو فلیٹ کا ہی حصہ ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''حصہ تو ہے لیکن سر سلطان انتہائی سمجھ دار آدمی ہیں۔ سٹنگ روم سے سٹینڈنگ روم اور پھر واکنگ روم تک پہنچتے پہنچتے دس منٹ لگ جاتے ہیں۔ باقی کا سفر تو علیحدہ ہے''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ تو ہو گا سو ہو گا۔ اب بتاؤ کیا کروں۔ ڈیڈی یہاں آ گئے تو

تم سمجھو گئے کام سے۔ کیونکہ یہاں کی حالت دیکھ کر ڈیڈی نے سب سے پہلے تمہیں کان سے پکڑ کر باہر دھکیل دینا ہے۔ میرا کیا، میں تو ان کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ پھر مجھے بچانے کے لئے سر سلطان اور سرداور دونوں موجود ہوں گے لیکن تمہارا کیا بنے گا جناب سلیمان صاحب''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''میں تو خود چاہتا ہوں کہ وہ یہاں آئیں اور اپنے اکلوتے بیٹے کا لائف سٹائل دیکھیں۔ میں تو خود انہیں کچن کا دورہ کراؤں گا۔ نئے ملٹی کلر اوون کا افتتاح ان سے کراؤں گا۔ انہیں ایسی چائے پلاؤں گا کہ وہ اپنی کوٹھی کی بجائے یہاں بیٹھے دکھائی دیں گے''۔ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

''تم خود سنتے رہو۔ میں لباس تبدیل کر لوں''...... عمران نے اس طرح اچھل کر اٹھتے ہوئے کہا جیسے اسے کرسی نے لاکھوں وولٹیج کا کرنٹ لگا دیا ہو اور تیزی سے دوڑتا ہوا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ فون سر سلطان کا ہو گا۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... سلیمان نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں سلیمان۔ عمران کو میں نے کال کیا تھا۔ وہ روانہ ہو گیا ہے یا نہیں''...... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا تو سلیمان نے دانستہ لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تا کہ سر سلطان کی

آواز عمران تک پہنچ جائے۔

''صاحب ابھی تو ڈریسنگ روم میں ہیں جناب''...... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کو نکالو باہر۔ میں اس کے انتظار میں بیٹھا ہوں۔ میں نے صدر صاحب کے ساتھ ایک خصوصی میٹنگ اٹنڈ کرنی ہے اور یہ ڈریسنگ روم میں ہے نانسنس۔ اسے کان سے پکڑ کر نکالو باہر۔ فوراً''...... دوسری طرف سے سرسلطان نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا تو سلیمان نے رسیور رکھ دیا۔

''اب کیا کیا جائے۔ حکم حاکم ہے''...... سلیمان نے اونچی آواز میں کہا لیکن بجائے ڈریسنگ روم کی طرف جانے کے کچن کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سرسلطان کی آواز عمران تک پہنچ گئی ہو گی اور اب وہ جلدی کرے گا اور پھر وہی ہوا۔ عمران لباس تبدیل کر کے تقریباً دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار سنٹرل سیکرٹریٹ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ سرسلطان واقعی جلدی میں ہوں گے کیونکہ صدر صاحب کے ساتھ ان کی میٹنگ طے ہے۔ تھوڑی دیر بعد جب عمران سرسلطان کے آفس میں داخل ہوا تو وہاں سرسلطان کے ساتھ سرداور بھی موجود تھے۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ یا اہالیان دفتر''...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ سلام کرتے ہوئے

کہا۔

''وعلیکم السلام۔ آؤ بیٹھو۔ یہ بتاؤ کہ تم ایکریمیا کے ہیلی فیکس جزیرے پر واقع لیبارٹری کے بارے میں کیوں معلومات حاصل کرتے پھر رہے ہو''...... سرسلطان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''آپ کو کس نے بتایا ہے''...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایکریمیا کے چیف سیکرٹری نے مجھے فون کر کے بتایا ہے اور انہیں بلیک ایجنسی کے چیف نے رپورٹ دی ہے''...... سرسلطان نے کہا۔

''وہاں ایک اہم میزائل پر کام ہو رہا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر ڈاکٹر جمال کی موت سے لے کر اب تک کے تمام معاملات کو مختصر طور پر دوہرا دیا۔

''سرداور۔ کیا ہم اس ٹائپ کے میزائل خود تیار کر سکتے ہیں''۔ سرسلطان نے سرداور سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جناب۔ اس قدر قیمتی مشینری ہمارے مالی اختیار سے باہر ہے۔ ویسے یہ میزائل مستقبل کا میزائل ہو گا اور جس ملک کے پاس یہ ہو گا پوری دنیا پر اس کی ہی حکومت ہو گی کیونکہ ایسے میزائل کا اینٹی نظام نہ تیار ہو سکتا ہے اور نہ ہی کہیں نصب کیا جا سکتا ہے۔ پھر ایک ہی میزائل دشمن کے آٹھ دس ٹارگٹ ہٹ کر دے تو دشمن کو شکست کا منہ ہرصورت میں دیکھنا پڑے گا''...... سرداور نے تفصیل سے بات کرتے

ہوئے کہا۔

''جس کام کو ہم کر ہی نہیں سکتے اس کے بارے میں بھاگ دوڑ کرنے کا کیا فائدہ۔ تم بتاؤ عمران''...... سر سلطان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اور اگر کافرستان نے یہ میزائل ایکریمیا سے حاصل کر لیا۔ تب کیا ہو گا''...... عمران نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایکریمیا، کافرستان کو یا کسی اور ملک کو ایسا میزائل مہیا کر دے''...... سر داور نے چونک کر کہا۔

''کافرستان اور ایکریمیا کے درمیان مشترکہ دفاع کا خفیہ معاہدہ ہوا ہے۔ اور آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ معاہدہ اسرائیل نے کرایا ہے۔ اس معاہدے کے تحت اگر کافرستان خود پاکیشیا پر حملہ کر کے شور مچا دے کہ پاکیشیا نے اس پر حملہ کیا ہے تو کیا وہ مشترکہ دفاعی معاہدے کے تحت پاکیشیا کو شکست دینے کی غرض سے ملٹی ٹارگٹ میزائل حاصل نہیں کرے گا''...... عمران نے کسی سیاست دان کی طرح باقاعدہ دلائل دیتے ہوئے کہا۔

''بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن جب ہم اسے تیار ہی نہیں کر سکتے تو پھر کیا کیا جا سکتا ہے''...... سر داور نے اس بار الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ بات طے ہے کہ ایکریمیا، کافرستان کے مقابلے میں ہمیں

ملٹی ٹارگٹ میزائل نہیں دے گا''...... عمران نے کہا اور سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ایک صورت ہے کہ سر سلطان اس سلسلے میں شوگران سے بات کریں۔ مجھے یقین ہے کہ وہاں ایسی لیبارٹریز ہوں گی جہاں اس فارمولے پر کام کیا جا سکے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن فارمولا تو ایکریمیا کے پاس ہے۔ وہاں سے لے آنا ہو گا اور ظاہر ہے ایکریمیا کو اس میزائل کی اہمیت کا پوری طرح اندازہ ہے۔ وہ کیسے ہمارا پیچھا چھوڑ دے گا۔ وہ ہماری دس لیبارٹریاں بھی ساتھ تباہ کر دے گا اور شوگران کی بھی''...... سر داور نے کہا۔

''تو آپ کا مطلب ہے خاموش ہو کر ایکریمیا اور کافرستان کے رحم و کرم پر سر جھکا دیں''...... عمران نے کہا۔

''ہمارا یہ مطلب نہیں ہے لیکن ہم کوئی ثمر آور تجویز چاہتے ہیں جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے''...... سر سلطان نے کہا۔

''اس کی ایک ہی صورت ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے لئے کام نہ کرے بلکہ عمران، ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ساتھ کام کرے۔ حکومت پاکیشیا اس سے علیحدہ رہے''...... عمران نے کہا۔

''اصل میں تو تم پاکیشیا کے نمائندے ہو۔ تمہارا نام سامنے آ گیا تو پھر انہیں پرواہ نہیں ہو گی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کام کر رہی ہے یا نہیں''...... سر داور نے کہا۔

"پھر ٹائیگر کے ذمے لگا دیا جائے کہ وہ فارمولا وہاں سے نکال لائے"...... عمران نے کہا۔

"اتنی بڑی ذمہ داری صرف ٹائیگر پر نہیں ڈالی جا سکتی اور دوسری بات یہ کہ ایکریمیا ہمارے خلاف سخت ردعمل بھی دے سکتا ہے اور ہم بہرحال ابھی اس قابل نہیں ہیں کہ ایکریمیا سے باقاعدہ جنگ لڑ سکیں۔ اس لئے فی الحال یہ کارروائی ملتوی کر دو۔ میں کوشش کروں گا کہ چیف سیکرٹری کو آمادہ کر سکوں کہ یہ میزائل کسی صورت بھی کافرستان کو نہ دے"۔ سرسلطان نے کہا۔

"ایکریمیا نہیں دے گا تو اسرائیل دے دے گا۔ ایکریمیا اور اسرائیل ایک ہی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر تم بتاؤ کہ کس طرح تحفظ کیا جا سکتا ہے"...... سرسلطان نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"فارمولا حاصل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمیں اصل میزائل حاصل کرنا چاہئے۔ اس طرح ہم آسانی سے ایسے اور میزائل خود تیار کر لیں گے۔ فارمولے سے اصل تک پہنچنے میں کئی سال لگ جائیں گے اور کروڑوں روپے بھی خرچ کرنا پڑیں گے"...... سرداور نے کہا۔

"ڈاکٹر جمال کی ڈائری کے مطابق ابھی تقریباً ایک سال لگ جائے گا پھر یہ میزائل مکمل ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر ایک سال خاموش رہو۔ جب میزائل بن جائے گا تو پھر کچھ سوچ لیں گے"...... سرسلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرا بھی یہی خیال ہے"...... سرداور نے کہا۔

"تم کیا کہتے ہو عمران"...... سرسلطان نے کہا۔

"جب دو سرکاری سر ایک بات پر متفق ہو جائیں تو پھر بے چارہ علی عمران کیا کر سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو سرسلطان اور سرداور دونوں بے اختیار ہنس پڑے اور پھر عمران ان سے اجازت لے کر آفس سے باہر آ گیا۔ اب اس کی کار دانش منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جبکہ اس کے چہرے پر سنجیدگی طاری تھی۔ اسے سو فیصد یقین تھا کہ سرسلطان جو چاہے کریں یا کہیں ایکریمیا نے ملٹی ٹارگٹ میزائل کافرستان کو سپلائی کر دینے ہیں اور اس صورت میں پاکیشیا بالکل بے بس ہو جائے گا۔ اس لئے یہ میزائل ہر صورت میں پاکیشیا کے پاس ہونے چاہئیں۔ تب ہی ملک کی سلامتی کا تحفظ ہو سکتا ہے لیکن اس کی کوئی صورت نظر نہ آ رہی تھی۔ یہی سوچتا ہوا وہ دانش منزل میں پہنچ گیا جہاں بلیک زیرو نے حسب روایت اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔

"بیٹھو"...... عمران نے رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"چائے پلاؤ۔ دماغ پھٹنے کے قریب ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ تم سرخ جلد والی ڈائری مجھے دو۔ پھر چائے بنا لاؤ۔

چائے کی پیالی پی کر ہی کچھ بتا سکوں گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی نچلی دراز کھول کر اس میں سے سرخ جلد والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی اور خود اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا جہاں وہ اکٹھی چائے بنا کر فلاسک میں رکھ لیا کرتا تھا۔ چنانچہ ابھی عمران نے ڈائری کھول کر چند صفحات ہی پلٹے ہوں گے کہ بلیک زیرو نے اس کے سامنے چائے کی پیالی رکھ دی اور دوسری پیالی اٹھا کر وہ اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

''کمال ہے۔ اتنی جلدی تو پانی گرم نہیں ہوسکتا۔ چائے کیسے بن گئی۔ کیا ٹھنڈے پانی میں بنا لائے ہو''...... عمران نے چونک کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''اگر ٹھنڈے پانی سے بھاپ نکل سکتی ہے تو پھر یہ واقعی ٹھنڈے پانی سے بنی چائے ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ارے وہ کیا کہتے ہیں۔ ہاں دھند۔ بھاپ نہ سہی دھند ہی سہی۔ وہ تو ٹھنڈے پانی سے ہی پیدا ہوتی ہے''...... عمران نے کہا۔

دھند پانی پر پڑتی ہے پانی سے نکلتی نہیں۔ اب پہلے آپ بتائیں کہ مسئلہ کیا ہے جس نے آپ کو اس قدر سنجیدہ کر دیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے اسے مختصر طور پر ملٹی ٹارگٹ میزائل کے سلسلے میں ساری بات بتا دی۔

''تو سرسلطان نہیں چاہتے کہ ہم ایکریمیا سے اس کا فارمولا حاصل کریں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہ صرف سرسلطان بلکہ سرداور بھی۔ وہ تیار میزائل چاہتے ہیں اور ابھی تو اس میزائل کو تکمیل پذیر ہونے میں تقریباً ایک سال لگے گا پھر فیکٹریوں میں اس کی تیاری شروع ہو گی۔ اسے نجانے کتنی دیر لگے اور یہ بات طے ہے کہ ایکریمیا نے یہ میزائل اسرائیل کو دے دینا ہے اور اگر ایکریمیا، کافرستان کہ یہ میزائل نہ دے گا تب پھر اسرائیل دے دے گا کیونکہ اسرائیل، کافرستان سے زیادہ پاکیشیا کا دشمن ہے''...... عمران نے کہا۔

''بات تو آپ کی بھی ٹھیک ہے اور سرسلطان اور سرداور کی بھی۔ اس کا کوئی حل ہونا چاہئے۔ ہمیں بہرحال پاکیشیا کی سلامتی کا تحفظ کرنا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اسی لئے تو یہاں آیا ہوں کیونکہ سنا ہے کہ یہاں دانش وافر مقدار میں ملتی ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''عمران صاحب۔ کیا یہ بات طے شدہ ہے کہ اس میزائل کی تکمیل واقعی ایک سال میں ہو گی۔ ہوسکتا ہے کہ ایسا پروپیگنڈہ کیا گیا ہو''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ بات میرے ذہن میں بھی آئی تھی اس لئے یہاں آیا ہوں اور اب بیٹھا ڈائری دیکھ رہا ہوں تاکہ معاملات کو کنفرم کیا جا سکے''۔ عمران نے ڈائری کا صفحہ پلٹتے ہوئے کہا۔

''کس سے کریں گے کنفرم۔ یہ کنفرمیشن تو اس لیبارٹری میں کام

کرنے والا کوئی سائنسدان ہی کر سکتا ہے‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’ڈاکٹر جمال اس لیبارٹری میں گزشتہ آٹھ سالوں سے کام کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ ابھی اس میزائل کے تیار ہونے میں ایک سال لگ جائے گا اور اب ایکریمیا کے چیف سیکرٹری نے سرسلطان کو بھی یہی بتایا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’تو پھر کنفرمیشن ہو گئی اور آپ کیا چاہتے ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

’’میزائل تو تکمیل ہوتا رہے گا۔ اس کا بنیادی فارمولا تو ہمارے پاس ہونا چاہئے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اس کا کیا کریں گے۔ جب ہمارے پاس اسے بنانے کے لئے وسائل ہی نہیں ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’ہمارے وسائل ایٹم بم بنانے کے بھی نہیں تھے لیکن جب ہم نے فیصلہ کر لیا تو وہ بن گیا۔ اسی طرح جب ہم اس پر کام کرنے کا فیصلہ کریں گے تو پھر یہ بھی بن جائے گا‘‘...... عمران نے کہا اور اسی لمحے اس نے ڈائری بند کر کے اسے واپس میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور انکوائری کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’انکوائری پلیز‘‘...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

’’یہاں سے ایکریمیا اور ناراک کے رابطہ نمبرز دیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ہولڈ کریں‘‘...... دوسری طرف سے کہا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

’’ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں‘‘...... چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

’’یس‘‘...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو انکوائری آپریٹر نے دونوں نمبرز بتا دیئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’انکوائری پلیز‘‘...... رابطہ ہوتے ہی ایک بار پھر نسوانی آواز سنائی دی لیکن اس بار لہجہ ایکریمین تھا۔

’’ہیلی فیکس جزیرے کا رابطہ نمبر دیں‘‘...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’یس۔ انکوائری پلیز‘‘...... رابطہ ہوتے ہی ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

’’ہیلی فیکس میں ایک ٹورسٹ کمپنی ہے سکائی ریز ٹورسٹ کمپنی۔ اس کا نمبر دیں‘‘...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے فوراً ہی نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

’’سکائی ریز ٹورسٹ کمپنی ہیلی فیکس آئی لینڈ‘‘...... ایک بار پھر

نسوانی آواز سنائی دی۔

''جنرل مینجر کارلس سے بات کرائیں۔ میں ایشیا کے ملک کافرستان سے بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''ہیلو۔ جنرل مینجر کارلس بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''پرنس آف ڈھمپ۔ وہ کون ہیں۔ فون سیکرٹری نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کافرستان سے بول رہے ہیں''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''ریاست ڈھمپ کافرستان اور پاکیشیا کی سرحد پر واقع ہے۔ آپ کو شاید آج سے آٹھ سال پہلے کا وہ واقعہ یاد نہیں رہا جب رات کو آپ کی گاڑی کو ایکریمین ریاست جلپائی میں آپ کے دشمنوں نے گھیر لیا تھا اور پرنس آف ڈھمپ نے چار افراد سے لڑ کر آپ کی جان بچائی تھی''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ہاں ہاں۔ اوہ۔ اوہ۔ آئی ایم سوری پرنس۔ آپ تو میرے محسن ہیں۔ دراصل کافی عرصہ گزر گیا ہے۔ آپ سے رابطہ نہیں ہو سکا تھا اس لئے میرے ذہن سے آپ کا نام اتر گیا تھا۔ میں انتہائی شرمندہ ہوں۔ آپ میرے محسن ہیں ورنہ وہ لوگ یقیناً

مجھے ہلاک کر دیتے۔ آپ ایک اجنبی آدمی کی زندگی بچانے کے لئے جس بے جگری سے لڑے تھے آپ میرے لئے فرشتہ رحمت ثابت ہوئے تھے۔ آئی ایم سوری۔ آپ حکم فرمائیں۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... دوسری طرف سے انتہائی معذرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلی فیکس آئی لینڈ میں ایکریمیا کی ایک لیبارٹری ہے جسے کراس لیبارٹری کہا جاتا ہے۔ اس کراس لیبارٹری کے انچارج سائنسدان کا نام اور فون نمبر چاہئے۔ کیونکہ وہاں میرے ایک دوست ڈاکٹر جمال کام کرتے ہیں۔ ان سے میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے اور یہ بات لیبارٹری انچارج کے ذریعے اس کے فون نمبر سے ہی ہو سکتی ہے۔ انکوائری والوں نے نمبر بتانے سے معذرت کر لی ہے۔ شاید انہیں منع کیا گیا ہو گا''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ایسی کوئی چھپانے والی بات تو نہیں کیونکہ وہاں داخل ہونا منع ہے۔ فون پر بات کرنا تو منع نہیں ہے۔ ویسے بھی وہ میرے بہت اچھے دوست ہیں۔ ان کا نام ڈاکٹر رچرڈ ہے۔ کوئی پرابلم ہو تو آپ انہیں میرا ریفرنس دے سکتے ہیں۔ آپ فون نمبر لکھ لیں''...... کارلس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون نمبر بتا دیا۔

''بے حد شکریہ۔ تھینکس''...... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس

کرنے شروع کر دیئے۔

''کراس لیبارٹری''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنا
دی۔

''ڈاکٹر رچرڈ سے بات کرائیں۔ میں ڈاکٹر جمال کا کزن بو
رہا ہوں پاکیشیا سے''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ بات کریں ڈاکٹر رچرڈ لائن پر ہیں''...... چند لمحوں ک
خاموشی کے بعد وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

''ہیلو۔ میں ڈاکٹر جمال کا کزن احسن بول رہا ہوں پاکی
سے''...... عمران نے احسن کی آواز میں بات کرتے ہوئے
کیونکہ وہ احسن سے مل چکا تھا اور اسے خیال آ گیا تھا کہ ہو سک
ہے کہ احسن نے کبھی ڈاکٹر جمال سے بات کی ہو اور ڈاکٹر رچ
اس کی آواز اور لہجے کو پہچانتا ہو۔

''ڈاکٹر رچرڈ بول رہا ہوں۔ مجھے ڈاکٹر جمال کی وفات کی خ
مل چکی ہے اور مجھے ذاتی طور پر بے حد افسوس ہوا ہے''...... دوسر
طرف سے ایک قدرے لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔ جس سے ظا
ہوتا تھا کہ ڈاکٹر رچرڈ خاصا بوڑھا آدمی ہے۔

''ہم مسلمان ہیں ڈاکٹر رچرڈ۔ اللہ کی مرضی پر صبر کرتے ہیں
ڈاکٹر جمال کی وفات سے ہمیں بھی بے حد صدمہ پہنچا ہے۔ م
نے اس لئے فون کیا ہے کہ معلوم کر سکوں کہ لیبارٹری میں ڈا

جمال کا کوئی ذاتی سامان تو نہیں ہے۔ ہمارے پاس وہ صرف دو بیگ لے آئے تھے جن میں سے ایک بیگ میں کپڑے اور دوسرے چھوٹے بیگ میں ان کے کاغذات وغیرہ تھے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ وہ ڈاکٹر ڈیوڈ کے ساتھ رہتے تھے۔ اگر ان کا کوئی ذاتی سامان ہے تو ڈاکٹر ڈیوڈ کو معلوم ہو گا۔ میں ان سے آپ کا رابطہ کرا دیتا ہوں۔ وہ بتا دیں گے اور اگر کوئی سامان ہے تو آپ اپنا تفصیلی پتہ انہیں بتا دیں تو وہ بھجوا دیں گے''...... ڈاکٹر رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کی مہربانی ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''ہیلو۔ ڈاکٹر ڈیوڈ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔ آواز سے لگتا تھا کہ وہ بوڑھا آدمی ہے۔

''میں ڈاکٹر جمال مرحوم کا کزن احسن بول رہا ہوں''...... عمران نے احسن کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ آپ۔ مجھے ڈاکٹر جمال کی موت پر بے حد صدمہ پہنچا ہے۔ ہم آٹھ سالوں سے اکٹھے یہاں رہتے چلے آئے تھے۔ اب جبکہ ہمارا یہاں سے ناراک جانے کا چانس بنا تو وہ دنیا سے ہی چلے گئے۔ آپ کا بھی وہ اکثر ذکر کرتے رہتے تھے''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر ڈیوڈ نے ڈاکٹر جمال کی موت پر تعزیت کرتے

ہوئے کہا۔

''ہم ایشیائی لوگ ہیں اور مسلمان ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوتے ہیں۔ آپ کو تو ڈاکٹر جمال نے بے حد یاد کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''وہ بے حد اچھے آدمی تھے۔ بس خواتین کے رقص دیکھنے کا انہیں بے حد شوق تھا اور میں نے سنا ہے کہ وہ کسی کلب میں ڈانس شو دیکھنے گئے اور وہاں حملہ ہوا اور وہ زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ گئے اور پھر جانبر نہ ہو سکے''...... ڈاکٹر ڈیوڈ نے کہا۔

''جی ہاں۔ ایسا ہی ہوا ہے۔ آپ کہہ رہے تھے کہ اب آپ کا اور ڈاکٹر جمال کا چانس بنا تھا ناراک جانے کا۔ کیا آپ دونوں لیبارٹری چھوڑ رہے تھے''...... عمران نے کہا۔

''ارے نہیں۔ لیبارٹری میں ایک خصوصی ٹاسک تھا جس پر ہم آٹھ سالوں سے کام کر رہے تھے۔ اب وہ ٹاسک ختم ہونے کے قریب ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایک ماہ لگ جاتا۔ اس کے بعد ہم اس جزیرے سے ناراک میں واقع لیبارٹری میں شفٹ ہو جاتے۔ اب آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ اس جزیرے اور ناراک کی لائف میں کتنا فرق ہے''...... ڈاکٹر ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر جمال بھی یہی کہتے تھے۔ وہ بتاتے تھے کہ گزشتہ آٹھ سالوں سے وہ ملٹی ٹارگٹ میزائل پر کام کر رہے تھے۔ اب وہ آخری مراحل میں ہے۔ آپ اس کی بات کر رہے ہیں نا''۔ عمران

نے ایسے لہجے میں کہا جیسے روٹین کی بات کر رہا ہو۔

''ہاں۔ میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔ اب وہ مکمل ہونے کے قریب ہے لیکن آپ پلیز ڈاکٹر رچرڈ سے یہ بات نہیں کریں گے۔ میں نے بس ویسے ہی بات کر دی ہے جبکہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ابھی اسے مکمل ہونے میں ایک سال رہتا ہے یہ بات ہم نے کرنی ہے۔ آپ پلیز خیال رکھیں''...... ڈاکٹر ڈیوڈ نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ میں نے اسی لئے فون کیا ہے کہ ڈاکٹر جمال کا کوئی سامان تو لیبارٹری میں نہیں رہ گیا کیونکہ وہ باقاعدہ شفٹ ہو کر تو نہیں آئے تھے۔ وہ تو چھٹیاں گزارنے آئے تھے''۔ عمران نے کہا۔

''ان کے پاس یہی سامان تھا جو وہ ساتھ لے گئے تھے۔ وہ زیادہ سامان رکھنے کے قائل ہی نہیں تھے''...... ڈاکٹر رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ باقاعدہ ڈاج دیا جا رہا ہے۔ ملٹی ٹارگٹ میزائل کو مکمل ہونے میں صرف ایک ماہ لگے گا جبکہ وہ ایک سال کہہ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہی بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ ڈاکٹر جمال نے اپنی پرسنل ڈائری میں ایک سال لکھا ہے وہ کیوں لکھا ہے''...... عمران نے کہا۔

"وہ زیادہ محتاط طبیعت کے مالک ہوں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہو سکتا ہے لیکن اب کیا کیا جائے۔ اس لیبارٹری پر حملہ کرنے اور وہاں سے مکمل شدہ میزائل حاصل کرنے کا مطلب ایکریمیا سے براہ راست ٹکراؤ ہو سکتا ہے۔ اس لئے ایسا کام ہونا چاہئے کہ ایکریمیا والوں کو یہ علم نہ ہو سکے کہ ایسا کس نے کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ اس انداز میں کام کریں کہ انہیں معلوم ہی نہ ہو سکے کہ میزائل کون لے گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن جب ہم اس میزائل کو سامنے لے آئیں گے تو پھر۔ اب اسے بوری میں بند کر کے تہہ خانے میں تو نہیں رکھنا"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ ہماری لیبارٹریوں سے فارمولے اور آلات چرا کر لے جاتے ہیں۔ کیا ہم ایسا نہیں کر سکتے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہمارا مسئلہ صرف اتنا ہے کہ ایسا میزائل کافرستان کو نہیں ملنا چاہئے۔ اگر انہیں ملے گا تو پھر ہماری سلامتی کے لئے خطرہ پیدا ہو جائے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر اس کا کیا حل ہو سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا"...... عمران نے کہا اور ایک بار رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"سیکرٹری خارجہ صاحب دفتر سے خارجہ ہیں یا دفتر میں داخلہ ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ عمران صاحب۔ صاحب تو پریذیڈنٹ ہاؤس گئے ہوئے ہیں۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد ان کی واپسی ہو گی"...... پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ ان سے کیا پوچھنا چاہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی کہ ان کی چیف سیکرٹری ایکریمیا سے کیا بات ہوئی ہے"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً سوا گھنٹے ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھا کر نمبر پریس کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"...... دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"سیکرٹری خارجہ ابھی تک خارجہ ہیں یا داخلہ بن چکے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ وہ واپس آ گئے ہیں۔ میں بات کراتا ہوں۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی

آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں سرسلطان''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''تمہاری ڈگریاں سن سن کر اب تو ڈگریوں سے الرجی ہو لگ گئی ہے۔ یا تو اب نئی ڈگریاں لو یا پھر انہیں دوہرانا بند کر دو'' سرسلطان نے کہا۔

''بدل دیتا ہوں۔ اب میں تعارف میں علی عمران فرز سرعبدالرحمٰن بھتیجا سرسلطان اور بھانجا سرداور کہا کروں گا''...... عمرا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سرسلطان بے اختیا ہنس پڑے۔

''اچھا اب بتاؤ کہ کیوں فون کیا ہے''...... سرسلطان نے کہا۔

''آپ نے ایکریمیا کے چیف سیکرٹری سے بات کی تھی۔ ک جواب دیا ہے انہوں نے''...... عمران نے کہا۔

''میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ پاکیشیا کو اس میزائل کے فارمولے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے بشرطیکہ یہ میزائل کافرستان کو ن دیا جائے ورنہ پھر ہم سے کوئی گلہ نہ کیا جائے اور انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ایسا میزائل ایکریمیا کے علاوہ اور کسی کے حوالے نہیں کیا جائے گا''...... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اب آپ کا کیا پروگرام ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میزائل تو ہم نے ہر صورت میں حاصل کرنا ہے۔ ہم اپنے ملک کی سلامتی کا تحفظ دوسروں پر نہیں چھوڑ سکتے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ تیار شدہ میزائل کو چیک کر کے ایسے مزید میزائل تیار کرنے کے انتظامات کیسے ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''اس کے لئے شوگران کی امداد حاصل کر لی جائے گی''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ پھر یہ ٹیکنالوجی عام ہو جائے گی اور ایسا نہیں ہونا چاہئے ورنہ کوئی نہ کوئی ملک اس کا اینٹی نظام بھی تیار کر لے گا البتہ ایک کام ہو سکتا ہے۔ ہاں ایسا واقعی ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ہیلو۔ ماسٹر کارپوریشن''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر آصف سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے پرنس بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''ہیلو۔ ڈاکٹر آصف بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں ڈاکٹر آصف''...... عمران نے کہا۔

''ارے تو سیدھی طرح کہو کہ علی عمران بول رہے ہو۔ یہ پرنس آف ڈھمپ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فون کال نہ چیک ہو سکتی ہے اور نہ ہی ٹیپ۔ کھل کر بات کرو''...... دوسری طرف سے فخریہ انداز میں کہا گیا۔

''اچھا یہ بتائیں کہ آپ کو ملٹی ٹارگٹ میزائل کے بارے میں کتنا علم ہے''...... عمران نے کہا۔

''ملٹی ٹارگٹ میزائل کا فارمولا ڈاکٹر جیکب نے تیار کیا تھا پھر ڈاکٹر جیکب اپنے فارمولے سمیت غائب ہو گیا اور صرف اتنی اطلاع ملی کہ ملٹی ٹارگٹ میزائل فارمولے پر ایکریمیا میں کہیں کام ہو رہا ہے''...... ڈاکٹر آصف نے کہا۔

''میزائل آپ کا سبجیکٹ بھی تو رہا ہے۔ مجھے ابو قاسم نے بتایا تھا کہ آپ میزائل ٹیکنالوجی پر اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''اتھارٹی تو نہیں البتہ میری ساری عمر میزائل ٹیکنالوجی میں گزری ہے لیکن ڈاکٹر جیکب کا یہ فارمولا بظاہر ناممکن نظر آتا ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ ڈاکٹر جیکب جیسے سائنسدان صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ تم یہ سب کیوں کہہ رہے ہو۔ کیا کوئی خاص بات ہے''...... ڈاکٹر آصف نے کہا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ ایکریمیا کی ایک لیبارٹری میں طویل عرصہ سے ملٹی ٹارگٹ میزائل فارمولے پر کام ہو رہا ہے اور اب وہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ اس کے بعد ظاہر ہے انہوں نے اسے زیادہ تعداد میں تیار کرنا ہے اور یہ واقعی مستقبل کا میزائل ہے اور جس ملک کے پاس یہ میزائل ہو گا اس کا دفاع ناقابل تسخیر ہو گا۔ گو ایکریمین اسے اپنے لئے بنا رہے ہیں لیکن سب جانتے ہیں کہ ایکریمیا، پاکیشیا اور فلسطین دونوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اور پھر پاکیشیا کے ہمسایہ اور دشمن ملک کافرستان کے ساتھ اس کا مشترکہ دفاعی معاہدہ ہے۔ اس طرح اسرائیل، فلسطین کا دشمن ہے۔ اس لئے ایکریمیا ملٹی ٹارگٹ میزائل کافرستان اور اسرائیل کو ضرور دے گا اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ یہ میزائل پاکیشیا کے پاس بھی ہونا چاہئے اور فلسطین کے پاس بھی لیکن مسئلہ یہ ہے کہ نہ ہی اس کو تیار کرنے کی قیمتی مشینری کا بوجھ پاکیشیا برداشت کر سکتا ہے اور نہ ہی فلسطین۔ اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے کہ آپ کے تعلقات ایسے خفیہ اداروں سے ہیں جو ایسے ہتھیار تیار کر کے بھاری قیمت پر فروخت کرتے ہیں۔ ایسے کسی ادارے سے سودا ہو جائے کہ ہم تیار شدہ ملٹی ٹارگٹ میزائل انہیں دیں اور وہ اسے تیار کر کے ہماری مطلوبہ تعداد میں ہمیں دیں اور باقی خود فروخت کر دیں''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تم تیار شدہ میزائل کہاں سے حاصل کرو گے''...... ڈاکٹر

آصف نے پوچھا۔

''اس بات کو چھوڑیں۔ ہم کیا کریں گے کیا نہیں۔ آپ آگے کی بات کریں۔ ایسا ممکن ہے یا نہیں۔ لیکن ان اداروں کی گارنٹی آپ کو دینا ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''ایسے اداروں کی گارنٹی کوئی نہیں دے سکتا اور دوسری بات یہ کہ ایسے میزائل تیار کر کے وہ اس کی اتنی قیمت طلب کریں گے کہ فلسطین تو رہا ایک طرف، پاکیشیا بھی یہ قیمت ادا نہ کر سکے گا اس لئے یہ خیال ہی ذہن سے نکال دو''...... ڈاکٹر آصف نے کہا۔

''تو پھر یہ مسئلہ کیسے حل کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس کا بڑا آسان حل ہے کہ ایکریمیا کو اسے تیار کرنے سے روک دیا جائے۔ وہ لیبارٹری مکمل طور پر تباہ کر دی جائے جہاں اسے تیار کیا جا رہا ہے تاکہ آئندہ بھی ایسے ہتھیار تیار نہ کئے جا سکیں''...... ڈاکٹر آصف نے کہا۔

''لیکن ڈاکٹر صاحب۔ اتنے طویل عرصے سے اس پر ایکریمیا میں کام ہو رہا ہے۔ لامحالہ انہوں نے اس کے فارمولے کو کہیں محفوظ کر لیا ہو گا۔ وہ بعد میں اسے کسی بھی وقت سامنے لا سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اتنی آسانی سے دوبارہ اسے آگے نہیں بڑھایا جا سکتا۔ اس میں سالوں لگیں گے۔ اس دوران نجانے اور کیسے کیسے ہتھیار سامنے آ جائیں گے اور ان کے مقابلے میں اس کی کوئی خاص اہمیت ہی

نہ رہے گی''...... ڈاکٹر آصف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ کوئی مناسب حل نہیں ہے ڈاکٹر صاحب۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ میزائل ایکریمیا کے ساتھ ساتھ پاکیشیا کے پاس ضرور ہوں تاکہ جدید ٹیکنالوجی سے پاکیشیا بھی فائدہ اٹھا سکے۔ آپ تو اسے سرے سے ہی ختم کرنے کا کہہ رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر تم ڈاکٹر فیروز سے بات کرو۔ اگر وہ اس پر کام کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو پھر ملٹی ٹارگٹ میزائل بہت کم پیسوں میں تیار کیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر جیکب بھی ڈاکٹر فیروز کے شاگرد ہیں۔ ڈاکٹر فیروز بیس سال تک ایکریمیا میں کام کرتے رہے ہیں۔ پھر ریٹائر ہو کر واپس پاکیشیا چلے گئے تھے۔ وہاں میں نے سنا تھا کہ انہوں نے اپنی ذاتی لیبارٹری بنائی تھی لیکن پھر وہ بیمار ہو گئے تو اب وہ صرف ریسٹ پر ہیں۔ اگر تم انہیں آمادہ کر لو تو پھر تمہارے سارے مسائل حل ہو جائیں گے''...... ڈاکٹر آصف نے کہا۔

''ڈاکٹر فیروز پاکیشیائی ہیں اور پاکیشیا میں ہیں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہ ہر قسم کی پبلسٹی سے دور رہتے ہیں۔ خاصے بوڑھے آدمی ہیں اس لئے ان کا ملنا ملانا بھی کم ہے لیکن ذہنی طور پر اب بھی وہ بے حد ہوشیار ہیں۔ ابھی پچھلے ہفتے فون پر ان سے میری بات ہوئی ہے۔ وہ ذہنی طور پر بالکل فٹ ہیں''...... ڈاکٹر آصف نے کہا۔

”کیا آپ کے پاس ان کا فون نمبر ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ وہ میرے بھی استاد رہے ہیں اور میرے بزرگ بھی ہیں“...... ڈاکٹر آصف نے کہا۔

”آپ ان کا فون نمبر بتا دیں۔ میں ان سے ملوں گا پھر جو نتیجہ ہو گا اس بارے میں پھر ڈسکس کریں گے“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بے شک میری طرف سے کہہ دینا۔ اگر وہ اجازت دیں تو میں اس میزائل پر ان کے تحت کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ فون نمبر نوٹ کر لو“...... ڈاکٹر آصف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے فون نمبر بتا دیا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”داور بول رہا ہوں“...... رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“...... عمران نے بھی اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”بولو۔ تمہارے بولنے میں آج تک کسی نے رکاوٹ ڈالی ہے کیا“...... سرداور نے کہا تو عمران ان کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ آپ جیسے بزرگوں کی سرپرستی کی وجہ سے ہے۔ بہرحال میں نے یہ پوچھنا تھا کہ پاکیشیا میں میزائل کے سائنسدان ڈاکٹر

فیروز ہیں“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اٹیمک میزائل کے سائنسدان ہیں لیکن وہ نہ صرف بوڑھے ہو چکے ہیں بلکہ ان دنوں بیمار بھی ہیں۔ وہ اب کام کے قابل نہیں ہیں“...... سرداور نے کہا۔

”کام کے قابل نہیں ہیں۔ کام کرانے کے قابل تو ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”تم کہنا کیا چاہتے ہو“...... سرداور نے چونک کر کہا۔

”آپ فلسطین کے سائنسدان ڈاکٹر آصف کو تو جانتے ہیں۔ وہ بھی میزائل پر اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ ان کا ذکر کہاں سے آ گیا۔ وہ تو سنا ہے کہ کسی پرائیویٹ لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں“...... سرداور نے کہا۔

”میری ڈاکٹر آصف سے تفصیلی بات ہوئی ہے۔ میں جاننا چاہتا تھا کہ اگر ایکریمیا سے ملٹی ٹارگٹ میزائل اڑا لیا جائے تو کیا وہ اسے خفیہ طور پر ہمارے لئے بنا دیں گے۔ انہوں نے اس کی جو کاسٹ بتائی وہ پاکیشیا کے لئے مشکل ٹاسک ہو سکتا ہے اس لئے انہوں نے ڈاکٹر فیروز کے بارے میں بتایا۔ وہ ڈاکٹر فیروز کے شاگرد رہے ہیں اور انہوں نے بتایا کہ ملٹی ٹارگٹ میزائل کا آئیڈیا سوچنے والا سائنسدان ڈاکٹر جیکب بھی ڈاکٹر فیروز کا شاگرد ہے۔ اگر ڈاکٹر فیروز کو ٹیم مہیا کر دی جائے اور پرائیویٹ لیبارٹری بھی تو

وہ خاصی تعداد میں ملٹی ٹارگٹ میزائل تیار کر سکیں گے''...... عمران نے کہا۔

''پہلی بات تو یہ ہے کہ ایکریمیا اس میزائل کے سلسلے میں بے حد حساس ہے۔ اس کے چیف سیکرٹری جن کے سرسلطان سے بہت قریبی تعلقات ہیں اور جن کے دل میں پاکیشیا کے لئے نرم گوشہ موجود ہے ملٹی ٹارگٹ میزائل کے سلسلے میں ایسے لہجے میں بات کی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس معاملے میں بے حد حساس ہیں اور کسی صورت میں نہیں چاہتے کہ اس میزائل کے خلاف کوئی کام کیا جائے۔ انہوں نے سرسلطان سے وعدہ کیا ہے کہ یہ ملٹی ٹارگٹ میزائل کسی صورت بھی کافرستان کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔ اس صورت میں اگر تم نے وہاں سے میزائل یا اس کا فارمولا اڑا لیا تو ایکریمیا، پاکیشیا کے خلاف کوئی بھی ایکشن لے سکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس پر اخراجات اس قدر زیادہ آئیں گے کہ جس کا متحمل شاید پاکیشیا نہ ہو سکے اور تیسری بات یہ کہ اس لیبارٹری کے لئے انتہائی قیمتی مشینری کی ضرورت پڑے گی جو ہمیں بہرحال ایکریمیا سے ہی حاصل کرنا پڑے گی اور ظاہر ہے انہوں نے انکار کر دینا ہے''...... سرداور نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ نے خود ہی سارے فیصلے کر لئے ہیں۔ ایکریمیا کو اگر معلوم ہی نہ ہو سکے کہ میزائل کون لے گیا ہے اور کہاں لے گیا ہے اور ہم اسے تیار کرنے کے بعد اوپن کریں تو پھر ایکریمیا کیا کرے

گا۔ یہ ہمارا تیار کردہ ہو گا ایکریمیا کا نہیں۔ جیسے ہم نے اپنے سٹائل کا ایٹم بم تیار کیا ہے ایکریمین سٹائل سے پرہیز کی۔ آپ ڈاکٹر فیروز سے بات تو کریں شاید وہ پاکیشیا کے مفاد میں کوئی بہتر مشورہ دے سکیں۔ باقی رہی یہ بات کہ ایکریمیا کے چیف سیکرٹری نے سرسلطان کو یقین دہانی کرائی ہے کہ کافرستان کو ملٹی ٹارگٹ میزائل نہیں دیئے جائیں گے تو یہ وعدہ اسرائیل کے لئے تو نہیں ہے۔ ایکریمیا، اسرائیل کے ذریعے بھی میزائل کافرستان کے حوالے کر سکتا ہے۔ ہمیں ڈاکٹر فیروز سے بات کرنا ہو گی سرداور''۔ عمران نے زور دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ شام پانچ بجے میرے پاس آ جانا۔ وہاں اکٹھے چلیں گے۔ میں ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کا وقت لے لوں گا''۔ سرداور نے کہا۔

''اوکے۔ اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

''اصل مسئلہ تو فنانس کا ہو گا عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ ایکریمیا نے بطور پروپیگنڈہ اسے استعمال کیا ہے کہ کوئی دوسرا ملک اس میزائل کی طرف توجہ نہ کر لے کیونکہ یہ میزائل ملٹی ٹارگٹ ہے اور ملٹی ٹارگٹ کا مطلب بیک وقت مختلف ٹارگٹس کو ہٹ کرنا ہے اور یہ کام لامحالہ کمپیوٹر کے

ذریعے ہی ہوسکتا ہے اور میزائل میں خصوصی ساخت کا کمپیوٹر نصب کیا جاتا ہو گا جسے دور سے مخصوص انداز میں آپریٹ کر کے اس میزائل سے کام لیا جاتا ہو گا اور یہ خصوصی کمپیوٹر ڈیوائس اب اتنی بھی مہنگی نہیں ہوسکتی کہ حکومت دس بیس یا سو دوسو میزائل بھی تیار نہ کر سکے۔ ڈاکٹر فیروز سے بات ہونے پر اصل صورت حال سامنے آ جائے گی''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹائیگر نے کار ریڈ کلب کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی ہی تھی کہ پارکنگ بوائے نے آ کر اسے کارڈ دیا اور پھر وہ مسکراتا ہوا واپس مڑ رہا تھا کہ ٹائیگر نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے روک لیا۔

''کیا بات ہے۔ تم مجھے دیکھ کر مسکرا کیوں رہے ہو۔ کیا میرے سر پر سینگ اُگ آئے ہیں یا میری ناک ہاتھی کی سونڈ کی طرح لمبی ہوگئی ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو وہ لڑکا بے اختیار ہنس پڑا۔

''جناب۔ آپ کی گرل فرینڈ روزی راسکل بھی کلب میں موجود ہے''...... لڑکے نے کھل کر مسکراتے ہوئے کہا اور پھر دوڑتا ہوا پارکنگ کے دوسرے حصے کی طرف بڑھ گیا۔

''گرل فرینڈ۔ اوہ یہ معاملہ اب یہاں تک پھیل گیا ہے کہ پارکنگ بوائے بھی مجھ پر طنز کرنے لگے ہیں۔ اس روزی راسکل کا

خاتمہ ضروری ہو گیا ہے۔ بہت ضروری''...... ٹائیگر نے دانت پیستے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ اس کلب میں اکثر آتا جاتا رہتا تھا اس لئے کلب کے تمام ملازمین نہ صرف اسے پہچانتے تھے بلکہ وہ سب اس کا بے حد احترام بھی کرتے تھے۔ روزی راسکل بھی اکثر یہاں آتی جاتی رہتی تھی اور ٹائیگر اور روزی راسکل کے درمیان ہونے والی گفتگو سے سب ہی بے حد محظوظ ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ پارکنگ بوائے بھی روزی راسکل کی کلب میں موجودگی کے دوران ٹائیگر کی آمد پر مسکرا دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب ان دونوں کے درمیان خوب جھگڑا ہو گا لیکن ٹائیگر کو اس کا اس طرح مسکرانا اور پھر روزی راسکل کا حوالہ دینا بے حد برا لگا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ معاملہ انتہائی غلط رخ پر جا رہا ہے۔ اگر ایسا ہی ہوتا رہا تو لوگ اس کے منہ پر اس کا مذاق اڑائیں گے اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اب روزی راسکل سے بول چال ہی ختم کر دے۔ یہی سوچتا ہوا وہ کلب کے مین گیٹ سے ہال میں داخل ہوا تو کلب کا ہال تقریباً آدھے سے زیادہ خالی تھا۔ ٹائیگر ادھر ادھر دیکھتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اس کے کانوں میں روزی راسکل کی آواز پڑی۔ وہ اس کا نام لے کر اسے پکار رہی تھی لیکن ٹائیگر سنی ان سنی کرتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

''ٹونی موجود ہے دفتر میں یا نہیں''...... ٹائیگر نے کاؤنٹر پر رک

کر وہاں موجود آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''وہ تو موجود ہیں جناب۔ لیکن آپ کو روزی راسکل صاحبہ بلا رہی ہیں۔ وہ اب کاؤنٹر کی طرف آ رہی ہیں''...... کاؤنٹر مین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں کسی روزی راسکل واسکل کو نہیں جانتا اور آئندہ یہ نام میرے سامنے مت لینا ورنہ دانت باہر نکال دوں گا''...... ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا اور مڑ کر سائیڈ راہداری کی طرف بڑھنے لگا جس میں اس کے دوست اور کلب کے اسسٹنٹ مینجر کا آفس تھا۔

''ٹائیگر بات سنو۔ تمہارے استاد کا حکم ہے''...... ٹائیگر کو عقب سے روزی راسکل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''جھوٹ مت بولا کرو۔ میرا استاد اور تم سے بات کرے گا۔ ہونہہ۔ نانسنس''...... ٹائیگر نے مڑ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں جھوٹ بول رہی ہوں۔ تمہارا مطلب ہے کہ روزی راسکل جھوٹ بول رہی ہے۔ میں جھوٹ پر اور جھوٹ بولنے والے پر لعنت بھیجتی ہوں''...... روزی راسکل نے قریب آ کر غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''بھیجتی رہو لعنت۔ لیکن جھوٹ مت بولا کرو۔ عمران صاحب کا تم سے رابطہ ہی نہیں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آؤ میرے ساتھ۔ ٹونی کے آفس جا رہے ہو۔ چلو میرے ساتھ۔ میں ابھی تمہیں فون پر کنفرم کراتی ہوں۔ آؤ''...... روزی

راسکل تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی سائیڈ راہداری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ٹائیگر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ روزی راسکل کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہی ہے لیکن اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اگر عمران کو اس سے بات کرنی تھی تو وہ اسے براہ راست سیل فون پر بھی بات کر سکتا تھا۔ اسے روزی راسکل کے ذریعے بات کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہی سوچتا ہوا وہ روزی راسکل کے ساتھ ٹونی کے آفس میں پہنچ گیا۔

''ارے آج تم دونوں اکٹھے کیسے نظر آ رہے ہو''...... ٹونی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کس انداز میں پیش آتے رہتے ہیں۔

''یہ میری بات نہیں مان رہا۔ تم خود سوچو۔ جو روزی راسکل کی بات نہ مانے اسے زندہ رہنے کا کوئی حق رہتا ہے''...... روزی راسکل نے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

''بالکل نہیں رہتا''...... ٹونی نے ٹائیگر کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرے سامنے میز پر مکا مار کر رعب ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اصل بات کرو جس کے لئے یہاں آئی ہو''...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ میری تم پر مہربانی ہے کہ میں تمہارے جبڑوں پر مکا مارنے

کی بجائے میز پر مکے مار رہی ہوں ورنہ''...... روزی راسکل نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور جھپٹ کر اٹھایا اور اس طرح تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے کہ شاید کوئی فون سیکرٹری بھی اس قدر تیزی سے نمبر نہ ملا سکتی ہو گی۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا جبکہ ٹونی اور ٹائیگر اس دوران کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے عمران کی مخصوص آواز سنائی دی تو ٹائیگر اس طرح اچھل پڑا جیسے نجانے کتنی صدیوں بعد اس نے عمران کی آواز سنی ہو۔

''ٹائیگر کے استاد۔ میں روزی راسکل بول رہی ہوں۔ میں اس وقت ریڈ کلب کے ٹونی کے آفس میں موجود ہوں اور یہاں ٹائیگر کو بھی گھسیٹ کر لے آئی ہوں کیونکہ یہ یقین ہی نہیں کر رہا تھا کہ تم نے مجھے فون کیا ہے''...... روزی راسکل نے قدرے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آہستہ بولو۔ خبردار اگر باس کے سامنے چیخ کر بات کی تو زبان نکال کر ہتھیلی پر رکھ دوں گا''...... ٹائیگر نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مجھے۔ مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ مجھے۔ روزی راسکل کو''۔ روزی راسکل نے اور زیادہ اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔ ظاہر

ہے وہ روزی راسکل تھی کوئی عام عورت تو نہ تھی کہ ٹائیگر کے غرانے سے ڈر جاتی۔

''ٹائیگر کو رسیور دو اور میری بات کراؤ''...... عمران کی آواز سنائی دی۔

''لو سنو۔ اپنے استاد کی بات سنو''...... روزی راسکل نے ہاتھ میں پکڑا ہوا رسیور ٹائیگر کے ہاتھ میں دیتے ہوئے چیخ کر کہا۔

''یس باس۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں''...... ٹائیگر نے رسیور لے کر قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''روزی راسکل کو ساتھ لے کر میرے فلیٹ پر آ جاؤ اور سنو۔ روزی راسکل کو اچھے موڈ میں ہونا چاہئے کیونکہ میں نے اس سے ایک بڑا کام لینا ہے۔ جلدی آؤ''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ چونکہ لاؤڈر کا بٹن پریسڈ تھا اس لئے عمران کی آواز ٹائیگر کے ساتھ ساتھ ٹونی اور روزی راسکل دونوں نے سن لی تھی۔

''سن لیا تم نے۔ چلو میرے ساتھ''...... ٹائیگر نے رسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

''تمہارا استاد مجھ سے کیا کام لینا چاہتا ہے۔ پہلے یہ بتاؤ''۔ روزی راسکل نے الٹا کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''تم نے سنا نہیں کہ باس نے ایک بڑا کام کہا ہے اور یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ باس نے کسی بڑے کام کے لئے تمہارا

انتخاب کیا ہے۔ نجانے باس کو تم میں کیا خوبی نظر آ گئی ہے''۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم سے تو تمہارا استاد زیادہ سمجھ دار ہے۔ تم تو بالکل نانسنس ہو۔ تمہیں ذرا بھی عقل نہیں ہے''...... روزی راسکل نے تیز لہجے میں کہا۔

''سنو۔ اگر باس نے تمہیں نہ بلایا ہوتا تو ان فقروں کے کہنے کے بعد تم راہ عدم روانہ ہو چکی ہوتی لیکن نجانے باس کو کیا ہو گیا ہے کہ تمہارے ذمے کام لگا رہا ہے''...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو روزی راسکل بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''تمہارا استاد تم پر مجھے ترجیح دے رہا ہے تو اب تمہاری جان نکل رہی ہے۔ ٹونی دیکھو اس کی حالت۔ جل ککڑی بنا نظر آ رہا ہے۔ جاؤ میں نہیں جاتی اور ہاں۔ جا کر اپنے استاد کو کہہ دینا کہ روزی راسکل کسی کی دھونس برداشت نہیں کر سکتی۔ اگر اسے مجھ سے کوئی کام ہے تو اسے میرے پاس خود چل کر آنا پڑے گا''۔ روزی راسکل نے ایک بار پھر تیز لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تمہارا نام روزی راسکل ہے اور تم پاکیشیا پر اپنی جان بھی قربان کر سکتی ہو۔ تمہاری اس فطرت سے باس عمران بھی واقف ہے اور اسی لئے وہ تمہیں پاکیشیا کی سلامتی کے لئے ایک اہم ترین مشن پر بھجوانا چاہتا ہے۔ تم پاکیشیا کے لئے کام نہیں کرنا چاہتی تو نہ کرو۔ میں جا کر باس کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ کسی اور کو

یہ کام سونپ دے گا''...... ٹائیگر نے قدرے نرم اور دھیمے لہجے میں کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

''ارے ارے رکو۔ میں تمہارے ساتھ چل رہی ہوں۔ پاکیشیا کے لئے تو میں اپنی جان بھی قربان کر سکتی ہوں۔ پاکیشیا کے مفادات کا ٹھیکہ صرف تم نے اور تمہارے استاد نے نہیں لے رکھا۔ سمجھے۔ اور ہاں۔ یہ نہ سوچنا کہ روزی راسکل کہتی کچھ ہے اور کرتی کچھ ہے۔ میں صرف پاکیشیا کے مفادات کی وجہ سے تمہاری اور تمہارے استاد کی بات مان رہی ہوں''...... روزی راسکل نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گئی تو ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے ٹونی کی طرف دیکھا تو ٹونی بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

''کاش۔ باس نے نہ کہا ہوتا کہ اسے صحیح سلامت لے آنا ہے ورنہ میں اس کے ہاتھ پیر توڑ کر اسے باس کے سامنے جا ڈالتا''...... ٹائیگر نے سرگوشیانہ انداز میں ٹونی سے کہا اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے عمران کے فلیٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ روزی راسکل علیحدہ اپنی کار میں آ رہی تھی۔ گو ٹائیگر نے اسے اپنی کار میں چلنے کی دعوت دی تھی لیکن روزی راسکل نے اس کی کار کو پرانی اور پھٹیچر قرار دے کر اپنی کار میں جانے کی بات کی۔ اس نے حال ہی میں تیز سرخ رنگ کی جدید ترین ماڈل کی سپورٹس کار خریدی تھی۔ اس لئے وہ ٹائیگر کی کار کو پرانی اور پھٹیچر قرار دے

رہی تھی۔ ٹائیگر کو غصہ تو بے حد آیا تھا لیکن اگر عمران درمیان میں نہ ہوتا تو شاید ٹائیگر، روزی راسکل کی کار کا حلیہ ہی بگاڑ دیتا۔

''باس کو اس عورت سے نجانے کیوں ہمدردی ہے۔ اس نانسنس کو بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے''...... ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اسی سرح کڑھتا اور جلتا ہوا وہ عمران کے فلیٹ تک پہنچ گیا۔ اس نے کار سائیڈ پر روکی اور نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے زوں کر کے روزی راسکل کی سپورٹس کار بھی وہاں پہنچ کر رک گئی۔ ٹائیگر اس کی طرف دیکھے بغیر فلیٹ کی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

''رک جاؤ۔ تمہیں اتنا معلوم نہیں ہے کہ پوری دنیا میں لیڈیز فرسٹ کے اصول پر عمل کیا جاتا ہے۔ رک جاؤ''...... روزی راسکل نے کار سے باہر نکلتے ہوئے چیخ کر کہا تو ٹائیگر سیڑھیوں کے قریب رک گیا۔

''تم اپنے آپ کو لیڈیز میں شمار کرتی ہو۔ لیڈیز تمہاری طرح چیخ کر نہیں بولتیں''...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو تم بن جاؤ لیڈیز۔ کرو اعلان کہ تم مرد نہیں ہو، لیڈی ہو۔ ابھی اعلان کرو۔ ابھی یہیں سڑک پر تمہاری لاش پڑی ہو گی''۔ روزی راسکل نے کار لاک کرتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ٹائیگر نے اس طرح منہ بنایا جیسے خون کے گھونٹ پی رہا ہو۔ وہ بھی اس کے پیچھے سیڑھیاں

چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ جبکہ اس کے اوپر پہنچنے سے پہلے ہی روزی راسکل کال بیل کا بٹن پریس کر چکی تھی۔

''کون ہے''...... کچھ دیر بعد سلیمان کی آواز دروازے کی دوسری طرف سے سنائی دی۔

''میں روزی راسکل ہوں اور یہ بے چارہ ٹائیگر''...... روزی نے ہونٹ بھینچ کر خاموش کھڑے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کے جواب دینے سے پہلے ہی دروازہ کھل گیا۔ سلیمان سائیڈ پر کھڑا ہو گیا۔

''کہاں ہے ٹائیگر کا استاد''...... روزی راسکل نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''سٹنگ روم میں ہیں''...... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور روزی راسکل سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ اس کے بعد ٹائیگر آگے بڑھا۔

''مجھے تم سے ہمدردی ہے ٹائیگر۔ لیکن گربہ کشتن روز اول پر عمل کرنا ہمیشہ فائدہ مند رہتا ہے''...... سلیمان نے پاس سے گزرتے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہوتے ہوئے آہستہ سے کہا اور ٹائیگر اثبات میں سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

''آؤ بیٹھو۔ تم دونوں کو اکٹھے دیکھ کر مجھے شیر اور بکری کا ایک گھاٹ پر پانی پینے والا محاورہ یاد آ جاتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم نے کسے بکری کہا ہے۔ مجھے۔ کیوں''...... روزی راسکل نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا۔

''غصہ کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک لمحے میں گردن کٹ جائے گی۔ خرخرا بھی نہ سکو گی۔ بیٹھ جاؤ''...... عمران کے جواب دینے سے پہلے ٹائیگر نے اس بار واقعی غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں نجانے کیا بات تھی کہ روزی راسکل کوئی جواب دینے کی بجائے خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گئی۔

''لڑنے کی ضرورت نہیں۔ شیر وہ ہوتا ہے جو اصولوں پر قائم رہتا ہے اور بکری وہ ہوتی ہے جو اصولوں کی پاسداری نہیں کرتی''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر تو میں شیر ہوئی اور ٹائیگر بکری۔ کیونکہ پاکیشیا کے مفادات کی وجہ سے میں خود چل کر یہاں آ گئی ہوں''...... روزی راسکل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''پہلے میری بات سن لو۔ میں تمہارے سامنے ایک آفر رکھ رہا ہوں۔ اگر تم خوشی سے اس پر کام کرو گی تو ٹھیک۔ ورنہ تم پر کوئی جبر نہیں ہے۔ یہ کام میرا نہیں ہے بلکہ پاکیشیا کے کروڑوں افراد اور ملک کی سلامتی کا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں بولو۔ اسی لئے تو میں آئی ہوں ورنہ روزی راسکل خود چل کر کسی کے گھر نہیں جاتی''...... روزی راسکل نے کہا۔

''فکر مت کرو۔ تمہیں خود چل کر کبھی ٹائیگر کے گھر نہیں جانا

پڑے گا۔ تمہیں ڈولی میں بٹھا کر لے جایا جائے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا دماغ تو خراب نہیں ہے کہ میں اسے اپنے گھر لے جاؤں گا''...... روزی راسکل کے بولنے سے پہلے ہی ٹائیگر نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

''اور میرا دماغ خراب ہے کہ میں تجھ جیسے پھٹیچر آدمی کے گھر جاؤں گی۔ نانسنس''...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں اس وقت میرے گھر آئے ہوئے ہو۔ اس لئے میری بات سنو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے چائے کا سامان اور بسکٹوں کی پلیٹیں میز پر رکھیں اور پھر ٹرالی کو دھکیل کر ایک طرف روکا اور مڑ کر جاتے ہوئے اس نے معنی خیز نظروں سے ٹائیگر کی طرف دیکھا تو ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور سلیمان بھی مسکراتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

''وہی گربہ کشتن والے محاورے کے بارے میں پوچھ رہا ہو گا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مگر وہ۔ وہ تو بیرونی دروازے کے قریب آہستہ سے بولا تھا''...... ٹائیگر نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''وہ آج صبح یہ محاورہ اور اس کا مطلب کسی سے سن آیا ہے اور صبح سے مسلسل ہر معاملے پر اس محاورے کو ہی فٹ کر رہا ہے۔ میں

نے اس کی آواز سن لی تھی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ تم کیا باتیں کر رہے ہو''...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سلیمان نے ٹائیگر کو ایک مردانہ تعصب پر مبنی ایک محاورہ سمجھایا اور ٹائیگر نے اس پر فوری عمل بھی کر ڈالا۔ اس بارے میں بات ہو رہی تھی۔ تم چائے پیئو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو کیا سب مردوں کی فطرت ایک جیسی ہوتی ہے کہ انہیں کسی عورت کو دیکھ کر ایسے لطیفے اور محاورے یاد آنے لگ جاتے ہیں۔ کیوں''...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ دونوں اصناف کی مشترکہ صفت ہے''...... عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ آپ بتائیں کہ میں نے کیا کرنا ہے۔ اسے چھوڑیں۔ یہ تو ابھی فیڈر سے دودھ پیتی بچی ہے۔ اسے ابھی باتیں کرنا نہیں آتیں تو کام کیا کرے گی''...... ٹائیگر نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ مجھے دودھ پیتی بچی کہہ رہے ہو۔ نانسنس۔ میں جا رہی ہوں بس''...... روزی راسکل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی چائے کی پیالی رکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

''بیٹھ جاؤ۔ میں کہہ رہا ہوں بیٹھ جاؤ''...... عمران نے یکلخت انتہائی سرد لہجے میں کہا تو اس کے لہجے کا روزی راسکل پر جیسے جادو کا سا اثر ہوا۔ اس کے چہرے پر پہلے تو غصے کے تاثرات نمایاں تھے لیکن اب یکلخت خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ بالکل اسی طرح کے تاثرات جیسے کسی بلی کو دیکھ کر کبوتر کی آنکھوں میں ابھر آتے ہیں اور وہ خوف کی وجہ سے آنکھیں ہی بند کر لیتا ہے۔

''تم۔ تم اسے بھی سمجھاؤ''...... روزی راسکل نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ٹائیگر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رک رک کر کہا۔

''اب سیریس بات ہو جائے۔ اس لئے تم نے کوئی اضافی لفظ نہیں بولنا''......عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے بھی انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو روزی راسکل کے ستے ہوئے چہرے پر یکلخت اطمینان بھرے تاثرات ابھر آئے۔

''میں مختصر بات کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ یہ بات روزی راسکل کے منہ سے غیر ارادی طور پر بھی نہیں نکلے گی''...... عمران نے کہا۔

''میں یقین دلاتی ہوں کہ''...... روزی راسکل نے کہا۔

''یقین دلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر مجھے یقین نہ ہوتا تو یہ بات سننے سے پہلے تمہاری روح تمہارے جسم سے پرواز کر چکی ہوتی۔ ایکریمیا ایک انتہائی خوفناک اور ناقابل تسخیر میزائل بنانے کی

تیاریوں میں مصروف ہے۔ اس کا نام انہوں نے ملٹی ٹارگٹ میزائل رکھا ہے۔ آج تک جتنے بھی میزائل تیار ہوئے ہیں وہ ایک ہدف کو نشانہ بنا سکتے ہیں جبکہ یہ میزائل بیک وقت دس مختلف سمتوں، مختلف فاصلوں، بیک وقت فضا اور زمین پر موجود اہداف کو نشانہ بنا سکتا ہے۔ یہ میزائل بننے کے بعد کافرستان کے ہاتھ لازماً لگے گا اور پھر پاکیشیا کی سلامتی ہر وقت رسک میں رہے گی۔ ہمارے پاس نہ ایسا میزائل ہو گا کہ کافرستان خوفزدہ ہو اور نہ ہی اس کا کوئی اینٹی نظام ہو گا جس کی مدد سے اس سے تحفظ حاصل کیا جا سکے۔ یہاں پاکیشیا میں ایک سائنسدان ایسے ہیں جو اس میزائل کو تکمیل پذیر کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اس کی آپریٹنگ ڈیوائس کا ڈایاگرام موجود ہو۔ دوسری طرف ہم بھی یہ نہیں چاہتے کہ ایکریمیا کو یہ معلوم ہو کہ ہم نے اس کی ڈیوائس اڑائی ہے اور ہم یہ ملٹی ٹارگٹ میزائل بنا رہے ہیں۔ ہم اسے اس وقت ظاہر کریں گے اور اپنے سائنسدانوں کی ایجاد ظاہر کریں گے جب یہ مکمل ہو جائے گا تاکہ ایکریمیا ہم پر چوری کا الزام نہ لگا سکے اور ہم ایسا انتظام چاہتے ہیں کہ ایکریمیا کو کبھی اس بات کی خبر نہ ہو سکے کہ ملٹی ٹارگٹ میزائل کی آپریٹنگ ڈیوائس کا ڈایاگرام ہم نے اس سے حاصل کیا ہے۔ ایکریمیا کے معروف شہر ناراک کے قریب ایک جزیرہ ہے ہیلی فیکس۔ اس جزیرے پر واقع ایک لیبارٹری میں یہ میزائل تیار کیا جا رہا ہے لیکن اس کا وہ آپریٹنگ ڈیوائس جس میں ڈایاگرام ظاہر کئے گئے ہیں وہ اس

جزیرے میں واقع ایک علیحدہ عمارت میں رکھا گیا ہے۔ اس کو سپیشل سٹور کہا جاتا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے فوج کا ایک کمانڈو دستہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ یہ تو تھا پس منظر۔ اب اصل بات سنو۔ اس لیبارٹری کی حفاظت ایکریمیا کی سب سے طاقتور ایجنسی بلیک ایجنسی کر رہی ہے اور بلیک ایجنسی میں کام کرنے والے لوگ مجھے اور میرے ساتھیوں کو چاہے ہم کسی بھی میک اپ میں ہوں بخوبی جانتے ہیں اس لئے اگر ہم نے سپیشل سٹور پر حملہ کیا اور ہم ان کی ڈیوائس کو باہر لا کر ڈایا گرام لے آئے تو ایکریمیا کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ کام پاکیشیا نے کیا ہے۔ اس لئے ہمیں ایسے لوگ چاہئیں جو یہ کام بھی کر سکیں اور جنہیں وہ لوگ بھی نہ جانتے ہوں جبکہ ہم ہیلی فیکس جزیرے پر واقع لیبارٹری کے خلاف دکھاوے کے طور پر کام کریں گے تاکہ وہ لوگ ہماری طرف متوجہ رہیں اور آخر کار ہم ناکام واپس آ جائیں گے تو وہاں خوشی کے شادیانے بجائے جائیں گے لیکن جب کچھ عرصہ بعد پاکیشیا ملٹی ٹارگٹ میزائل کا کھلے عام تجربہ کرے گا تو پھر ایکریمیا سمیت کافرستان اور اسرائیل سب کو ہوش آئے گا کہ کیا ہوا ہے لیکن وہ ہم پر کسی قسم کا کوئی الزام نہ لگا سکیں گے۔ اس لئے اس ڈیوائس کے ڈایا گرام حاصل کرنے کے لئے میں نے تم دونوں کا انتخاب کیا ہے۔ یعنی روزی راسکل اور ٹائیگر۔ اور یہ بھی سن لو کہ اس دو رکنی ٹیم کی سربراہ روزی راسکل ہو گی اور ٹائیگر اسے اسسٹ کرے گا۔ تم دونوں نے اس

سپیشل سٹور میں داخل ہو کر وہاں سے آپریٹنگ ڈیوائس اٹھا کر ساتھ نہیں لے آنی کیونکہ اگر ایسا ہوا تو انہیں چوری کا فوری علم ہو جائے گا اور وہ پوری دنیا پر قیامت برپا کر دیں گے۔ اس لئے تمہیں ایک خاص ٹائپ کا کیمرہ دیا جائے گا۔ تم نے وہ ڈیوائس اس کیمرے میں ڈال کر کیمرے کو آن کر دینا ہے اور پھر ڈیوائس نکال کر واپس اس کی جگہ رکھ دینا ہے اور واپس آ جانا ہے۔ تمہارا کام ختم‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اوہ۔ تم لوگ کس طرح کے بکھیڑوں میں پڑے رہتے ہو‘‘۔ روزی راسکل نے بے اختیار لہجے میں کہا۔

’’تم اسے بکھیڑا سمجھتی ہو۔ کیوں‘‘...... عمران کا لہجہ ایک بار پھر سرد ہو گیا تھا۔

’’میرا یہ مطلب نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔ میں تو یہ کہہ رہی تھی کہ میں اب تک سمجھتی تھی کہ مسائل انڈر ورلڈ میں ہیں لیکن جو کچھ تم نے بتایا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل مسائل یا بکھیڑے تو اپر ورلڈ میں ہیں‘‘...... روزی راسکل نے جلدی سے کہا۔

’’باس۔ میرا خیال ہے کہ آپ مجھے اکیلے کو بھیج دیں۔ میں لے آؤں گا ڈایا گرام‘‘...... ٹائیگر نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

’’مجھے معلوم ہے کہ تم لے آؤ گے لیکن میں فیصلے جذبات میں نہیں کیا کرتا۔ اس کے پیچھے ٹھوس وجوہات ہوتی ہیں اور اس وقت

وہ ٹھوس وجوہات بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم دونوں نے جانا اور لیڈر روزی راسکل ہو گی۔ تم بتاؤ روزی۔ تم کیا کہتی ہو۔ تمہیں یہ فیصلہ منظور ہے یا نہیں۔ کھل کر بات کرو۔ تم پر کوئی جبر نہیں ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''مجھے سو فیصد منظور ہے۔ اپنے وطن کے لئے کام کرنا میرے لئے سب سے بڑی خوش نصیبی ہے۔ اس مشن میں میری موت بھی ہو جائے تب بھی میں سمجھوں گی کہ میں کامیاب رہی ہوں''۔ روزی راسکل نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

''تم دونوں نے وہاں میک اپ میں رہنا ہے اور میک اپ میں ٹائیگر ماہر ہے اور یہ سن لو کہ ٹائیگر عملی کام میں تمہارا بے حد مددگار ثابت ہو گا اور تم نے اسے اچھے انداز میں ٹریٹ کر کے اس کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا ہے''...... عمران نے کہا اور روزی راسکل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

بلیک ایجنسی کا چیف براؤن اپنے آفس میں بیٹھا ایجنسی کے کام میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... براؤن نے اپنے مخصوص لہجے اور انداز میں کہا۔

''پاکیشیا ڈیسک کے ولیم کی کال ہے جناب''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... براؤن نے کہا۔

''ہیلو چیف۔ میں ولیم بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک دوسری آواز سنائی دی۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... براؤن نے کہا۔

''چیف۔ پاکیشیا کے ولسن نے خصوصی رپورٹ دی ہے۔ میں نے اسے کہا ہے کہ وہ آپ کو براہ راست رپورٹ دے دے تاکہ

آپ اگر کوئی سوالات کرنا چاہیں تو کر سکیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اہم رپورٹ ہے''...... دوسری طرف سے ولیم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کراؤ بات''...... براؤن نے کہا۔

''ہیلو سر۔ میں پاکیشیا سے ولسن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک باریک سی آواز سنائی دی۔ آواز سے ایسے لگتا تھا جیسے بولنے والا منحنی سے جسم کا مالک ہو۔

''کیا رپورٹ ہے۔ تفصیل سے بتاؤ''...... براؤن نے سرد لہجے میں کہا کیونکہ ولیم اس کا ماتحت تھا اور یہ ولسن، ولیم کا ماتحت تھا۔

''سر۔ یہاں پاکیشیا میں عمران مختلف کلبوں میں گھومتا پھر رہا ہے اور وہ ناراک کے ساتھ جزیرے ہیلی فیکس میں رہنے والے کسی آدمی کو تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ ہم اس کی نگرانی کرتے رہے ہیں۔ یہاں ایک کلب میں ایک آدمی جیکب اسے مل گیا جو دس سال تک ہیلی فیکس کے ایک کلب میں کام کر چکا ہے اور رہنے والا بھی وہیں کا ہے۔ عمران اسے اپنے فلیٹ پر لے گیا اور اس سے بڑی دیر تک بات چیت کرتا رہا۔ فلیٹ کے اندر کوئی ایسا سسٹم نصب ہے کہ ہم اندر ہونے والی بات چیت نہیں سن سکتے اس لئے میں نے اس آدمی جیکب کو گھیر لیا اور بھاری رقم دے کر اس نے بتایا کہ عمران وہاں موجود لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا ہے۔ اس آدمی جیکب نے اسے لیبارٹری کے بیرونی اور اندرونی حالات

اس لئے بتا دیئے کہ یہ آدمی جس کلب میں کام کرتا تھا اس کلب کی طرف سے شراب کی سپلائی اس لیبارٹری کو کی جاتی تھی اور یہ سپلائی وہاں لے جانے والا یہی جیکب تھا۔ اب ہم ائیرپورٹ کی نگرانی کر رہے ہیں تا کہ اگر عمران ناراک کے لئے یہاں سے روانہ ہو تو ہم اطلاع دے سکیں''...... ولسن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''عمران اب وہاں کیا کر رہا ہے''...... براؤن نے پوچھا۔

''کوئی خاص کام نہیں کر رہا۔ بس کلبوں میں آنا جانا، لوگوں سے ملنا یا پھر اپنے فلیٹ پر ہی رہتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ اور کچھ نہیں کر رہا''...... ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم ائیرپورٹ پر مکمل نگرانی کرتے رہو اور پھر جیسے ہی عمران وہاں سے روانہ ہو تو اس کے ساتھیوں اور اسی فلائٹ کے بارے میں تم نے براہ راست مجھے اور رپورٹ دینی ہے''۔ براؤن نے کہا۔

''یس چیف۔ ہم نے پہلے ہی اس کے انتظامات کر رکھے ہیں کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ وہ کسی بھی وقت روانہ ہو سکتا ہے''۔ ولسن نے جواب دیا۔

''کیا تم اسے میک اپ میں پہچان لو گے۔ تم سے میرا مطلب تھا تمہارے وہ آدمی جو ائیرپورٹ پر موجود ہیں''...... براؤن نے کہا۔

”یس چیف۔ ہم طویل عرصے سے ان کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ ہم نے ان کے تمام میک اپ دیکھ رکھے ہیں۔ پھر ان کے چلنے، کھڑے ہونے اور باتیں کرنے کے انداز سے بھی ہم انہیں پہچان لیتے ہیں“...... ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے“...... براؤن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت اب ہیلی فیکس پہنچے گا“۔ براؤن نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر چونک کر اس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ بڑھا کر فون کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

”یس چیف“...... فون سیٹ سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”وولف جہاں بھی ہو اسے کہو کہ میرے آفس میں پہنچ جائے“۔ براؤن نے کہا اور بٹن دوبارہ پریس کر دیا۔ پھر تقریباً دس پندرہ منٹ بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ وولف تھا بلیک ایجنسی کا سپر ایجنٹ۔ اس کا آفس اس ہیڈکوارٹر میں ہی تھا اس لئے کال پر وہ اپنے آفس سے اٹھ کر براؤن کے آفس میں پہنچ گیا تھا۔

”یس چیف۔ حکم“...... وولف نے سلام کر کے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ ناراک پہنچ رہا ہے اور

ناراک سے وہ ہیلی فیکس آئی لینڈ جائے گا جہاں ایکریمیا کی بڑی میزائل لیبارٹری موجود ہے اور اس لیبارٹری میں جدید ملٹی ٹارگٹ میزائل پر گزشتہ آٹھ سالوں سے کام ہو رہا ہے جبکہ وہ میزائل تیاری کے قریب ہے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کو فالو کرنے کا مشن لے کر یہاں پہنچ رہی ہے“...... براؤن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ وہ لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتے ہیں یا صرف میزائل چوری کرنے آ رہے ہیں“...... وولف نے کہا تو براؤن چونک پڑا۔

”تم کیوں پوچھ رہے ہو“...... براؤن نے کہا۔

”اس لئے چیف کو لیبارٹری تباہ کرنے کے لئے علیحدہ سامان اور علیحدہ طریقہ کار کی ضرورت پڑتی ہے اور چوری کے لئے علیحدہ“...... وولف نے کہا۔

”عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اب تک تو یہی ریکارڈ ہے کہ وہ پہلے وہاں سے اپنی مطلوبہ چیز حاصل کرتے ہیں اور پھر وہاں وائرلیس کنٹرول بم لگا دیتے ہیں اور انہیں فائر کر کے پوری لیبارٹری کو تباہ کر دیتے ہیں“...... براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہمیں تباہی والا آپشن بھی ذہن میں رکھنا چاہئے“...... وولف نے کہا۔

”نہ صرف تباہی والا آپشن بلکہ ہر قسم کا آپشن۔ ہمارے آدمی پاکیشیا ایئرپورٹ پر موجود ہیں۔ پاکیشیا سے ناراک تک فلائٹ کو

کافی طویل وقت لگتا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اور فلائٹ کے بارے میں تفصیل ہمیں معلوم ہو جائے گی اور ان کے کاغذات کی نقول بھی جن میں ان کی تعداد بھی موجود ہو گی اور ان کی تصویریں بھی ہمیں مل جائیں گی''...... براؤن نے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ انہیں ناراک ایئرپورٹ پر ہی ہلاک کر دیا جائے''...... وولف نے چونک کر کہا۔

''اس سے پہلے سینکڑوں بار ایسی کوششیں کی جا چکی ہیں۔ یہ لوگ حد درجہ ہوشیار اور خبردار رہتے ہیں۔ یقیناً یہاں ایئر پورٹ پر ان کے آدمی موجود ہوں گے جو انہیں فون پر یہاں کی صورت حال بتا سکتے ہیں اور پھر وہ راستہ بدل سکتے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ جو کچھ کرنا ہے انتہائی سوچ سمجھ کر کرنا ہو گا۔ بہرحال ہم نے اپنی لیبارٹری بھی بچانی ہے اور میزائل بھی اور یہ مشن تم نے مکمل کرنا ہے''...... براؤن نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں چیف۔ میں عمران کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ آپ لیبارٹری کے انچارج سے میری بات کرا دیں تاکہ وہ مجھ سے مکمل تعاون کریں''...... وولف نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو براؤن نے اثبات میں سر ہلایا اور رسیور اٹھا کر یکے بعد دیگر دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''ہیلی فیکس آئی لینڈ میں کراس لیبارٹری ہے۔ اس کا انچارج ڈاکٹر رچرڈ ہے۔ اس سے میری بات کراؤ''...... براؤن نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو براؤن نے رسیور رکھ دیا۔

''چیف۔ ابھی میزائل تیار نہیں ہوا تو عمران کیا لینے آ رہا ہے۔ وہ انتہائی ہوشیار آدمی ہے اور یہ لازمی بات ہے کہ پاکیشیا اتنا بڑا ملک نہیں ہے کہ اس قدر قیمتی میزائل تیار کر سکے اس لئے انہیں تو بنا بنایا میزائل چاہئے ہو گا جبکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ ابھی میزائل پر کام ہو رہا ہے''...... وولف نے کہا۔

''بات تو تمہاری قابل غور ہے۔ لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر سے بات ہو گی تو اس پوائنٹ پر بھی بات کریں گے''...... براؤن نے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو براؤن نے رسیور اٹھایا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تاکہ دوسری طرف سے آنے والی آواز وولف بھی سن سکے۔

''یس''...... براؤن نے کہا۔

''لیبارٹری انچارج ڈاکٹر رچرڈ لائن پر ہیں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو۔ میں براؤن بول رہا ہوں چیف آف بلیک ایجنسی''۔ براؤن نے کہا۔

''ڈاکٹر رچرڈ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کانپتی ہوئی

آواز سنائی دی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ خاصے بوڑھے ہیں۔

''ڈاکٹر صاحب۔ آپ کی لیبارٹری میں ملٹی ٹارگٹ میزائل پر طویل عرصہ سے کام ہو رہا ہے۔ اب یہ میزائل کس سٹیج پر ہے کیونکہ ہمیں اطلاعات مل رہی ہیں کہ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس اس میزائل کو حاصل کرنا چاہتی ہے''...... براؤن نے کہا۔

''ہم گزشتہ آٹھ سالوں سے اس پر کام کر رہے ہیں۔ یہ انتہائی پیچیدہ کام ہے۔ اب بھی کم از کم چھ ماہ یا ایک سال مزید لگے گا۔ اس کے بعد اس کا تجربہ ہو سکے گا۔ پاکیشیا تو غریب ملک ہے۔ وہ اس میزائل کو کسی صورت بھی تیار نہیں کر سکتا۔ ہاں۔ ایک کام ہو سکتا ہے وہ میں بتا دوں کہ اگر پاکیشیا کے پاس ملٹی ٹارگٹ میزائل کی آپریٹنگ ڈیوائس پہنچ جائے تو وہ آسانی سے ملٹی ٹارگٹ میزائل تیار کر لیں گے کیونکہ تمام قیمت اور تمام مشینری اور تمام ریسرچ اس ڈیوائس کے لئے ہی تھی۔ ہم نے اس پر آٹھ سال لگائے ہیں۔ اب جا کر ہم کامیاب ہوئے ہیں''...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

''یہ ڈیوائس لیبارٹری میں ہو گی۔ کیا یہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو مل سکتی ہے''...... براؤن نے حیران ہو کر کہا۔

''یہ ڈیوائس بنیادی ڈیوائس ہے۔ اس پر بہت کام اور سرمایہ لگایا گیا ہے۔ یوں سمجھیں کہ یہ میزائل کی روح ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر ملٹی ٹارگٹ میزائل عام میزائل بن جائے گا۔ اس کو استعمال کیا جائے تو عام میزائل بھی ملٹی ٹارگٹ میزائل بن سکتا ہے۔ اس کی

مکمل طور پر حفاظت کے لئے اسے سپیشل سٹور میں رکھا گیا ہے۔ یہ لیبارٹری سے ملحقہ علیحدہ عمارت ہے جس کی بیرونی حفاظت فوج کے کمانڈوز کا دستہ کرتا ہے جبکہ اندرونی حفاظت سائنسی آلات کے ذریعے کی جاتی ہے اور اس کا لیبارٹری کی طرف بھی دروازہ ہے اور بیرونی دروازہ بھی ہے لیکن یہ دروازے میری خصوصی اجازت کے بغیر نہیں کھل سکتے اس لئے یہ مکمل طور پر محفوظ ہے''...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مقابلہ بلیک ایجنسی کے سپر ایجنٹ وولف اپنے سیکشن سمیت کریں گے۔ آپ نے ان سے مکمل تعاون کرنا ہے۔ وہ آپ سے وہیں لیبارٹری میں ہی ملاقات کریں گے''...... براؤن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ان کا نام ہی ان کی شناخت ہے۔ یہ بالکل ہی علیحدہ انداز کا نام ہے۔ بہرحال ہم بلیک ایجنسی سے مکمل تعاون کرنے کے پابند ہیں''...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو براؤن نے رسیور رکھ دیا۔

''اب یہ مشن تمہارا ہے۔ لیبارٹری اور سپیشل سٹور دونوں کا تحفظ اور پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ یہ سب تم نے کرنا ہے۔ یہ بھی ذہن میں رکھنا کہ تمہارے مقابلے میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے۔ وہ سروس جس نے آج تک شکست کا منہ نہیں دیکھا''۔ براؤن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ میرا نام بھی وولف ہے۔ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس نہ صرف شکست کا منہ دیکھے گی بلکہ یہیں دفن بھی ہو گی۔ یہ میرا چیلنج ہے چیف''...... وولف نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

''ایک بات کا خیال رکھنا۔ یہ عمران ایسے ایسے راستہ ڈھونڈتا ہے جو بظاہر ناممکن ہوں اس لئے تم نے توجہ ایسے راستوں پر دینی ہے جو بظاہر ناممکن نظر آتے ہوں پھر تم اس کا خاتمہ کر سکو گے''۔ براؤن نے کہا۔

''میرا خیال ہے چیف کہ ہمیں لیبارٹری پر کم اور سپیشل سٹور پر زیادہ توجہ دینی چاہئے کیونکہ وہاں میزائل کی روح پڑی ہوئی ہے جبکہ لیبارٹری میں تو میزائل کا جسم تیار ہو رہا ہے''...... وولف نے کہا۔

''اوہ۔ تم نے ٹھیک کہا ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ وہاں فوج کا کون سا دستہ موجود ہے اور ان کا کمانڈر کون ہے''...... براؤن نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''الفرڈ۔ ہیلی فیکس آئی لینڈ میں کراس لیبارٹری سے ملحقہ ایک سپیشل سٹور ہے جس کی بیرونی حفاظت ملٹری کے کمانڈوز کر رہے ہیں۔ ان کے کمانڈر کے بارے میں معلوم کرو۔ پھر میری اس سے

بات کراؤ''...... براؤن نے کہا۔

''یس''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور براؤن نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو براؤن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس چیف''...... براؤن نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''کمانڈر جیری سے بات کریں''...... دوسری طرف سے الفرڈ کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو''...... براؤن نے کہا۔

''یس سر۔ میں کمانڈر جیری بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''لیبارٹری سے ملحقہ سپیشل سٹور کی بیرونی حفاظت آپ کر رہے ہیں''...... براؤن نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ہمارا کمانڈوز دستہ ہے جو دن رات شفٹوں میں ڈیوٹی دیتا ہے۔ ویسے ادھر سے کوئی بھی سپیشل سٹور میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ دروازہ اندر سے کھلتا ہے لیکن ہمیں چونکہ حفاظت کے احکامات ملے ہوئے ہیں اس لئے ہم حفاظت کر رہے ہیں''۔ جیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ یہاں کس وقت ہوتے ہیں''...... براؤن نے پوچھا۔

''میں دن کو ہوتا ہوں۔ رات کو کمانڈر جیرالڈ ہوتے ہیں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اب غور سے میری بات سنیں اور کمانڈر جیرالڈ کو بھی آپ نے بتانا ہے کہ پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹوں کی طرف سے لیبارٹری اور سپیشل سٹور پر حملے کا خطرہ ہے اس لئے حکومت نے بلیک ایجنسی کو حفاظت کے لئے کہا ہے اور میں نے لیبارٹری اور سپیشل سٹور دونوں کی حفاظت کی ڈیوٹی بلیک ایجنسی کے سپر سیکشن کے ذمے لگا دی ہے جس کے انچارج مسٹر وولف ہیں۔ مسٹر وولف آپ سے ملاقات کریں گے۔ آپ نے اب اس وقت تک جب تک حکومت یہ ٹاسک واپس نہیں لیتی، وولف کے تحت کام کرنا ہے''...... براؤن نے کہا۔

''یس سر''...... کمانڈر جیری نے کہا تو براؤن نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

''تم دونوں کمانڈروں سے مل لینا''...... براؤن نے وولف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس چیف۔ اب مجھے اجازت''...... وولف نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیا سے کوئی اطلاع ملی تو میں تمہیں خبر دے دوں گا۔ ویسے تم نے ابھی سے الرٹ رہنا ہے''...... براؤن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... وولف نے کہا اور واپس مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے کار اس رہائشی پلازہ کی وسیع و عریض پارکنگ میں روکی جس پلازہ میں ان دنوں جولیا کا فلیٹ تھا۔ عمران نے بطور چیف ایکسٹو، جولیا کو فون کر کے کہہ دیا تھا کہ وہ ٹیم کو ایک اہم مشن پر ایکریمیا بھیج رہا ہے اس لئے جولیا ٹیم کو اپنے فلیٹ پر کال کر لے۔ عمران وہاں انہیں بریف بھی کرے گا اور آئندہ کا لائحہ عمل بھی وہیں بیٹھ کر طے کرے گا۔ اس کے بعد عمران کار لے کر اس پلازہ پر پہنچ گیا تھا۔ اس نے کار سے اتر کر وسیع و عریض پارکنگ پر نظر دوڑائی تو اسے صفدر، صالحہ اور تنویر کی کاریں کھڑی نظر آ گئیں۔ اسے معلوم تھا کہ صفدر اور کیپٹن شکیل چونکہ ایک ہی پلازہ میں رہتے ہیں اس لئے کیپٹن شکیل علیحدہ کار میں آنے کی بجائے صفدر کی کار میں پہنچ چکا ہو گا۔ اس کا مطلب تھا کہ بیرونی مشن پر جانے والی پوری ٹیم جولیا کے فلیٹ پر موجود تھی۔ عمران نے کار لاک کی اور پھر

کی رنگ کو انگلی میں گھماتے ہوئے وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا کا فلیٹ آٹھویں منزل پر تھا اور اتنا اوپر جانے کے لئے اگر عمران سیڑھیاں استعمال کرتا تو کافی وقت لگ جاتا۔ اس لئے اس نے لفٹ کے ذریعے فلیٹ تک جانے کا سوچا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ فلیٹ کے بند دروازے کے سامنے موجود تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

”کون ہے“...... ڈور فون سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”در لیلیٰ پر مجنوں کے علاوہ اور کون دستک دے سکتا ہے“۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

”بھاگ جاؤ۔ یہاں کوئی لیلیٰ ویلیٰ نہیں رہتی“...... ڈور فون سے جولیا کی غصیلی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو سامنے صفدر تھا۔

”تمہاری آواز کب سے نسوانی ہو گئی ہے مسٹر صفدر یار جنگ بہادر“...... عمران نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جب سے آپ عمران کی بجائے مجنوں بن گئے ہیں۔ آیئے اندر۔ آپ کی لیلیٰ نے تو مجھے روک دیا تھا کہ میں دروازہ نہ کھولوں“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر تمہاری لیلیٰ نے اجازت دے دی۔ کیوں یہی کہنا چاہتے تھے نا تم“...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”میری لیلیٰ۔ کیا مطلب“...... صفدر نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

”جدید نام صالحہ“...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ صفدر اس کے عقب میں آ رہا تھا۔ وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ تم نے آج کیا لیلیٰ لیلیٰ کی گردان لگا رکھی ہے۔ تمہیں آداب نہیں آتے کسی سے بات کرنے کی“...... جولیا نے جو بڑے ہال میں ساتھیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی، غصیلے لہجے میں کہا۔

”مجھے صرف تنویر سے بات کرنے کے آداب آتے ہیں۔ تمہیں لیلیٰ پسند نہیں تو ہیر کہہ لیتے ہیں۔ پھر تنویر کو کیدو کہنا پڑے گا“۔ عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والوں میں سے تھا۔

”میرے بارے میں کوئی بات نہ کیا کرو۔ ورنہ“...... تنویر نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ورنہ میں ہیر اور رانجھے کو اکیلا چھوڑ کر چلا جاؤں گا“۔ عمران نے فقرہ مکمل کرتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ رانجھا کیسے بن گئے ہیں۔ نہ آپ کے پاس رانجھے کی ونجھلی ہے اور نہ ہی آپ کا لباس رانجھے کی طرح کا ہے“...... صالحہ نے تنویر کے جواب دینے سے پہلے بات کرتے ہوئے کہا۔

”جب لیلیٰ ماڈرن ہو اور کیدو جو لاٹھی کے سہارے نہ چلتا ہو، بلکہ ماڈرن ہو گیا ہو تو مجبوراً بے چارے رانجھے کو بھی جدید دور کا

لباس پہننا پڑے گا''...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''پھر آپ کو چائے کی بجائے لسی پلائی جائے''...... صالحہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''لسی تو پرانے دور کے رانجھے پیتے تھے اس لئے بس ونجھلی بجاتے رہ گئے''...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ ایکریمیا میں کہاں مکمل ہونا ہے مشن''۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو صالحہ اور جولیا جو کچن کی طرف جا رہی تھیں مڑ کر رک گئیں۔

''تم میری چائے کے دشمن ہو۔ دیکھا تم نے صالحہ اور جولیا دونوں رک گئی ہیں۔ چائے پینے کے بعد بات ہو گی''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صالحہ اور جولیا دونوں مسکراتی ہوئی واپس مڑ کر کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

''تم ہمیں بریف کرنے آ جاتے ہو۔ تمہیں بریف کون کرتا ہے۔ کیا چیف یا کوئی اور''...... تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''چیف تو تمہیں براہ راست بھی بریف کر سکتا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ مجھے پہلے چیف کو بریف کرنا پڑتا ہے۔ جب چیف بریف ہو جاتا ہے تو پھر اسے خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اس کی سروس کے ارکان کہیں پڑے نہ رہ جائیں اس لئے وہ میری منت کرتا ہے کہ میں جا کر تم کو بریف کر دوں تاکہ چیف اور تم ایک ہو جاؤ''۔

عمران نے کہا۔

''میں سنجیدگی سے بات کر رہا ہوں۔ تم ہر بات کو مذاق میں کیوں لے جاتے ہو''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب ہماری طرح خفیہ نہیں رہتے۔ ان کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ ان کا تعلق سیکرٹ سروس ہے اس لئے جو معاملہ بھی ہوتا ہے وہ عمران صاحب تک خودبخود پہنچ جاتا ہے اور پھر یہ مقامی طور پر اس کی تحقیق کر کے اس کی رپورٹ چیف کو دیتے ہیں اور جب چیف مشن کی منظوری دیتا ہے تو ظاہر ہے عمران صاحب کی ہی یہ ڈیوٹی لگا دی جاتی ہے کہ وہ ہمیں بریف کریں''۔ صفدر نے تنویر کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جولیا اور صالحہ دونوں ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر آئیں اور انہوں نے چائے کے برتن میزوں پر رکھنے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی بسکٹوں سے بھری پلیٹیں بھی تھیں۔

''عمران صاحب۔ اب تو چائے آ گئی ہے۔ اب تو آپ بتائیں۔ اصل میں کافی عرصہ سے ہم بے کار بیٹھے ہیں اس لئے ہمیں بے حد اشتیاق ہو رہا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس مشن میں ہمیں شکست کا منہ دیکھنا پڑے گا''...... عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

''یہ کیا منحوس باتیں کر رہے ہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے

شکست کھانا نہیں سیکھا۔ ہم جان تو دے سکتے ہیں لیکن شکست نہیں کھا سکتے''...... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''اب تک میں بھی ایسا ہی سمجھتا تھا لیکن اب مجبوری ہے۔ شکست تو بہرحال ہو گی''...... عمران نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''جولیا۔ چیف کا نمبر ملاؤ۔ میں خود بات کرتا ہوں۔ انہوں نے اس نانسنس کو کیوں ہمارے سروں پر سوار کر رکھا ہے''...... تنویر نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

''چیخو یا روؤ۔ شکست تو بہرحال مقدر بن ہی چکی ہے''۔ عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے وہ بات کا مزہ لے رہا ہو۔

''ایسا کون سا مشن ہے عمران صاحب کہ آپ جیسا آدمی مسلسل شکست کی بات کر رہا ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مشن تو عام سا ہے۔ اس جیسے ہزاروں نہیں تو سینکڑوں مشن ہم نے مکمل کئے ہوں گے لیکن شکست کھائے بغیر چارہ نہیں ہے''۔ عمران نے چائے کا آخری گھونٹ لے کر پیالی کو واپس رکھتے ہوئے کہا۔

''چارہ نہیں کا مطلب ہے کہ ہمیں جانتے بوجھتے شکست کھانا ہو گی''...... صالحہ نے کہا۔

''جانتے بوجھتے کون مکھی نگل سکتا ہے۔ بولو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''گھٹیا باتیں نہ کیا کرو نانسنس''...... جولیا نے شاید مکھی نگلنے کی بات سن کر برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ پلیز۔ مشن کے بارے میں بتا دیں''۔ صفدر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''بریف کروں یا تفصیل سے بتاؤں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تفصیل سے بتاؤ''...... جولیا نے کہا۔

''لیکن چیف نے تو کہا ہے کہ بریف کروں۔ پھر''...... عمران نے مزے لیتے ہوئے کہا۔

''یہ ڈپٹی چیف کا فلیٹ ہے اور یہاں ڈپٹی چیف کا ہی حکم چلے گا۔ سمجھے۔ تفصیل سے بتاؤ''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

''اچھا اسی لئے بزرگ کہتے ہیں کہ کسی کے پاس جا کر کھانے پینے سے پہلے اس کا ظرف دیکھ لیا کرو۔ اب تم ان مہمانوں پر بھی حکم چلاؤ گی جو چل کر تمہارے پاس آئے ہیں''...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

''عمران صاحب۔ کیا سرکاری طور پر ایکریمیا سے طے ہوا ہے کہ ہم شکست کھا جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''کیا تمہارا چیف ایسا معاہدہ کر سکتا ہے''...... عمران نے جواب

دیا۔

''تو پھر تم نے کیوں شکست، شکست کی رٹ لگا رکھی ہے۔ اب اگر تم نے یہ لفظ کہا تو میں تمہیں گولی بھی مار سکتا ہوں''...... تنویر نے یکلخت بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو پھر سنو۔ ایک تھا بادشاہ۔ ہمارا تمہارا خدا بادشاہ''...... عمران نے قدیم دور کے قصہ خوانوں کے سے انداز میں کہنا شروع کیا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''عمران صاحب پلیز۔ سنجیدگی سے بات کریں''...... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یہ اور سنجیدہ۔ ہونہہ''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سب چونک کر فون کی طرف دیکھنے لگے۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''عمران یہاں موجود ہے یا نہیں''...... چیف نے کہا۔

''موجود ہے چیف''...... جولیا نے کہا۔

''اسے رسیور دو''...... چیف نے کہا تو جولیا نے رسیور عمران کی

طرف بڑھا دیا۔

''منکہ مسمی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''سر سلطان کو چیف سیکرٹری ایکریمیا نے کہا ہے کہ ایکریمیا، پاکیشیا کو ملٹی ٹارگٹ میزائل دینے کے لئے تیار ہے جب وہ تیار ہو جائیں گے اور اس سلسلے میں وہ باقاعدہ تحریری معاہدہ بھی کرنے کے لئے تیار ہے''...... چیف نے کہا۔

''تو آپ کیا کہتے ہیں اور سر سلطان کا کیا خیال ہے''...... عمران نے کہا۔

''سر سلطان نے صدر مملکت سے منظوری لی ہے۔ تم ان سے بات کر لو''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے دوسری میز پر پڑے ہوئے فون سیٹ کو اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریسڈ تھا۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... رابطہ ہوتے ہی سر سلطان کے پی اے کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''کسی زمانے میں تو پی اے کی بڑی اہمیت ہوتی تھی کیونکہ کوئی خال خال ہی بی اے ہوا کرتا تھا۔ اب تو ایم اے کو کوئی نہیں پوچھتا

اورتم ابھی تک بی اے ہو۔ سیکرٹری خارجہ سے کہو کہ تمہیں کم از کم ایم اے تو کرا دے''...... عمران کی زبان رواں ہوگئی۔

''ہولڈ کریں عمران صاحب۔ میں صاحب سے آپ کی بات کراتا ہوں''...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہوگئی۔

''ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اب تمہیں ملٹی ٹارگٹ میزائل حاصل کرنے کے مشن پر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پاکیشیا اور ایکریمیا کے درمیان اس بارے میں تحریری معاہدہ ہونا طے پا گیا ہے''...... سرسلطان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''کوئی عرصہ بھی فکس ہوا ہے یا تا اطلاع ثانی والا معاملہ ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تا اطلاع ثانی کا کیا مطلب ہوا''...... سرسلطان نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مطلب ہے کہ جب تک ایکریمیا میزائل کی تیاری کی اطلاع نہ دے چاہے اس میں دو سال لگ جائیں''...... عمران نے کہا۔

''پانچ سال کا عرصہ طے ہوا ہے۔ اتنا عرصہ تو اس میزائل کی

تیاری میں لگ ہی جائے گا''...... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن کیا آپ کو مکمل یقین ہے کہ یہ میزائل واقعی پاکیشیا کو دیئے جائیں گے۔ ایسا بھی تو ہوسکتا ہے کہ وہ اس میزائل کی اتنی قیمت طلب کریں کہ پاکیشیا ادا ہی نہ کر سکے''...... عمران نے کہا۔

''اس پر بات ہو چکی ہے۔ ملکوں کے درمیان جو معاہدے ہوتے ہیں ان پر مکمل طور پر عمل کیا جاتا ہے''...... سرسلطان نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''پھر ہمیں وہاں سے میزائل لانے کی ضرورت نہیں رہی یا کچھ سکوپ باقی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اب معاہدہ طے ہوگیا ہے اس لئے اب تم ایسی کوئی کارروائی نہیں کرو گے جس سے اس معاہدے پر کوئی اثر پڑے اور پاکیشیا کو کوئی شرمندگی اٹھانا پڑے''...... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان پانچ سالوں میں ہم سیر وتفریح کرنے تو ایکریمیا جا سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں تمہاری فطرت کو سمجھتا ہوں لیکن یہ پاکیشیا کی عزت کا سوال ہے اس لئے تم ایسی کوئی حرکت نہیں کرو گے جس سے ہمیں کوئی شکایت ملے اور اگر تم نے ایسا کیا تو میں کم از کم استعفیٰ دے،

دوں گا‘‘...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’آپ بے فکر رہیں۔ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی انچارج ہیں اس لئے آپ کو شرمندہ ہونے کا موقع کم از کم ہم تو نہیں دے سکتے۔ ویسے میں کافی عرصہ سے سوچ رہا تھا کہ بہت کام کر لیا ہے۔ اب کچھ تفریح ہو جائے اس لئے میں چیف کو درخواست کروں گا کہ وہ ہمیں اس کی اجازت دے دے‘‘۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تفریح کے لئے تمہیں کون روک سکتا ہے۔ اللہ حافظ‘‘۔ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

’’کیا ہوا عمران صاحب‘‘...... صفدر نے خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا۔

’’ہم شکست سے بچ گئے۔ اب صرف تفریح ہو گی اور بس‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’کیا ہوا ہے۔ تفصیل سے بتاؤ‘‘...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’ایکریمیا ایک ملٹی ٹارگٹ میزائل پر گزشتہ آٹھ سالوں سے کام کر رہا ہے۔ اس میزائل کے ذریعے بیک وقت دس ٹارگٹس ہٹ کئے جا سکتے ہیں۔ مختلف سمتوں، مختلف فاصلوں، میں بیک وقت آسمان، زمین اور سمندر میں موجود ٹارگٹس کو یہ میزائل ہٹ کر سکے

گا۔ اس لئے یہ مستقبل کا میزائل ہے۔ اس کا اینٹی نظام بنایا ہی نہیں جا سکتا۔ پاکیشیا کو خدشہ تھا کہ ایکریمیا یہ میزائل تیار کر کے کافرستان کو دے دے گا اور پاکیشیا کا دفاع مکمل طور پر رسک میں آ جائے گا۔ چنانچہ سرداور سے بات ہوئی تو پھر پتہ چلا کہ یہاں میزائل پر اتھارٹی ایک سائنسدان موجود ہے جو اس قدر بوڑھا ہو گیا ہے کہ اب وہ جسمانی طور پر کام نہیں کر سکتا لیکن ذہنی طور پر وہ اب بھی ذہین اور ہوشیار ہے۔ چنانچہ سرداور کے ساتھ اس سے بات ہوئی تو اس نے پاکیشیا کی سلامتی کے لئے اس پر کام کرنے کا وعدہ کیا۔ مشینری بے حد قیمتی تھی لیکن اس سائنسدان ڈاکٹر فیروز نے اپنے تجربے کی بنا پر ایسی مشینری سلیکٹ کی جو بہت کم قیمت میں مل سکتی تھی لیکن کام وہ انتہائی قیمتی مشینری جیسا ہی کرتی۔ اس طرح اس میزائل کی تیاری پاکیشیا میں کی جانی ممکن ہو گئی۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ ایکریمیا سے اس میزائل کو لے آنے کا۔ چنانچہ چیف نے یہ کام میرے ذمے لگایا اور اس نے جو معلومات حاصل کیں ان کے مطابق ناراک کے قریب ایک جزیرہ ہے ہیلی فیکس۔ وہاں ایکریمیا کی ایک بڑی لیبارٹری ہے جسے کراس لیبارٹری کہا جاتا ہے۔ اس لیبارٹری میں ملٹی ٹارگٹ میزائل تیار ہو رہا ہے اور اس کی مکمل تیاری میں ایک سال کی دیر ہے۔ اس کے بعد اس کی فیکٹری تیار ہو گی۔ اس میں یہ میزائل تیار ہوں گے اور پھر فوج کے حوالے کئے جائیں گے۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس لیبارٹری سے میزائل ٹیکنالوجی

حاصل کی جائے اور یہاں پاکیشیا میں ڈاکٹر فیروز کی سربراہی میں سائنسدانوں کی ٹیم اسے تیار کرے تاکہ پاکیشیا کا دفاع ناقابل تسخیر ہو جائے۔ ہمارے اس ارادے کا علم سر سلطان کو ہو گیا۔ ان کے تعلقات ایکریمیا کے چیف سیکرٹری سے ہیں۔ ان کی چیف سیکرٹری سے بات ہوئی کہ ہم اس خدشے کے پیش نظر ملٹی ٹارگٹ میزائل ٹیکنالوجی حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ ایکریمیا اور کافرستان میں دفاعی معاہدہ موجود ہے۔ اس معاہدے کے تحت یہ ملٹی ٹارگٹ میزائل کافرستان کو دے دیئے جائیں گے اور پھر پاکیشیا کا دفاع رسک میں پڑ جائے گا اور چیف نے مجھے حکم دیا کہ میں ٹیم لے کر جاؤں اور مشن مکمل کروں جس کے لئے میں یہاں آیا ہوں۔ لیکن اب سر سلطان نے چونکہ حکومت ایکریمیا سے معاہدہ کر لیا ہے اس لئے اب مشن کی ضرورت نہیں رہی البتہ ہم سیر و تفریح کرنے ناراک اور ہیلی فیکس آئی لینڈ جا سکتے ہیں''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ پہلے بضد کیوں تھے کہ اس مشن میں شکست ہمارا مقدر ہے''...... صفدر نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''اس لیبارٹری کی حفاظت ایکریمیا کی سب سے طاقتور ایجنسی بلیک ایجنسی کے ذمے ہے اور ان تک یہ بات پہنچ چکی تھی کہ ہم کراس لیبارٹری پر مشن مکمل کرنے کسی بھی وقت وہاں پہنچ سکتے ہیں اور ظاہر ہے بلیک ایجنسی فضا میں طیارہ تباہ کرنے کی بھی طاقت

رکھتی ہے اور اس جیسے بے شمار اور کام بھی کر سکتی ہے اس کے پاس نگرانی کی انتہائی جدید ترین مشینری ہے۔ ہر قسم کا میک اپ چیک کرنے کے خصوصی اور جدید ترین کیمرے بھی موجود ہیں اور وہ انتہائی تربیت یافتہ سپر ایجنٹ ہیں۔ اس لئے شکست کا سوچا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود ان میں وہ جذبہ نہیں ہوتا جو ہم میں ہوتا ہے اور ایسی ایجنسیوں سے ہم پہلی بار تو نہیں ٹکرا رہے تھے''...... صفدر نے عمران کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اصل بات میں بتا دوں''...... خاموش بیٹھے کیپٹن شکیل نے اچانک کہا تو عمران سمیت سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

''اصل بات۔ کیا مطلب''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اصل بات کیا ہے کیپٹن شکیل۔ تمہیں کیسے علم ہوا''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا ہے اصل بات۔ بتاؤ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ میزائل ایکریمیا کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ اور بات ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہو کر وہ معاہدہ کرنے

پر مجبور ہو گیا ہے۔ اس لئے اس نے اس لیبارٹری کی حفاظت ایکریمیا کی سب سے طاقتور ایجنسی کے ذمے لگا دی ہے۔ عمران صاحب کو بھی علم ہے کہ اگر انہوں نے کھلے عام اس میزائل کی ٹیکنالوجی لیبارٹری سے اڑائی تو ایکریمیا، پاکیشیا کے خلاف طاقت بھی استعمال کر سکتا ہے لیکن یہ میزائل پاکیشیا کے دفاع کے لئے بھی انتہائی ضروری ہے اس لئے عمران صاحب اسے بھی ضرور حاصل کرنا چاہتے ہیں اس لئے انہوں نے کوئی ایسی منصوبہ بندی کر رکھی ہو گی کہ عمران صاحب اور پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں سے بظاہر شکست کھا کر واپس آ جائیں جبکہ عمران صاحب کے ساتھی ٹائیگر، جوزف اور جوانا وہاں سے علیحدہ کارروائی کر کے ٹیکنالوجی حاصل کر لائیں اس طرح ایکریمیا وہاں مطمئن رہے گا کہ میزائل ٹیکنالوجی صرف اس کے پاس ہے جبکہ پاکیشیا خاموشی سے یہ میزائل تیار کر لے گا۔ اگر ایکریمیا نے یہ میزائل پاکیشیا کو نہ دیئے اور کافرستان کو دے دیئے تو پاکیشیا بھی اعلان کر دے گا کہ اس نے بھی یہ میزائل تیار کر لئے ہیں۔ اس وقت ایکریمیا، پاکیشیا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا“...... کیپٹن شکیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس میں اصل بات کیا ہے۔ یہ تو عام سی بات ہے“۔ صفدر نے کہا۔

”اصل بات یہی ہے کہ عمران صاحب بظاہر شکست کھا کر

ایکریمیا کو یقین دلا دیں گے کہ وہ میزائل ٹیکنالوجی حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں لیکن دراصل ٹیکنالوجی ان کے دوسرے ساتھی پاکیشیا پہنچا چکے ہوں گے۔ اس لئے عمران صاحب شکست پر اس قدر زور دے رہے تھے۔ ان کی شکست بھی ایکریمیا کے لئے ایک ٹریپ تھی“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کیپٹن شکیل مجھے اب قدیم ترین دور کے پروہتوں جیسا لگنے لگ گیا ہے جو بڑی بڑی پیشگوئیاں کرتے تھے اور ان میں اکثر سچ ثابت ہوئی تھیں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ کیپٹن شکیل نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ہے“...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میرا واقعی یہی پلان تھا۔ اب چونکہ معاہدہ ہو گیا ہے اس لئے ہم وہاں صرف سیر و تفریح کرنے جائیں گے اور سیر و تفریح کر کے واپس آ جائیں گے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور ٹیکنالوجی کون حاصل کرے گا“...... جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”جب ایکریمیا ہمارے ساتھ معاہدہ کر رہا ہے تو پھر ٹیکنالوجی حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اب تیار شدہ میزائل ہمیں ملے گا“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر سیر و تفریح کرنے کے لئے وہاں جانے کی کیا ضرورت

ہے۔ کسی اور ملک چلے جاتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ارے نہیں۔ بلیک ایجنسی کو یقین دلانا ضروری ہے کہ ہم ان کے خلاف کام نہیں کر رہے ورنہ دوسری جگہ جانے سے وہ یہی سمجھیں گے کہ ہم ان کو ڈاج دے رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ کیپٹن شکیل کی بات درست ہے لیکن آپ ٹیکنالوجی کے حصول کے لئے کسے بھجیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''میں کون ہوتا ہوں کسی کو بھیجنے والا۔ یہ تمہارے چیف کا فیصلہ ہے۔ وہ چاہے تو تنویر کو بھیج دے یا کالے چور کو۔ بات تو ایک ہی ہے''...... عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ تنویر کوئی سخت جواب دیتا، فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ فون چونکہ عمران کے سامنے پڑا ہوا تھا اس لئے اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) از فلیٹ مس جولیانا فٹز واٹر مگر بذبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے مزے لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا جبکہ جولیا اس کے اس انداز پر غصے سے آنکھیں نکالتی رہ گئی۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا۔

''آپ ٹو۔ یعنی دو بول رہے ہیں اور وہ بھی بیک وقت۔ کمال ہے۔ ہمارے ہاں بھی یہ رواج پڑ گیا تھا کہ ایک ہی گانا دو فنکار

اکٹھے مل کر گاتے تھے لیکن وہ گانا سن کر صاف محسوس ہوتا تھا کہ دو صدا کار گا رہے ہیں لیکن آپ نے تو کمال کر دیا کہ بول بھی ٹو یعنی دو رہے ہیں اور لگتا ہے کہ ایک بول رہا ہے''...... عمران کی زبان رواں ہوگئی تو جولیا، صالحہ سمیت سب ساتھیوں کے چہرے بگڑ گئے کیونکہ انہیں عمران کا چیف سے مذاق بے حد برا لگ رہا تھا۔

''لگتا ہے کہ اب تمہاری زبان کو لگام دینا پڑے گی''...... ایکسٹو کا لہجہ انتہائی کرخت تھا۔

''اللہ آپ کا بھلا کرے لیکن صفدر یار جنگ بہادر خطبہ نکاح یاد ہی نہیں کر رہا ورنہ لگام تو تیار ہے اور میں بھی۔ اب آپ یہ کام کر دیں تو عنداللہ ماجور۔ یہاں عنداللہ ماجور کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دے گا اور اجر دے بھی اللہ سکتا ہے ورنہ بے چارہ علی عمران کسی کو کیا دے سکتا ہے۔ ایک چھوٹا سا چیک ملتا ہے اس پر بھی آغا سلیمان پاشا قبضہ کر لیتا ہے''...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہوگئی۔ اس نے لگام دینے کا رخ دوسری طرف موڑ دیا تھا۔

''رسیور جولیا کو دو''...... دوسری طرف سے غراتے ہوئے لہجے میں کہا گیا تو جولیا نے خود ہی عمران کے ہاتھ سے رسیور جھپٹ لیا۔

''چیف۔ پلیز اسے معاف کر دیں۔ اس کو سزا نہ دیں۔ یہ کبھی کبھی بہک جاتا ہے''...... جولیا نے رسیور لیتے ہی رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''اب یہ حد سے تجاوز کرنے لگ گیا ہے اس لئے اسے سزا دینا لازمی ہو گیا ہے''...... چیف نے پہلے سے زیادہ غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مم۔مم۔ میں معافی چاہتا ہوں چیف۔ معاف کر دینا اچھی بات ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی بے حد پسند ہے''...... عمران نے یکلخت گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ چیف کی دھمکی سے بے حد خوفزدہ ہو گیا ہے۔

''جولیا کی سفارش پر میں تمہیں اس بار معاف کر رہا ہوں لیکن آئندہ تم نے اس طرح کی فضولیات کا اعادہ کیا تو ٹوٹی ہوئی ہڈیوں سمیت تمہاری لاش کسی کوڑے کے ڈھیر سے برآمد ہو گی''۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''ہونہہ۔ مجھے دھمکیاں دے رہا ہے۔ خود نقاب پہن کر چھپ کر بیٹھا ہوا ہے اور مجھے دھمکیاں دے رہا ہے۔ مجھے۔ علی عمران کو۔ ہونہہ''...... رابطہ ختم ہوتے ہی عمران کا لہجہ یکلخت بدل گیا۔

''تم واقعی گرگٹ سے بھی زیادہ تیزی سے رنگ بدلتے ہو۔ ویسے چیف جو کہہ رہا تھا وہ اس کے لئے ناممکن نہیں ہے''...... جولیا نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کم از کم چیف کا تو خیال کر لیا کریں''۔ صالحہ نے کہا۔

''کم از کم خیال تو ایسا ہی رکھا جا سکتا ہے۔ ہاں البتہ تم زیادہ

سے زیادہ خیال رکھنے کا کہتیں تو دوسری بات تھی''...... عمران نے جواب دیا تو صالحہ نے بے اختیار منہ بنا لیا جبکہ باقی ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے کیونکہ وہ عمران کو بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ صالحہ یا کوئی اور جتنا عمران کو منع کریں گے وہ اتنا ہی آگے بڑھتا جائے گا۔

''عمران صاحب۔ چیف آپ سے کوئی خاص بات کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نے اسے ناراض کر دیا ہے''...... صفدر نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

''میں نے تو چیف کی عزت رکھنے کے لئے اس سے معافی مانگی تھی ورنہ تمہیں معلوم ہے کہ دنیا میں سوائے اماں بی کے باقی میں کسی سے نہیں ڈرتا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوئی، فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس بار جولیا نے رسیور اٹھا لیا۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''یس چیف۔حکم''...... جولیا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں نے سرسلطان سے رپورٹ لے لی ہے۔ وہ اور صدر مملکت اس معاہدے پر مطمئن ہیں اس لئے اب ایکریمیا میں مشن مکمل کرنے کی ضرورت نہیں البتہ عمران بار بار سیر و تفریح کی بات

کر رہا تھا۔ میں نے بھی اس پر سوچا ہے۔ تم لوگ واقعی مشن کے لئے تو ملک سے باہر جاتے ہو لیکن مشن کی وجہ سے تمہارے ذہنوں پر کافی بوجھ ہوتا ہے اور پابندیاں بھی۔ اس لئے تمہیں سیر و تفریح پر سال میں کم از کم ایک بار تو جانا چاہئے لیکن گروپ لیڈر تم ہو گی اور عمران ساتھ نہیں جائے گا۔ ہاں اگر وہ چاہے تو اپنے اخراجات پر اور تمہاری مرضی سے جا سکتا ہے ورنہ نہیں اور تمہیں اجازت ہے۔ تم دنیا کے جس خطے میں بھی جانا چاہو، جا سکتی ہو۔ تمام اخراجات سرکاری ہوں گے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''عمران ساتھ جائے گا ورنہ ہم بھی نہیں جائیں گے''...... جولیا نے رسیور رکھ کر بڑے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب کے اخراجات میرے ذمے''...... صفدر نے کہا۔

''سوری۔ میں خیرات نہیں لے سکتا۔ اس لئے میں نہیں جا رہا۔ اوکے۔ اب اجازت''...... عمران نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''عمران صاحب۔ آپ ہمیں بچہ کیوں سمجھتے ہیں۔ صاف اور سیدھی بات کیوں نہیں کرتے''...... کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم''...... عمران نے حیران

ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ ساتھ نہیں جائیں گے تو ہمیں وہاں کون پہچانے گا۔ اس طرح بلیک ایجنسی کو کیسے معلوم ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میزائل ٹیکنالوجی کے حصول سے پیچھے ہٹ گئی ہے۔ سب لوگ آپ کو پہچانتے ہیں ہمیں نہیں۔ اور ویسے بھی ہم نے بہرحال میک اپ میں ہونا ہے اور ہمارے پاس کاغذات بھی وہی ہوں گے جن سے ہم پاکیشیا کے نہیں کافرستان کے شہری ثابت ہوں گے۔ ایسی صورت میں آپ کا سارا پلان ناکام ہو جائے گا چنانچہ آپ کو بہرحال ہمارے ساتھ جانا تو ہے پھر آپ یہ نخرے کیوں دکھا رہے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے تفصیل سے کہا۔

''مسئلہ میرے جانے یا نہ جانے کا نہیں ہے۔ مسئلہ اخراجات کا ہے۔ تم سرکاری خرچ پر جاؤ اور میں تم لوگوں سے خیرات لے کر جاؤں۔ ایسا ممکن نہیں ہے''...... عمران نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چلیں ہم بھی سرکاری خرچ پر نہیں جاتے۔ اپنے اخراجات پر جاتے ہیں اور جہاں تک آپ کے اخراجات کا تعلق ہے تو آپ کے اخراجات ہم آغا سلیمان پاشا سے لے لیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار اچھل پڑے۔

''آغا سلیمان پاشا اور میرے اخراجات دے گا۔ اس کا پہلے ہی حساب اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ اب تو کیلکولیٹر بھی حساب کرنے میں

ناکام ہو گیا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اور دوسری بات یہ کہ سلیمان کے پاس اتنے پیسے کہاں سے آ گئے''...... صفدر نے کہا تو کیپٹن شکیل اس طرح آگے بڑھا جیسے چیلنج قبول کر رہا ہو۔

''مس جولیا۔ آپ کے خیال میں ایکریمیا کی تفریح کرنے پر کتنے اخراجات آ جائیں گے''...... کیپٹن شکیل نے قریب آ کر کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ایک لاکھ ڈالرز فی کس خرچہ آ جائے گا''۔ جولیا نے کہا تو کیپٹن شکیل نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن عمران نے کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔

''تم سلیمان کو فون کر رہے ہو نا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ ایک لاکھ ڈالرز کا انتظام کر دے گا''...... کیپٹن شکیل نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

''وہ اماں بی سے کہہ دے گا۔ اسے ایسا موقع چاہئے اور پھر سیر و تفریح تو ایک طرف، جوتیوں کی بارش شروع ہو جائے گی کہ کافروں کے ملک جا کر سیر و تفریح کرتے ہو۔ اس لئے رہنے دو۔ میں خود چیف سے بات کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے سرکاری بندوبست کر دے''...... عمران نے کہا۔

''تمہیں چیف سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں بطور ڈپٹی چیف حکم دیتی ہوں کہ تمہارے سیر و تفریح کے تمام اخراجات سرکاری ہوں گے''...... جولیا نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ تم نے کہہ دیا، میرے لئے یہی کافی ہے۔ لیکن میں عوام کے خزانے پر بوجھ نہیں بننا چاہتا اور نہ ہی تمہیں بننے دوں گا۔ ہمیں کوئی حق نہیں ہے کہ ہم عوام کے خون پسینے کی کمائی کو سیر و تفریح پر لٹا دیں۔ اس لئے تمام اخراجات ایکریمیا ادا کرے گا''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑا۔

''ایکریمیا ادا کرے گا۔ وہ کیوں اور کیسے''...... تقریباً سب نے ہی یک زبان ہو کر کہا۔

''ایکریمیا میں مشینی گیمز ہر کلب میں موجود ہوتی ہے۔ ان گیمز کی مدد سے ہم اپنے اخراجات آسانی سے نکال سکتے ہیں۔ اس طرح کنویں کی مٹی کنویں میں ہی پوری ہوتی رہے گی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔

بلیک ایجنسی کا چیف براؤن اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... براؤن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف سیکرٹری صاحب سے بات کریں''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی لیکن براؤن چیف سیکرٹری کا نام سن کر بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ چیف سیکرٹری ایکریمیا کا سب سے طاقتور عہدہ سمجھا جاتا تھا۔

''یس سر۔ میں براؤن بول رہا ہوں سر''...... براؤن نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مسٹر براؤن۔ ہماری حکومت کی پاکیشیا سے بات ہو چکی ہے۔ دونوں حکومتوں کے درمیان ملٹی ٹارگٹ میزائل کے سلسلے میں باقاعدہ

تحریری معاہدہ ہو رہا ہے اور حکومت پاکیشیا کی طرف سے ہمیں سرکاری طور پر یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس ملٹی ٹارگٹ میزائل لیبارٹری کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گی۔ میں نے اس لئے آپ کو آگاہ کیا ہے کہ آپ ایزی ہو جائیں''۔ چیف سیکرٹری نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ لیکن سر، ہمیں چیک تو بہرحال رکھنا ہو گا''۔ براؤن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ بے شک رکھو۔ لیکن کوئی کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ معاہدہ بھی خطرے میں پڑ سکتا ہے''...... چیف سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو براؤن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر حکومت ایکریمیا کیوں اس معاہدے پر آمادہ ہوئی اور کیوں چیف سیکرٹری نے خود اس سے بات کر کے اسے تفصیل بتائی ہے۔ وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''چیف سیکرٹری آفس میں ایک صاحب ہیں وارن۔ وہ وہاں سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ ان سے میری بات کراؤ''...... براؤن نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور براؤن نے

رسیور رکھ دیا۔ وارن اس کا خاصا گہرا دوست تھا اور براؤن کو معلوم تھا کہ حکومتوں کے درمیان ہونے والے معاہدوں کے سلسلے میں تمام کارروائی وارن ہی سرانجام دیتا ہے اس لئے اسے یقین تھا کہ پاکیشیا کے ساتھ ہونے والے معاہدے کے سلسلے میں وارن کو پوری آگاہی ہوگی۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو براؤن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... براؤن نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''وارن سے بات کریں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو وارن۔ میں براؤن بول رہا ہوں''...... براؤن نے کہا۔

''آپ نے فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات۔ آج پہلی بار آپ کا فون آیا ہے''...... وارن کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

''ابھی تمہارے چیف کا فون آیا تھا۔ پاکیشیا کے ساتھ ایک معاملہ تھا جس سلسلے میں ہمیں خطرہ تھا کہ وہ ہماری ایک اہم لیبارٹری پر حملہ کریں گے۔ چنانچہ ہم نے اس کے مقابلے کے مکمل انتظامات کر لئے تھے لیکن اب چیف سیکرٹری صاحب نے فون کر کے بتایا ہے کہ ایکریمیا اور پاکیشیا کے درمیان باقاعدہ معاہدہ ہو رہا ہے۔ اس لئے اب اس معاملے کو ختم کر دیا جائے۔ تمہیں ہر معاملے کا علم ہوتا ہے۔ تم بتاؤ کیا ہوا ہے۔ کس نے معاہدے پر زور دیا ہے''...... براؤن نے اسے پس منظر بتاتے ہوئے کہا۔

''تو اب آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں''...... وارن نے کہا۔

''صرف اتنا کہ یہ معاہدہ کیوں ہوا ہے۔ کس نے اس کا آغاز کیا ہے''...... براؤن نے کہا۔

''چیف سیکرٹری صاحب پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پسند نہیں کرتے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق یہ سروس جہاں جاتی ہے ہر چیز کو تباہ کر دیتی ہے اور آج تک اس کو ختم نہیں کیا جا سکا۔ چنانچہ اب جب انہیں اطلاع ملی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ایکریمیا کی اہم میزائل لیبارٹری پر ریڈ کرنے والی ہے تو انہوں نے پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سے فون پر رابطہ کیا اور پھر یہ بات طے پا گئی کہ ایکریمیا پانچ سال بعد ملٹی ٹارگٹ میزائل پاکیشیا کو دے گا اور اب پاکیشیا اس میزائل کے سلسلے میں کوئی کارروائی نہ کرے۔ چنانچہ یہ معاہدہ طے پا گیا۔ اب اس کی تکمیل باقی ہے وہ بھی ہو جائے گی''...... وارن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ایکریمیا، پاکیشیا کے سامنے جھک گیا ہے۔ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خوف سے اور ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا''...... براؤن نے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا۔

''اصل بات تو میں نے تمہیں ابھی بتائی نہیں''...... وارن نے ہنستے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہ کیا''...... براؤن نے چونک کر کہا۔

''معاہدے کے مطابق جب میزائل پر لیبارٹری میں کام مکمل ہو

جائے گا تو اس کے بعد فیکٹری میں کام ہو گا اور وہاں سے میزائل تیار ہو کر فوج کے حوالے کئے جائیں گے۔ اس کے پانچ سال بعد یہ میزائل ٹیکنالوجی پاکیشیا کو دی جائے گی۔ اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ بظاہر پانچ سال اصل میں کتنا عرصہ بنتا ہے اور تب تک یہ ٹیکنالوجی پرانی ہو چکی ہو گی اور یقیناً ہمارے سائنسدان میزائل ٹیکنالوجی میں بہت آگے بڑھ چکے ہوں گے''...... وارن نے کہا۔

''تو کیا پاکیشیا کے لوگ اتنے احمق ہیں کہ وہ اصل بات کو سمجھ ہی نہیں سکیں گے''...... براؤن نے کہا۔

''وہ بے حد ہوشیار اور ذہین لوگ ہیں لیکن دوسروں پر اعتماد کرنے والے ہیں۔ پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی انچارج بھی ہیں اور ہمارے چیف سیکرٹری صاحب کے ذاتی دوست ہیں اس لئے وہ ان پر اعتماد کرتے ہیں۔ انہیں یہ بتایا گیا ہے کہ پانچ سال کی مہلت لی گئی ہے اور تم جانتے ہو کہ معاہدہ الفاظ کا گورکھ دھندہ ہوتا ہے۔ اس میں ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں گے جو بظاہر پانچ سال کو ہی ظاہر کریں گے لیکن جب ان الفاظ کے دوسرے معنی سامنے لائے جائیں گے تو یہ پانچ سال بیس سال بن جائیں گے۔ اس طرح چیف نے اس اہم میزائل کے سر پر منڈلاتا ہوا خطرہ دور کر دیا ہے''...... وارن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھ گیا ہوں۔ تم درست کہہ رہے ہو۔ ایسا ہی ہو گا۔ اوکے۔ تھینکس''...... براؤن نے کہا اور کریڈل دبا کر

اس نے ایک بٹن پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ وولف بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے وولف کی آواز سنائی دی۔

''براؤن بول رہا ہوں وولف۔ میں نے اس لئے تمہیں کال کیا ہے کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس اس لیبارٹری پر حملہ نہیں کرے گی۔ حکومت ایکریمیا اور حکومت پاکیشیا کے درمیان باقاعدہ سرکاری معاہدہ طے پا گیا ہے اور چیف سیکرٹری صاحب نے اس بارے میں مجھے فون کر کے بتایا ہے البتہ میں نے ان سے اجازت لے لی ہے کہ ہم چیکنگ بدستور جاری رکھیں گے اس لئے اب تم نے صرف چیکنگ کرنی ہے''...... براؤن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں نے تو مکمل انتظامات کئے تھے۔ اب صرف چیکنگ کرنے کے احکامات دے دیتا ہوں''...... وولف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ ضروری ہے کیونکہ چیف سیکرٹری صاحب اپنے احکامات پر فوری اور مکمل عمل کرانا پسند کرتے ہیں''...... براؤن نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''اب یہ معاملہ تو ختم ہوا۔ اس کی فائل بند کر دینی چاہئے''۔ براؤن نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا تو اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ براؤن نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر رسیور

اٹھا لیا۔

''یس''...... براؤن نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سے علی عمران کی کال ہے جناب۔ وہ آپ سے بات کرنے پر مصر ہیں''......فون سیکرٹری نے کہا۔

''کراؤ بات''...... براؤن نے چونک کر کہا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک خوشگوار سی آواز سنائی دی۔

''براؤن بول رہا ہوں چیف آف بلیک ایجنسی''...... براؤن نے کہا۔

''ابھی تک روشنی نہیں ملی تمہیں جو بلیک ہو۔ کہو تو دس بارہ موم بتیاں بھجوا دوں''......عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ وہ بات کرو۔ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے''...... براؤن نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے بھی اس لئے تمہیں فون کیا ہے براؤن کہ ایکریمیا کے چیف سیکرٹری اور ہمارے سیکرٹری خارجہ نے مل کر ہم دونوں کا مصروف وقت اب فراغت میں بدل دیا ہے۔ اب ہمیں مشن سے روک دیا گیا ہے اس لئے اطمینان رکھو اس کراس لیبارٹری پر اب کوئی حملہ نہیں کیا جائے گا''......عمران نے کہا۔

''مجھے اطلاع مل چکی ہے۔ اور کچھ''...... براؤن نے جان

چھڑانے والے انداز میں کہا۔

''اب میں اپنے چند دوستوں کے ساتھ ناراک اور ہیلی فیکس کی سیاحت کے لئے آنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ اگر تم چاہو تو ہماری دعوت کر سکتے ہو لیکن یہ نہ سمجھنا کہ ہم کسی اور مقصد کے لئے آ رہے ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو تم اب سیکرٹ سروس سمیت اس بہانے یہاں آنا چاہتے ہو''...... براؤن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''سیکرٹ سروس کے پاس تمہاری طرح بہت کام ہوتا ہے۔ وہ محض سیر و تفریح کے قائل نہیں ہیں۔ تمہیں یہ تو معلوم ہے کہ میں براہ راست سیکرٹ سروس سے متعلق نہیں ہوں۔ مجھے تو مشن کے لئے ہائر کیا جاتا ہے اور بس۔ اب جبکہ مشن ختم ہو گیا ہے تو مجھے ہائر کئے جانے کی بھی انہیں کوئی ضرورت نہیں رہی۔ اس لئے میرے ساتھ آنے والے میرے ذاتی دوست اور ذاتی ساتھی ہیں۔ اوکے۔ میں نے تمہیں آگاہ کر دیا ہے تاکہ تم پریشان نہ ہو۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو براؤن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''ان کی باقاعدہ نگرانی کرانا پڑے گی''...... براؤن نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر سامنے پڑی ہوئی فائل پر جھک گیا۔

"آؤ۔ میں تمہارا میک اپ کر دوں نئے کاغذات کے مطابق"۔ ٹائیگر نے روزی راسکل سے مخاطب ہو کر کہا جو اپنے کلب کے ایک کمرے میں بیٹھی کافی پینے میں مصروف تھی۔ ٹائیگر ابھی آیا تھا۔ دونوں نے دو گھنٹے بعد ایک جیٹ طیارے کے ذریعے ایکریمیا روانہ ہونا تھا۔ ٹائیگر نے اپنے اور روزی راسکل دونوں کے لئے نئے کاغذات تیار کرا لئے تھے۔ ان کاغذات کی رو سے دونوں کا تعلق کافرستان سے تھا اور دونوں ایک بزنس کارپوریشن میں ڈائریکٹر تھے۔ ٹائیگر کا نیا نام گوپال تھا جبکہ روزی راسکل کا نیا نام بس روزی ہی تھا کیونکہ روزی کو اپنا نام بے حد پسند تھا۔ اس لئے وہ اسے تبدیل کرنے پر تیار نہ ہوئی تھی البتہ اس نے ٹائیگر سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنے نام کے ساتھ راسکل کا لفظ استعمال نہ کرے گی۔

"تم اپنا میک اپ کر لو۔ میں خود کر لوں گی"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باس نے کہا ہے کہ میں ہی تمہارا میک اپ کروں تو میں ہی کروں گا۔ سنا تم نے۔ آؤ ادھر بیٹھو کرسی پر"...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارا استاد اور تم دونوں کسی وقت میرے ہاتھوں مارے جاؤ گے۔ تمہارا استاد مجھ پر خواہ مخواہ دھونس جماتا رہتا ہے اور میں صرف اس لئے لحاظ کر جاتی ہوں کہ وہ تمہارا استاد ہے"...... روزی راسکل نے تیز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"اور میں"...... ٹائیگر نے اسے منانے کے لئے اپنے دل پر پتھر رکھتے ہوئے کہا۔

"تم احمق ہو اور کیا ہو سکتے ہو"...... روزی راسکل نے فوراً ہی جواب دیا اور پھر ٹائیگر کے چہرے کا رنگ بدلتا دیکھ کر وہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم اس لئے احمق ہو کہ تمہیں خوشامد کرنے کا طریقہ بھی نہیں آتا۔ تم اپنی بات کرو کہ تم میرے چہرے کو اس بہانے ہاتھ لگانا چاہتے ہو۔ خواہ مخواہ استاد کو درمیان میں ڈال رہے ہو"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے شوق نہیں ہے تمہارے چہرے کو ہاتھ لگانے کا۔ چلو تم خود اپنا میک اپ کرو۔ اب تم کہو گی بھی تو میں نہیں کروں گا تمہارا

میک اپ۔ اور جلدی کرو۔ ہماری سیٹیں بک ہیں''...... ٹائیگر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا جیسے اب اس کرسی سے نہ اٹھنے کا اس نے عہد کر لیا ہو۔

''بچوں کی طرح ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے''...... روزی راسکل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اور تمہیں نانی دادی بن کر نصیحتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... ٹائیگر نے جھٹکے دار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے استاد نے خود مجھے نانی دادی بنایا ہے۔ مطلب ہے سربراہ۔ تم پر اس نے اس لئے اعتماد نہیں کیا کیونکہ تم ابھی بچے ہو''...... روزی راسکل نے اس کمرے کا رخ کرتے ہوئے کہا جہاں ٹائیگر میک اپ کا سامان رکھ آیا تھا۔ اس بار ٹائیگر نے کوئی جواب نہ دیا۔ ظاہر ہے عمران نے واقعی روزی راسکل کو ہی سربراہ بنا تھا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد دونوں ٹیکسی میں سوار ایئر پورٹ کی طرف جا رہے تھے۔ روزی راسکل نے میک اپ کیا ہوا تھا اور ٹائیگر کو بھی یہ دیکھ کر حیرت ہوئی تھی کہ اس کی توقع کے خلاف اس نے اچھا میک اپ کر رکھا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ روزی راسکل نے اس کی باقاعدہ تربیت لے رکھی تھی ورنہ عام آدمی اس قدر اچھا میک اپ کسی صورت بھی نہ کر سکتا تھا۔ ٹائیگر ٹیکسی میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ روزی راسکل عقبی سیٹ پر۔ کیونکہ ٹائیگر، روزی راسکل کے ساتھ اس لئے بیٹھنا نہ چاہتا تھا کہ اس کے ذہن کے مطابق

روزی راسکل نے اپنے مخصوص انداز میں بولنے سے باز نہیں آنا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ ٹیکسی ڈرائیور کو ان پر ہنسنے کا موقع مل جائے۔ روزی راسکل خاموش بیٹھی ہوئی تھی لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ خاصی ناراضگی کی کیفیت میں ہے۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایئر پورٹ پہنچ گئی۔ ٹائیگر نے دونوں کے کاغذات چیک کرائے اور باقی ضروری معاملات سے نمٹنے کے بعد انہیں بورڈنگ کارڈ مل گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایئربس میں سوار ہو چکے تھے۔ روزی راسکل کھڑکی والی سیٹ پر بیٹھ گئی جبکہ ٹائیگر بھی یہی چاہ رہا تھا کہ وہ کھڑکی والی سیٹ پر بیٹھے لیکن روزی راسکل اس سے پہلے ہی اس سیٹ پر قبضہ جما چکی تھی۔ ٹائیگر برا سا منہ بنا کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم بچے ہو اور بچے کھڑکی کی سائیڈ والی سیٹ بے حد پسند کرتے ہیں لیکن تم مردوں کے ساتھ پرابلم یہ ہے کہ اگر کوئی عورت سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہو، جیسے تم بیٹھے ہو تو خواہ مخواہ اپنا جسم اس عورت کے جسم سے ٹچ کرتے ہوئے گزریں گے اور میں اسے پسند نہیں کرتی اس لئے مجبوراً بچوں والی سیٹ پر بیٹھ گئی ہوں''...... روزی راسکل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کا بگڑا ہوا موڈ روزی راسکل کی بات سن کر خود بخود خوشگوار ہو گیا تھا کہ روزی مردوں سے ٹچ ہونے سے بھی بچنا چاہتی ہے۔ اسے روزی راسکل

کی یہ بات پسند آئی تھی۔

"لیکن مجھے یہاں بیٹھنا پسند نہیں ہے کہ ہر گزرتی اور بات کرتی ہوئی ایئر ہوسٹس میرے ساتھ ٹچ ہو کر گزرتی ہے"...... ٹائیگر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم اپنی ٹانگ سیٹ سے اندر کر لو۔ خواہ مخواہ پھیل کر بیٹھے ہوئے ہو تاکہ ایئر ہوسٹس کو گزرنے کے لئے مجبوراً تمہیں ٹچ کرنا پڑے"...... روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب تم خود بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ اگر میں سیٹ کے اندر سمٹ کر بیٹھتا ہوں تو پھر تمہارے جسم سے جسم ٹچ ہوتا ہے۔ نہیں بیٹھتا تو ایئر ہوسٹس کے جسم سے ٹچ ہوتا ہوں"...... ٹائیگر نے دانستہ شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم کسی ایسی سیٹ پر جا بیٹھو جس پر دوسرا بھی مرد ہو۔ تم عورتوں کے ساتھ بیٹھنے کے قابل ہی نہیں ہو"...... روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم بھی سمٹ کر بیٹھو۔ ویسے بھی عورتیں سمٹ کر بیٹھتی ہیں اور تم مردوں کی طرح پھیل کر بیٹھی ہو"...... ٹائیگر کو بھی غصہ آ گیا تھا۔

"بس بس خاموش رہو۔ زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی البتہ اس نے اپنے سمٹے ہوئے جسم کو مزید سمیٹنے کی کوشش ضرور کی تھی۔

"ہم نے وہاں جا کر کرنا کیا ہے"...... چند منٹوں بعد روزی راسکل نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"رمبا سمبا رقص کرنا ہے نانسنس۔ اوپن جگہوں پر بات مت کرو۔ ایکریمیا پہنچ کر بات کریں گے"...... ٹائیگر نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"یہاں کون ان کا آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ تم خواہ مخواہ پچی ہو رہے ہو"...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ان معاملات میں سائے بھی مخبر بن جاتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا اور ایک رسالہ کھول کر پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

"کتنے گھنٹوں بعد یہ فلائٹ ناراک پہنچے گی"...... کچھ دیر بعد روزی راسکل نے پوچھا۔

"بیس گھنٹوں کی پرواز ہے۔ راستے میں دو سٹاپ ہیں"۔ ٹائیگر نے رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر کہا تو روزی راسکل نے ہاتھ بڑھا کر رسالہ جھپٹ لیا۔

"عورتوں کی عریاں تصویریں دیکھ رہے ہو"...... روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر خود رسالہ دیکھنے لگی لیکن وہاں عورتوں کی بجائے جدید اور قدیم عمارتوں کی تصویریں موجود تھیں۔ یہ عمارتوں کی طرز تعمیر پر مضمون تھا۔

"یہ۔ یہ عمارتیں۔ یہ تم کیوں اس طرح دیکھ رہے ہو۔ ایک گھنٹہ ہو گیا ہے تمہیں انہیں دیکھتے ہوئے۔ کیا ہے ان میں"۔ روزی

راسکل نے منہ بنا کر رسالہ واپس ٹائیگر کی جھولی میں پھینکتے ہوئے کہا۔

''عمارتیں عورتوں سے زیادہ خوبصورت ہوتی ہیں''...... ٹائیگر نے رسالہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

''تم واقعی بدذوق ہو۔ انتہائی بدذوق۔ نانسنس''...... روزی راسکل نے بری طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں باس کی وجہ سے تمہیں برداشت کر رہا ہوں ورنہ اب تک تم ایک ہزار بار مر چکی ہوتی اور اب اگر مزید تم نے میرے بارے میں کوئی غلط بات کی تو کھڑکی سے نیچے پھینک دوں گا''...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن وہ دونوں اس طرح باتیں کر رہے تھے کہ آگے اور پیچھے والی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے افراد ڈسٹرب نہ ہوں۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ایک ائیر ہوسٹس ان کی سیٹ کے قریب رک گئی۔

''مسٹر اینڈ مسز گوپال۔ کیا آپ سبزی خور ہیں یا گوشت بھی کھا لیتے ہیں۔ میں نے لنچ سرو کرنا ہے''...... ائیر ہوسٹس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم نے مجھے مسز گوپال کیوں کہا ہے۔ میرا نام روزی ہے۔ مس روزی۔ اور سنو ہم جڑی بوٹیاں کھا کر گزارہ کیوں کریں۔ ہم گوشت کھانے والے لوگ ہیں لیکن گوشت حلال ہونا چاہئے''۔ روزی راسکل نے تیز لہجے میں کہا۔

''حلال۔ مگر آپ تو غیر مسلم ہیں۔ پھر''...... ائیر ہوسٹس نے حیران ہو کر کہا۔

''تمہیں جو کہا گیا ہے وہ کرو۔ جب حلال کا کہا گیا ہے تو حلال لے آؤ۔ بس''...... ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوکے''...... ائیر ہوسٹس نے کہا اور آگے بڑھ گئی۔

''ایسی باتیں کر کے لوگوں کو اپنے بارے میں مشکوک مت کرو۔ کاغذات کی رو سے تمہارا نام روزی ہے لیکن تم گوپال کی بیوی ہو۔ اس لئے یہاں مسافروں کی لسٹ میں انہوں نے مسٹر اینڈ مسز گوپال لکھا ہوا ہو گا۔ وہی ائیر ہوسٹس نے کہہ دیا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ تو محض کاغذات کی بات ہے ورنہ مجھے کسی کی مسز اور خاص طور پر تمہاری مسز کہلانا انتہائی توہین آمیز لگتا ہے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میں نے کوئی غلطی کی ہو''...... روزی راسکل نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اسی طرح لڑتے بھڑتے، سوتے جاگتے آخر کار وہ ناراک کے بین الاقوامی ائیر پورٹ پر پہنچ گئے۔

''اب یہاں کسی ہوٹل میں رہنا ہو گا۔ میرا کمرہ علیحدہ بک کرانا۔ کہیں یہاں بھی مسٹر اینڈ مسز کا چکر نہ چلا دینا ورنہ میں ہوٹل کو بھی آگ لگا دوں گی۔ سمجھے''...... روزی راسکل نے ائیر پورٹ کے پبلک لاؤنج میں آتے ہوئے کہا۔

''اس لئے میں نے سٹار کالونی میں ایک کوٹھی حاصل کی ہے۔ اس میں کار بھی موجود ہے ورنہ ہوٹل والے مشکوک ہو جاتے کہ مسٹر اینڈ مسز اکٹھے سیاحت کرنے آئے ہیں لیکن کمرے علیحدہ علیحدہ لے رہے ہیں اور وہ پولیس کو اطلاع کر دیتے اور یہاں کی پولیس سے پیچھا چھڑانا بے حد مشکل ہو جاتا''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کوٹھی میں دو کمرے تو ہوں گے۔ کہیں تمہاری کوٹھی ایک کمرے پر تو مشتمل نہیں''...... روزی راسکل نے مشکوک لہجے میں کہا۔

''کیوں بچوں والی باتیں کر رہی ہو۔ کوٹھیاں ایک کمرے پر مشتمل نہیں ہوا کرتیں۔ ویسے بھی مجھے کوئی شوق نہیں ہے کہ تمہیں اپنے کمرے میں جگہ دوں''...... ٹائیگر نے ٹیکسی سپاٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''اور میں تو برداشت ہی نہیں کر سکتی''...... روزی راسکل نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی انہیں لئے ہوئے سٹار کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کوٹھی اوسط درجے کی تھی لیکن اسے بہت اچھی طرح سجایا گیا تھا۔ ایک جدید ماڈل کی کار بھی موجود تھی۔

''اب پلاننگ بتاؤ کہ کیا کرنا ہے تاکہ جلد از جلد اس معاملے سے نمٹ کر واپس جائیں۔ میرے کلب کا میری عدم موجودگی میں بڑا نقصان بھی ہو سکتا ہے''...... بڑے کمرے میں کرسی پر بیٹھی ہوئی

روزی راسکل نے کہا۔

''تم اپنے ملک کے مفاد کے لئے کام کر رہی ہو۔ اس لئے اپنے ذاتی مفادات کی بات مت کرو''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر جیب سے ایک نقشہ نکال کر اس نے سامنے میز پر بچھا دیا۔ ساتھ والی کرسی پر بیٹھی روزی راسکل نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلا دیا اور نقشے پر جھک گئی۔

''دیکھو۔ یہ ناراک ہے جہاں ہم موجود ہیں اور یہ ہے ہیلی فیکس آئی لینڈ۔ یہ شمالی بحر اقیانوس میں کانڈا اور ایکریمیا کی سرحد پر واقع ہے۔ اس پر قبضہ ایکریمیا کا ہے۔ جزیرے کی آب و ہوا بے حد اچھی ہے اور یہاں سیاحوں کو ہر قسم کی سہولیات دی جاتی ہیں حتیٰ کہ اس جزیرے کو سیکس فری آئی لینڈ قرار دیا گیا ہے۔ یہاں سیاحوں کی ہر سیزن میں بھرمار رہتی ہے اور یہاں صرف جبر و زبردستی کی گرفت ہے۔ باقی ہر قسم کی اخلاقی باختگی کو جائز قرار دے دیا گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم ایسی باتیں مت کرو۔ کام کی بات کرو۔ تم مردوں کے دماغ میں نجانے ہر وقت ایسی باتیں کیوں بھری رہتی ہیں۔ نانسنس''...... روزی راسکل نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

''میں صرف اس جگہ کا پس منظر بتا رہا ہوں جہاں ہم نے کام کرنا ہے ورنہ مجھے شوق نہیں کہ تم جیسی عورت کے سامنے ایسی

باتیں کروں''...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مجھ جیسی عورت سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ بولو۔ کیوں کہا ہے تم نے یہ فقرہ''...... روزی راسکل نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

''تم جیسی عورتیں جو ہر بات کا سرا اپنی بدصورتی کی طرف لے جاتی ہیں یہ سمجھ کر کہ وہ باقی دنیا سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ حالانکہ آئینہ دیکھتی ہیں پھر بھی''...... ٹائیگر نے اور زیادہ کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم باز نہیں آؤ گے۔ ٹھیک ہے میں تمہارے استاد سے بات کرتی ہوں''...... روزی راسکل نے کہا اور میز پر موجود فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''ارے ارے۔ یہ کام نہ کرو پلیز۔ دیکھو میں تمہاری منت کرتا ہوں پلیز۔ میرا وعدہ کہ آئندہ تمہاری ایسی باتوں کا جواب نہ دوں گا''...... ٹائیگر نے یکلخت انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ باس ایسی شکایت پر اسے عبرتناک سزا بھی دے سکتا ہے۔

''میں فون نہیں کرتی لیکن میری ایک بات سن لو کہ آئندہ تم اس طرح بھیڑ بن گئے تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولی مار دوں گی۔ جس طرح تمہارا نام ٹائیگر ہے ویسے ٹائیگر ہی رہو۔ مجھے ان مردوں سے شدید نفرت ہے جو عورتوں کے سامنے بھیڑ بن جاتے ہیں۔ مرد

بن کر رہو تو ٹھیک ورنہ قبر میں اتر جاؤ۔ مجھے قطعاً افسوس نہیں ہو گا''...... روزی راسکل نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''تم اب کام کی بات کرتی یا سنتی ہو یا تمہاری گردن توڑ کر تمہارا خاتمہ کر دوں''...... ٹائیگر کو واقعی اس کی بات پر غصہ آ گیا تھا کیونکہ وہ اس انداز میں بات کر رہی تھی، جیسے ٹائیگر اس سے ڈرتا ہو۔ حالانکہ وہ اپنے استاد عمران سے ڈرتا تھا جبکہ روزی راسکل اسے اپنے پر لے جا رہی تھی۔

''ہاں ایسے۔ اب ٹھیک ہے۔ اب تم نے مردوں والے انداز میں بات کی ہے۔ ہاں بتاؤ۔ نقشے میں کیا ہے''...... روزی راسکل نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''یہ ہے تفصیلی نقشہ ہیلی فیکس آئی لینڈ کا''...... ٹائیگر نے ایک اور نقشہ جیب سے نکالتے ہوئے کہا اور پھر یہ نقشہ بھی کھول کر میز پر رکھ دیا تو روزی اس پر جھک گئی۔

''اس جزیرے کے تین چوتھائی حصے پر کالونیاں، بازار اور شہری آبادی ہے۔ جبکہ ایک چوتھائی حصہ شہر سے کٹا ہوا ہے۔ یہ دیکھو۔ یہ ہے وہ حصہ۔ اس کا عقبی حصہ سمندر سے ملتا ہے۔ اس حصے کے گرد اونچی فصیل نما دیواریں ہیں اور چاروں کونوں پر چیک پوسٹیں چٹانوں پر بنی ہوئی ہیں جہاں ہر قسم کا اسلحہ اور افراد چوبیس گھنٹے موجود رہتے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس لیبارٹری کے

گرد چار دیواری میں کوئی راستہ یا دروازہ نہیں ہے۔ یہاں آنے جانے کے لئے ہیلی کاپٹر استعمال ہوتا ہے۔ اس لیبارٹری میں آنے جانے والے ہیلی کاپٹرز مخصوص ہیں جو اس جزیرے میں ایک ائیر چیک پوسٹ پر موجود رہتے ہیں۔ جن لوگوں نے لیبارٹری جانا ہوتا ہے وہ اس ائیر فورس کے سپاٹ پر پہنچتے ہیں۔ ان کی وہاں تفصیلی چیکنگ کی جاتی ہے۔ پھر انہیں مخصوص ہیلی کاپٹر پر سوار کرا کر اندر لے جایا جاتا ہے اور اس طرح لوگوں کو باہر لایا جاتا ہے''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ایسی صورت میں ہم اندر کیسے داخل ہوں گے''۔ روزی راسکل نے کہا۔

''یہی تو اصل مسئلہ ہے۔ اس لئے تو تمہیں سربراہ بنایا گیا ہے تاکہ تم اس کا کوئی حل نکالو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم مجھ پر طنز کر رہے ہو۔ تمہیں اس بات پر غصہ ہے کہ تمہیں سربراہ کیوں نہیں بنایا گیا۔ بولو۔ اب میں تمہیں بن کے دکھاؤں سربراہ''...... روزی راسکل نے ایک بار پھر غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے کیا اعتراض ہے۔ میں اگر سربراہ ہوتا تو میں ایک لمحے میں حل نکال لیتا''...... ٹائیگر نے اور زیادہ لطف لیتے ہوئے کہا۔

''یہاں میزائل تو ملتے ہوں گے''...... چند لمحے خاموش رہنے

کے بعد روزی راسکل نے کہا۔

''ہاں۔ میزائل گنیں میزائلوں سمیت ملتی ہوں گی۔ کیوں''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ہم میزائل فائر کر کے چیک پوسٹیں ہی اڑا دیں گے اور دیواریں بھی۔ پھر ہمیں اندر داخل ہونے سے کون روک سکے گا''۔ روزی راسکل نے کہا۔

''پہلی بات تو یہ سن لو کہ کوئی سڑک لیبارٹری تک نہیں جاتی۔ جو سڑک ہے وہ ائیر فورس سپاٹ تک ہے۔ اس کے بعد گہری کھائیاں ہیں۔ شاید یہ دانستہ بنائی گئی ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم تو اس طرح تفصیل بتا رہے ہو جیسے تمہاری ساری عمر یہیں گزری ہو''...... روزی راسکل نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''یہ معلومات میں نے یہاں کی انڈر ورلڈ کے ایک آدمی سے فون پر حاصل کی تھیں لیکن اب ہم یہاں آ گئے ہیں تو ہمیں خود چیکنگ کرنی ہو گی۔ اس کے بعد ہی کوئی پلاننگ بنائی جا سکتی ہے''۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر تم سربراہ ہوتے تو کیا کرتے''...... روزی راسکل نے کہا۔

''بڑا آسان سا حل ہے۔ ایک ہیلی کاپٹر ہائی جیک کر کے اندر پہنچ کر اپنا کام کرتے اور اسی ہیلی کاپٹر میں واپس چلے جاتے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

"مگر کیسے۔ ہیلی کاپٹر ہائی جیک ہوتے ہی پوری فوج حرکت میں آ جاتی"...... روزی راسکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ائیر فورس کے چیدہ افراد کو اغوا کر کے ان کے میک اپ میں جاتے اور واپس آنے پر کسی کو شک نہ پڑتا لیکن ہمیں پہلے خود یہ سارا علاقہ دیکھنا ہے۔ ہم ٹورسٹ ہیں اس لئے ہمیں کوئی روک نہ سکے گا۔ پھر ہم میاں بیوی ہیں اور لوگ میاں بیوی پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔ آؤ چلیں"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کتنے خوش ہو رہے ہو میاں بیوی کے الفاظ منہ سے نکالتے ہوئے۔ کئی بار منہ سے یہ الفاظ نکال چکے ہو۔ منہ دھو رکھو"۔ روزی راسکل نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں مشن کے لئے بات کر رہا ہوں ورنہ مجھے شوق نہیں ہے تم جیسی کو بیوی بنانے کا"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

وولف اپنے سیکشن آفس میں بیٹھا شراب پینے اور ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

وولف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ وولف بول رہا ہوں"...... وولف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف براؤن سے بات کریں"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہیلو چیف۔ میں وولف بول رہا ہوں"...... وولف نے کہا۔

"وولف۔ پاکیشیا سے رپورٹ آئی ہے کہ عمران اپنے اصل چہرے میں اپنے پانچ ساتھیوں سمیت جن میں تین مرد اور دو عورتیں شامل ہیں پاکیشیا سے ناراک روانہ ہو چکا ہے۔ فلائٹ نمبر نوٹ کر لو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر فلائٹ نمبر بتا دیا گیا۔

''لیکن چیف۔ آپ نے تو کہا تھا کہ حکومتوں کے درمیان معاہدہ ہو چکا ہے اور اب مشن ختم ہو چکا ہے۔ پھر یہ لوگ کیوں آ رہے ہیں''...... وولف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران کا فون آیا تھا جس میں اس نے معاہدے کو تسلیم کیا تھا البتہ اس نے کہا تھا کہ وہ سیر و تفریح کرنے اپنے ساتھیوں سمیت ایکریمیا کا راؤنڈ لگائے گا''...... براؤن نے کہا۔

''یہ صریحاً ڈاجنگ ہے کہ سیکرٹ سروس یہاں سیر و تفریح کرنے آئے''...... وولف نے کہا۔

''میں نے اسے یہ بات کہی تھی تو اس نے کہا تھا کہ اس کو چیف آف سیکرٹ سروس ہائر کرتا ہے ورنہ اس کا براہ راست کوئی تعلق سیکرٹ سروس سے نہیں ہے اور حقیقتاً ہے بھی ایسا۔ بہرحال اس نے کہا ہے کہ اس کے ساتھ اس کے دوست اور ساتھی ہیں۔ سیکرٹ سروس سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے''...... براؤن نے کہا۔

''لیکن چیف۔ یہ سب ڈرامہ بھی تو ہو سکتا ہے''...... وولف نے کہا۔

''ہاں۔ ہو سکتا ہے اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ محبت اور جنگ میں سب جائز ہے۔ اس لئے تو میں نے تمہیں چیکنگ کا کہا تھا اور اب فون کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ تم نے ان کی آمد سے لے کر ان کی پاکیشیا واپسی تک مکمل اور بھرپور نگرانی کرنی ہے۔ اس انداز میں کہ انہیں محسوس نہ ہو ورنہ یہ عمران براہ راست چیف

سیکرٹری کو فون پر ہماری شکایت کر دے گا اور میں نے دیکھا ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب اس عمران کے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں اور اب بھی معاہدہ اسی لئے کیا گیا ہے کہ عمران لیبارٹری کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ ویسے عمران کا اپنے اصل چہرے میں آنے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ وہ واقعی سیر و تفریح کے لئے آ رہا ہے۔ لیکن پھر بھی نگرانی اور چیکنگ بے حد ضروری ہے''...... براؤن نے کہا۔

''یس چیف۔ میرے آدمی عمران اور اس کے ساتھیوں کی مشینی نگرانی کرتے رہیں گے۔ اس انداز میں کہ اسے محسوس نہ ہو سکے گا۔ لیکن اگر اس نے کوئی غلط حرکت کی تو پھر اس کی زندگی کی ضمانت نہیں دی جا سکے گی''...... وولف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور وولف نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ڈیوڈ بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ڈیوڈ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے عمران کو تم نے دیکھا ہوا ہے اس کے اصل چہرے میں''...... وولف نے کہا۔

''یس باس۔ کئی بار''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''وہ اپنے اصل چہرے میں اپنے ساتھیوں سمیت ناراک آ رہا

ہے۔ جس فلائٹ سے وہ آ رہے ہیں اس فلائٹ کا نمبر نوٹ کر لو''...... وولف نے کہا اور پھر نمبر اور دیگر تفصیل بتا دی۔

''یس باس۔ نوٹ کر لیا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اس فلائٹ کی آمد پر اسے چیک کرو اور عمران اور اس کے پانچ ساتھیوں کی ٹرانس ماٹکس سے دور سے مکمل نگرانی کرو۔ اگر کوئی مشکوک بات ہو تو فوراً مجھے رپورٹ کرو''...... وولف نے کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو وولف نے رسیور رکھ دیا۔ ظاہر ہے اب ان کے پاس نگرانی کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ ویسے لیبارٹری کے لئے جہاں سے ہیلی کاپٹرز روانہ ہوتے تھے وہاں وولف نے اپنے چار خصوصی آدمی تعینات کر دیئے تھے۔ اس کے علاوہ ہر فلائٹ پر اس کا ایک آدمی ساتھ جاتا اور واپس آتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس ہیلی کاپٹر سروس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ اس لئے اس نے تمام توجہ اس پر ہی صرف کر رکھی تھی۔ ابھی اسے کام کرتے ہوئے کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ یہ ڈائریکٹ فون تھا اس لئے وولف اسے خود ہی اٹنڈ کرتا تھا۔

''یس۔ وولف بول رہا ہوں''...... وولف نے کہا۔

''باس۔ ایک مرد اور ایک عورت جو ایشیائی ہیں ایک مقامی طور پر رجسٹرڈ کار میں سوار گزشتہ ایک گھنٹے سے لیبارٹری کے سامنے

والے اور عقبی طرف والے راستوں پر چکراتے پھر رہے ہیں۔ ان کا انداز دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے یہ چیکنگ کرتے پھر رہے ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی تھی تم نے''...... وولف نے پوچھا۔

''یس باس۔ وہ ایشیائی زبان میں باتیں کر رہے ہیں اور اس طرح آپس میں لڑ رہے ہیں جیسے دو دشمنوں کو اکٹھا بٹھا دیا گیا ہو۔ زبان ہمیں سمجھ میں نہیں آ سکی اس لئے ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور ان کا انداز لڑائی والا کیوں ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ان دونوں کی کار میں گاز ولیس ریز فائر کر کے بے ہوش کرا دو اور پھر انہیں سیکشن پوائنٹ پر لے آؤ۔ میں وکٹر کو کہہ دیتا ہوں۔ وہ ان دونوں کو بلیک روم میں باندھ دے گا۔ میں خود ان سے پوچھ گچھ کروں گا جبکہ اس دوران تم نے معلوم کرنا ہے کہ یہ کار جس پر مقامی رجسٹریشن نمبر ہے کس کی ہے اور ان دونوں کے پاس کیسے آئی ہے''...... وولف نے کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''جب گاز ولیس ریز فائر کر دو تو مجھے اطلاع دے دینا اور سنو۔ تمام کام ہوشیاری سے ہونا چاہئے''...... وولف نے کہا۔

’’یس باس‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا تو وولف نے رسیور رکھ دیا۔

’’یہ کون ہو سکتے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی تو ابھی فلائٹ میں سوار ہیں۔ انہیں تو ابھی دس بارہ گھنٹے فضا میں گزارنے ہوں گے اور عجیب بات یہ کہ یہ دونوں لڑ بھی رہے ہیں اور گھوم بھی اکٹھے رہے ہیں‘‘...... وولف نے رسیور رکھ کر اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وولف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’یس۔ وولف بول رہا ہوں‘‘...... وولف نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

’’فرینکسن بول رہا ہوں باس۔ آپ کی ہدایت کے مطابق اس جوڑے کی کار پر گازویس ریز فائر کی تو کار رک گئی۔ اندر موجود افراد بے ہوش ہو چکے تھے۔ میں نے انہیں کار سے نکال کر سیکشن پوائنٹ پر وکٹر کے حوالے کر دیا ہے اور اسے بتا دیا ہے کہ انہیں گازولیس ریز سے بے ہوش کیا گیا ہے‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’کار کے بارے میں معلومات حاصل کرو‘‘...... وولف نے کہا۔

’’وہ ہم نے حاصل کر لی ہیں۔ کافرستان سے فون پر یہاں کی ایک پارٹی روسٹران ڈیلرز سے سٹار کالونی میں ایک کوٹھی بک کرائی گئی ہے۔ یہ کار اس کوٹھی میں موجود رہتی ہے‘‘...... فرینکسن نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’یہ بات طے ہے کہ بکنگ کافرستان سے کرائی گئی ہے یا صرف فون پر کہہ دیا گیا تھا کہ بولنے والا کافرستان سے بول رہا ہے‘‘...... وولف نے کہا۔

’’اس بارے میں بات نہیں ہوئی۔ اس سے دوبارہ بات کر لیتے ہیں‘‘...... فرینکسن نے کہا۔

’’ٹھیک ہے معلومات کرو۔ ہو سکتا ہے کہ ان دونوں کا تعلق پاکیشیا سے ہو۔ تب تو یہ مشکوک ہو سکتے ہیں۔ کافرستان کے ساتھ تو ایکریمیا کا کوئی پرابلم نہیں ہے‘‘...... وولف نے کہا۔

’’اوکے باس‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو وولف نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

’’یس باس۔ کالوج بول رہا ہوں‘‘...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’فرینکسن نے دو بے ہوش افراد بھجوائے ہیں۔ وہ پہنچ گئے ہیں‘‘...... وولف نے کہا۔

’’یس باس۔ ابھی فرینکسن کے آدمی انہیں پہنچا گئے ہیں۔ وکٹر انہیں بلیک روم میں لے گیا ہے‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’وکٹر کو کہو مجھ سے بات کرے‘‘...... وولف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بجی تو وولف نے رسیور اٹھا لیا۔

''وکٹر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''وہ دو افراد جو تمہارے حوالے کئے گئے ہیں کس حال میں ہیں''...... وولف نے سخت لہجے میں کہا۔

''وہ ویسے ہی بے ہوش ہیں۔ میں آپ سے پوچھنے ہی والا تھا کہ مزید ان کا کیا کرنا ہے''...... وکٹر نے کہا۔

''ان کی تلاشی لے لی ہے''...... وولف نے پوچھا۔

''یس باس۔ دونوں کی جیبوں سے کاغذات نکلے ہیں''...... وکٹر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ انہیں ہوش میں لے آؤ اینٹی گازولیس ریز فائر کر کے۔ میں آ رہا ہوں۔ پھر ان سے بات چیت کر کے ان کے بارے میں حتمی فیصلہ میں خود کروں گا''...... وولف نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''لگتے تو یہ عام افراد ہیں''...... وولف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور عقبی دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور وولف نے تیزی سے مڑ کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... وولف نے کہا۔

''فرینکسن بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''کوئی خاص بات''...... وولف نے چونک کر پوچھا۔

''باس۔ میں نے فارن فون ایکس چینج ریکارڈ روم سے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ کوٹھی اور کار بک کرانے کا فون کافرستان دارالحکومت سے کیا گیا ہے۔ کافرستانی دارالحکومت کے ایک کلب کا نمبر ہے''...... فرینکسن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... وولف نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہیلی فیکس آئی لینڈ کے مختلف کلبوں اور پارکوں میں گھومتا پھر رہا تھا۔ ہیلی فیکس میں کئی گیم کلب تھے جہاں بھاری ٹوکن خرید کر گیمز کھیلی جاتی تھیں اور کامیابی پر بھاری رقومات ملتی تھیں لیکن ناکامی کی صورت میں دی ہوئی رقم ختم ہو جاتی تھی۔ عمران نے ناراک پہنچ کر دو ہی دنوں میں ان گیمز سے اتنی رقومات حاصل کر لی تھیں کہ اب انہیں یہاں کے اخراجات کے لئے حکومت سے کچھ لینے کی ضرورت نہ رہی تھی۔ اس وقت وہ سب ہوٹل کے ایک بڑے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔

''عمران صاحب۔ ہماری باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے''...... صفدر نے کہا تو سوائے عمران کے باقی سب بے اختیار چونک پڑے۔

''نگرانی۔ لیکن ہم نے چیک کیا ہے۔ ہمیں تو کوئی نگرانی محسوس نہیں ہوئی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کا کیا خیال ہے''...... صفدر نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ تم نے سنٹرل پارک میں اچانک گھومتے ہوئے اپنی سیاہ گاگل پر ٹرانس ماٹکس کے مخصوص کلر اور چمک کو محسوس کیا ہے۔ یہ نگرانی ائیرپورٹ سے ہی جاری ہے۔ ہمارے بارے میں اطلاع پہلے ہی یہاں پہنچ چکی تھی اور یہ ان کے لئے انتہائی حیرت کا موجب ہے کہ ہم کسی مشن پر کام کرنے کی بجائے صرف یہاں سیر و تفریح کرتے پھر رہے ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ ٹرانس ماٹکس کیا ہوتی ہے''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کافی دور سے سیٹلائٹ کے ذریعے نگرانی کرنے کا جدید نظام ہے۔ میں نے ایک رسالے میں اس بارے میں پڑھا تھا۔ اس کی چیکنگ کی ایک نشانی بتائی گئی تھی کہ جس کی نگرانی کی جا رہی ہو۔ وہ اچانک گھوم جائے تو اس کی آنکھوں یا عینک پر قرمزی رنگ کی شعاع پڑتی ہے جو کچھ دیر تک پڑتی رہتی ہے۔ آج سنٹرل پارک میں نجانے کسے دیکھنے کے لئے میں اچانک گھوما تو میری عینک پر قرمزی رنگ کا شیڈ پڑا جس پر میں سمجھ گیا کہ ٹرانس ماٹکس کے ذریعے ہماری نگرانی کی جا رہی ہے''...... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا ہماری بات چیت بھی کیچ کی جا رہی ہے''...... جولیا نے

پوچھا۔

''نہیں۔ اس میں بات چیت چیک نہیں ہو سکتی۔ صرف اس آدمی کی حرکت مارک کی جاتی ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بہت سیر و تفریح ہو چکی ہے۔ اب ہمیں واپس جانا چاہئے''۔ جولیا نے کہا۔

''ارے نہیں۔ قسمت سے تو ایسا موقع ملتا ہے۔ چلے جائیں گے واپس۔ وہاں کون سے ہمارے بچے رو رہے ہیں''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ آپ یہ تو بتا دیں کہ اصل مشن کون مکمل کر رہا ہے۔ ٹائیگر، جوزف یا جوانا''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب چونک پڑے۔

''کون سا اصل مشن۔ تمہارے سامنے ساری بات ہوئی ہے۔ پھر تم بار بار کیوں یہ بات کر رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے کہ آپ کیوں یہاں سیر و تفریح کرتے پھر رہے ہیں۔ اس لئے کہ ٹائیگر جو ٹیکنالوجی لے جائے گا اس کا الزام آپ پر یا پاکیشیا پر نہیں آئے گا کیونکہ آپ تو ان کے سامنے یہاں تفریح کرتے پھر رہے ہیں لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ چیف اتنا بڑا اور اہم مشن ٹائیگر، جوزف اور جوانا پر کیسے چھوڑ سکتا ہے۔ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اصل بات بتا دیں''...... کیپٹن

شکیل نے کہا۔

''یہ کیسے ممکن ہے کیپٹن شکیل کہ ٹائیگر، جوزف اور جوانا لیبارٹری پر حملہ کر کے وہاں سے میزائل ٹیکنالوجی لے آئیں اور کسی کو علم نہ ہو سکے کہ کون ایسا کر گیا ہے۔ ٹائیگر، جوزف یا جوانا تینوں کسی سے چھپے ہوئے تو نہیں ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ وہ روسیاہی یا کارمن میک اپ میں ہوں''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نہیں۔ لیبارٹری پر حملے کا مطلب یہی لیا جائے گا کہ ہم نے معاہدے کے باوجود دانستہ اس کی خلاف ورزی کی ہے اور بین الاقوامی قوانین کے تحت ایسے ملک کو بہت نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں۔ ان سے کئے گئے تمام معاہدے نہ صرف منسوخ ہو جاتے ہیں بلکہ پھر کوئی ملک اس ملک سے آئندہ کوئی معاہدہ نہیں کرتا اور یہ ملک پوری دنیا میں تنہا رہ جاتا ہے جس سے اس کی سلامتی بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے اس لئے ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے کہ لیبارٹری پر حملہ کیا جائے''۔ عمران نے کہا۔

''تو پھر ٹائیگر کیا کرے گا''...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''تمہارا چیف تم سے زیادہ ہوشیار ہے۔ اسے معلوم ہے کہ ٹائیگر میرا شاگرد ہے اور ٹائیگر کے سامنے آتے ہی میرا نام خودبخود سامنے آ جائے گا اور یہی صورت جوزف اور جوانا کے ساتھ ہے

اس لئے اس نے ان تینوں سے ہٹ کر کام کیا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''اور کون ہو سکتا ہے۔ کیا سیکرٹ سروس کے خفیہ ایجنٹ بھی ہیں''...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اگر ایسا ہوتا تو لامحالہ ڈپٹی چیف کو تو اس کا علم ہوتا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سب کے چہرے سوالیہ نشان بن گئے۔

''عمران صاحب پلیز''...... صفدر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں تو تب بھی پلیز ہوں کہ تمہارے چیف نے مجھے ہٹا کر مجھے چھوٹے سے چیک سے بھی محروم کر دیا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ کی مرضی عمران صاحب''...... صفدر نے بچوں کی طرح روٹھتے ہوئے کہا تو عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''تو دل تھام کر سنو۔ پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی''...... عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''اب بتا بھی دو۔ کیوں پہلیاں بوجھا رہے ہو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مس روزی راسکل''...... عمران نے ایسے انداز میں کہا جیسے دھماکہ کر رہا ہو اور واقعی روزی راسکل کا نام پوری ٹیم کے لئے

دھماکہ ہی ثابت ہوا تھا۔ ان سب کے چہرے حیرت سے بگڑ گئے تھے۔

''روزی راسکل۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ تو ایک فضول عورت ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اور یہ بھی سن لو کہ دو رکنی ٹیم بنائی گئی ہے۔ دوسرا رکن ٹائیگر ہے اور روزی راسکل کو ٹائیگر کی چیف بنایا گیا ہے''...... عمران نے ایک اور دھماکہ کرتے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ سب غلط ہے۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ ٹائیگر اور روزی راسکل کے ماتحت کے طور پر کام کرے۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے''۔ جولیا نے حتمی انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''رسیور اٹھا کر چیف کے نمبر پریس کرو اور پوچھ لو''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ وہ کریں گے کیا۔ لیبارٹری پر حملہ کریں گے اور وہاں سے ٹیکنالوجی یا فارمولا اڑائیں گے۔ کیا کریں گے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''جو مشن انہیں دیا گیا ہے وہ مکمل کریں گے''...... عمران نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا مشن''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہی مشن کہ آپس میں مت لڑو۔ ملک کے مفاد کے لئے کام کرو''۔ عمران بھلا کہاں آسانی سے ان کی باتوں میں آنے والا تھا۔

"عمران صاحب پلیز"...... صفدر نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"اصل لیبارٹری سے ملحقہ ایک عمارت ہے جس کو سپیشل سٹور کہا جاتا ہے۔ اس کی حفاظت باہر سے ملٹری کمانڈوز کرتے ہیں اور اندر سے یہ لیبارٹری سے ہی ملا ہوا ہے۔ ملٹی ٹارگٹ میزائل کے ڈایا گرام اس سپیشل سٹور میں موجود ہیں۔ اب لیبارٹری میں صرف اس میزائل کی رینج بڑھانے پر کام ہو رہا ہے۔ یہ ڈایا گرامز روزی راسکل نے حاصل کرنے ہیں تاکہ حکومت ایکریمیا کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ پاکیشیا نے ملٹی ٹارگٹ میزائل کا فارمولا یا ڈایا گرامز ایکریمیا سے اڑائے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ڈایا گرامز اڑائے جائیں گے تو لامحالہ شک پاکیشیا پر ہی پڑے گا"...... جولیا نے کہا۔

"اسی لئے تو ہم یہاں سیر و تفریح کرتے پھر رہے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ڈایا گرامز سٹور میں ہی رہیں۔ ان کی کاپی حاصل کی جائے گی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔

"کاپی کیسے۔ کیا کسی مشین کے ذریعے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ ایک کیمرہ نما مشین روزی راسکل کو دی گئی ہے۔ وہ اس کے ذریعے ڈایا گرامز کی کاپی کرے گی اور لے آئے گی۔ پھر اس پر پاکیشیا میں کام شروع کیا جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ پاکیشیائی سائنسدانوں نے بھی ملٹی ٹارگٹ میزائل پر کام شروع کر دیا

ہے۔ جب ایکریمیا اسے سامنے لائے گا تو پاکیشیا بھی بظاہر محدود رینج تک اس کا تجربہ کرے گا۔ اس کے بعد اگر ایکریمیا معاہدے پر قائم رہا تو لانگ رینج میزائل اس سے حاصل کئے جائیں گے ورنہ ہم اپنے میزائل کو لانگ رینج میں تبدیل کر لیں گے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پلاننگ تو شاندار ہے لیکن کیا روزی راسکل یہ کام کر سکے گی"...... صفدر نے کہا۔

"چیف نے اس پر اعتماد کیا ہے تو وہ یقیناً کر لے گی"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹائیگر کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی اچانک روشنی میں تبدیل ہوتی چلی گئی اور پھر جیسے ہی اسے ہوش آیا تو اس کے کانوں میں روزی راسکل کے کراہنے کی آواز پڑی اور یہ آواز سنتے ہی وہ پوری طرح ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس کے ذہن پر بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات فلمی مناظر کی طرح گھوم گئے۔ جب وہ روزی راسکل کے ساتھ کار میں سوار لیبارٹری اور سپیشل سٹور کی عمارتوں کے گرد موجود اونچی چار دیواری کو چیک کرتے پھر رہے تھے کہ اچانک قریب سے گزرنے والی ایک کار میں سے قرمزی رنگ کی روشنی نکل کر اس کی کار پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن یکلخت تاریک پڑتا چلا گیا تھا۔ اب آنکھیں کھلتے ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے جسم کو رسی

کی مدد سے کرسی سے باندھ دیا گیا ہے۔ اس نے گردن موڑی تو ساتھ ہی کرسی پر روزی راسکل بھی اسی حالت میں موجود تھی۔ وہ بھی بڑی حیرت بھری نظروں سے ماحول کا جائزہ لے رہی تھی۔ کمرے میں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

''ہم پر شک کیا جا رہا ہے۔ ہم نے عام آدمیوں جیسا ردعمل ظاہر کرنا ہے ورنہ چیف کی ساری پلاننگ فیل ہو جائے گی''۔ ٹائیگر نے جلدی جلدی اسے آئندہ کا لائحہ عمل سمجھاتے ہوئے کہا۔

''میں ان کا حشر نشر کر دوں گی۔ انہوں نے جرأت کیسے کی مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی''...... جواب میں روزی راسکل نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو ٹائیگر کا چہرہ غصے سے بگڑ گیا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کا بس نہیں چل رہا ورنہ وہ روزی راسکل کو اپنے ہاتھوں گولی مار دیتا۔ پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کچھ کہتا، اس بڑے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی جس کے دونوں ہاتھوں میں پانی کی بوتلیں تھیں اندر داخل ہوا۔

''تمہیں ہوش آ گیا۔ میں تمہارے لئے پانی لینے گیا تھا۔ اتفاق سے الماری میں پانی کی بوتلیں نہ رکھی گئی تھیں''...... آنے والے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر ایک بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور اسے روزی راسکل کے منہ سے لگا دیا۔ روزی راسکل نے کسی پیاسے اونٹ کی طرح پانی پینا شروع کر دیا۔ ٹائیگر کو خود بھی شدید پیاس محسوس ہو رہی تھی۔

"تمہیں ریز سے بے ہوش کیا گیا تھا اس لئے تمہارے جسم میں پانی کی شدید کمی ہو گئی تھی"...... اس آدمی نے بوتل خالی ہونے پر ہٹاتے ہوئے کہا اور پھر دوسری بوتل کھول کر اس نے ٹائیگر کے منہ سے لگا دی۔

"تم کون ہو۔ ہم کہاں ہیں اور کس نے ہم پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت کی ہے"...... روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا تو ٹائیگر کو پانی پلانے والا آدمی اس طرح ہنس پڑا۔ جیسے بڑے بچوں کی باتوں پر ہنس پڑتے ہیں۔

"میرا نام وکٹر ہے اور میں اس ٹارچنگ روم کا انچارج ہوں۔ اسے بلیک روم کہا جاتا ہے۔ تم اس وقت ایکریمیا کی سب سے طاقتور اور بااثر بلیک ایجنسی کے سیکشن سپاٹ میں ہو۔ تم لیبارٹری کے گرد مشکوک انداز میں چکر کاٹ رہے تھے اور ساتھ ساتھ آپس میں لڑ رہے تھے۔ گو کافرستانی زبان بولنے کی وجہ سے تمہاری باتیں کسی کی سمجھ میں نہ آ سکیں لیکن تمہیں مشکوک سمجھ کر تمہیں بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا ہے۔ اب سیکشن چیف وولف خود یہاں آ رہے ہیں۔ وہ تمہارے بارے میں فیصلہ کریں گے کہ تمہیں گولی مار دی جائے یا آزاد کر دیا جائے"...... وکٹر نے بوتل اٹھاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد لیکن ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ اپنے انداز سے ہی کوئی فائٹر دکھائی دے رہا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے وکٹر"...... آنے والے نے کہا۔

"چیف۔ انہیں پانی پلا رہا تھا ورنہ یہ ہلاک ہو جاتے"...... وکٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہیں باندھا بھی ہوا ہے یا نہیں"...... آنے والا جو یقیناً سیکشن چیف وولف تھا، نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ رسی سے باندھا گیا ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو راڈز میں جکڑ دوں"...... وکٹر نے کہا۔

"پہلے بات کر لیں پھر فیصلہ کریں گے۔ ہاں تو کون ہو تم لوگ۔ کیا نام ہیں تمہارے"...... وولف نے سامنے بیٹھے ہوئے ٹائیگر اور روزی راسکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں تمہاری ماں ہوں اور یہ تمہارا باپ۔ سنا تم نے۔ اب بولو۔ تم جیسے لعنتی کو کیا کہوں۔ جس نے اپنے ماں باپ کو اس طرح باندھ رکھا ہے"...... روزی راسکل نے چیختے ہوئے کہا تو وولف اور اس کے عقب میں کھڑے وکٹر دونوں کے چہرے بگڑتے چلے گئے۔

"وکٹر۔ اس عورت کے منہ پر ٹیپ لگا دو۔ یہ واقعی پاگل پن کی حد تک احمق ہے"...... وولف نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم مجھے پاگل کہہ رہے ہو۔ مجھے۔ روزی کو۔ تمہاری یہ جرأت۔ تم نہیں جانتے، میں کون ہوں۔ میں انٹرنیشنل ٹول بزنس کارپوریشن کافرستان کی بزنس ڈائریکٹر ہوں۔ سمجھے"...... روزی راسکل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا لیکن ٹائیگر اس کے اس انداز

کے ساتھ ساتھ اس کی دانش مندی پر حیران ہو گیا کہ اس قدر غصے میں بولتے ہوئے بھی روزی نے نہ ہی لفظ راسکل کہا اور پھر کافرستان اور بزنس کا پورا نام لے دیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، وکٹر الماری سے ٹیپ نکال لایا اور اس نے لا کر بندھی ہوئی روزی راسکل کے منہ پر ٹیپ لگا دیا اور روزی راسکل سر مارتی رہ گئی لیکن اس کی آواز ٹیپ کی وجہ سے باہر نہ آ رہی تھی۔

''ہاں۔ اب تم بتاؤ۔ تم کون ہو اور یہ عورت کون ہے''۔ وولف نے اس بار خاموش بیٹھے ٹائیگر سے کہا۔

''میرا نام گوپال ہے اور یہ میری بیوی روزی ہے۔ ہم دونوں کا تعلق کافرستان سے ہے۔ ہم وہاں انٹرنیشنل ٹول بزنس کارپوریشن کے ڈائریکٹرز ہیں۔ ہم دونوں سیاحت کی غرض سے ہیلی فیکس آئے تھے۔ لیکن تم کون ہو۔ تم نے ہمیں بے ہوش کیوں کیا اور اب اس طرح باندھ کیوں رکھا ہے۔ کیا ایکریمیا میں اب ٹورسٹس سے ایسا سلوک ہونے لگ گیا ہے''...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

''تم لیبارٹری کے گرد چکر کیوں لگا رہے تھے''...... وولف نے کہا۔

''لیبارٹری۔ کیسی لیبارٹری۔ وہاں اونچی فصیل نما دیواریں تھی اور مورچے تھے۔ مجھے ایک آدمی نے بتایا تھا کہ ان دیواروں میں کوئی دروازہ نہیں ہے۔ میں نے یہ بات اپنی بیوی سے کہی تو وہ مجھے احمق کہنے لگی۔ وہ ذرا گرم دماغ ہے ورنہ ہے اچھی بیوی۔ بہرحال

ہمارے درمیان شرط لگ گئی۔ ہم نے دو تین چکر لگائے لیکن واقعی اس دیوار میں کوئی دروازہ یا راستہ نہیں تھا۔ پھر اچانک روشنی سی ہماری کار پر پڑی اور ہم بے ہوش ہو گئے۔ تم ہمارے کاغذات چیک کر لو۔ چاہے انہیں کافرستان سے چیک کرا لو''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب تم دونوں چونکہ یہاں آ گئے ہو۔ اس لئے اب تم زندہ تو کسی صورت واپس نہیں جا سکتے۔ یہ عورت اگر احمق نہ ہوتی تو میں تم دونوں کو زندہ چھوڑ دیتا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اس نے واپس جا کر میرے بارے میں بکواس کرنی ہے۔ اس لئے تم دونوں کی موت زیادہ بہتر ہے۔ وکٹر۔ میں جا رہا ہوں۔ ان دونوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر جلا دینا تاکہ ٹورازم ڈیپارٹمنٹ بھی مطمئن رہے''...... وولف نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور وولف تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ ٹائیگر اس دوران رسی کی گانٹھ تلاش کرنے میں لگا ہوا تھا لیکن نجانے گانٹھ کہاں اور کس انداز میں لگائی گئی تھی کہ باوجود کوشش کے وہ گانٹھ تلاش نہ کر سکا تھا۔

''تم اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... وکٹر نے واپس آ کر جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔

''کاش ہم اس شرط کے چکر میں نہ پڑتے۔ ہمیں کچھ مہلت دو تاکہ ہم دعا کر سکیں اور اپنے مقدس اشلوک پڑھ سکیں تاکہ مہاتما ہماری غلطی معاف کر دے''...... ٹائیگر نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔ روزی راسکل جب سے اس کے منہ پر ٹیپ چپکائی گئی تھی مسلسل بیٹھی سر مار رہی تھی لیکن اس کے منہ سے کوئی آواز نہ نکل رہی تھی۔

''غلطی۔ کیسی غلطی''...... وکٹر نے چونک کر کہا البتہ اب وہ سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

''یہی راستہ تلاش کرنے والی۔ اب تم خود بتاؤ کہ ہمیں اس کا کیا فائدہ ہوتا۔ ہے راستہ۔ تب بھی نہیں ہے تب بھی۔ لیکن جب موت آتی ہے عقل ماری جاتی ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''راستہ تو ہے لیکن ایسا نہیں ہے جیسا تم سمجھ رہے ہو''...... وکٹر نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کس قسم کا راستہ ہے''...... ٹائیگر نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

''یہ راستہ سمندر میں سے ہے۔ باس وولف کو اس کا علم ہے۔ وہ کئی بار اس راستے سے وہاں جا چکا ہے''...... وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم بھی کبھی گئے ہو اس راستے سے''...... ٹائیگر نے پوچھا

کیونکہ اب اسے رسی کی گانٹھ مل گئی تھی اور وہ اسے کھولنے میں مصروف تھا اس لئے اسے کچھ دیر ہی چاہئے تھی۔

''باتیں ختم۔ تم دعائیں مانگنے کی بجائے وقت ضائع کر رہے ہو''...... وکٹر نے یکلخت مشین پسٹل والا ہاتھ ٹائیگر کی طرف کرتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا، روزی راسکل کسی تیز رفتار گیند کی طرح کرسی سمیت اڑتی ہوئی اس پر آ گری اور وکٹر چیختا ہوا ایک دھماکے سے فرش پر جا گرا تھا۔ اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل اڑتا ہوا کچھ دور جا گرا تھا۔ روزی راسکل نے وکٹر کے بعد خود بھی نیچے گرتے ہی قلابازی کھائی اور عین اس جگہ جا گری جہاں مشین پسٹل پڑا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دھماکہ ہوا اور کمرہ اٹھتے ہوئے وکٹر کی چیخ سے گونج اٹھا۔ کرسی اب روزی راسکل کے جسم سے جدا ہو کر علیحدہ پڑی ہوئی تھی۔ اسی لمحے ٹائیگر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ رسیوں کو علیحدہ کر چکا تھا۔ روزی راسکل نے اٹھتے ہی ایک ہاتھ سے اپنے منہ پر موجود ٹیپ علیحدہ کر دی۔

''چلو اس وولف کے پاس چلو''...... روزی راسکل نے دروازے کی طرف دوڑتے ہوئے چیخ کر کہا۔

''پہلے ہمیں یہاں موجود دوسرے لوگ ختم کرنے ہوں گے ورنہ ہم مارے جائیں گے۔ آؤ''...... ٹائیگر نے کہا اور روزی راسکل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر وہ دونوں رک گئے۔ ٹائیگر نے بند دروازے کو تھوڑا سا کھولا۔ باہر ایک مسلح آدمی

موجود تھا۔ اس کے کاندھے پر مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔ ٹائیگر نے یکلخت دروازہ کھولا تو دروازہ کھلنے کی آواز سن کر وہ آدمی ابھی پلٹنے ہی لگا تھا کہ ٹائیگر نے اچھل کر اس کی گردن پر ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے وہ آدمی اچھل کر اندر کمرے میں جا گرا۔ اس کے منہ سے اوغ کی آواز نکلی اور پھر اس کا تڑپتا ہوا جسم ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر نے اس کی گردن توڑ ڈالی تھی جبکہ روزی راسکل اس دوران کمرے سے باہر جا چکی تھی۔ ٹائیگر نے اس آدمی کی مشین گن اٹھائی۔ اس کا میگزین چیک کیا اور پھر دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اسی لمحے اسے دور سے فائرنگ کی آواز سنائی دی تو وہ اس طرف کو دوڑ پڑا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے کے اندر وہاں موجود آٹھ افراد ہلاک کئے جا چکے تھے البتہ وہاں وولف نظر نہ آیا تھا۔

''آؤ اب اس وولف سے پوچھیں کہ یہ راستہ کہاں ہے اور اس کی تفصیل کیا ہے''...... ٹائیگر نے روزی راسکل سے کہا۔

''ہاں۔ میں بات کروں گی۔ میں نے اس کی ہڈیاں توڑنی ہیں۔ اس نے میری توہین کی ہے''...... روزی راسکل نے تیز لہجے میں کہا۔

''یہ ہمارے مشن کا سلسلہ ہے۔ اس لئے تمہیں صبر کرنا ہو گا ورنہ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ورنہ کیا''...... روزی راسکل نے چونک کر کہا۔ اس کے لہجے میں غصہ تھا۔

''ورنہ تم میرے ہاتھوں ماری جا سکتی ہو''...... ٹائیگر نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا تو خلاف معمول روزی راسکل بجائے غصہ کھانے کے الٹا ہنس پڑی۔

''ہاں۔ اس لہجے میں بات کیا کرو۔ اس لہجے میں تم مرد لگتے ہو۔ مرد''...... روزی راسکل نے جواب دیا تو ٹائیگر اس کے مزاج کی بدلتی ہوئی کیفیات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

براؤن اپنے آفس میں بیٹھا اپنے کام میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... براؤن نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''چیف۔ آپ نے وولف سے بات کرنے کے لئے کہا ہے لیکن وہاں سے کوئی کال اٹنڈ نہیں کر رہا''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

''کال اٹنڈ نہیں ہو رہی۔ کیوں۔ کیا مطلب۔ وہاں تو تین چار علیحدہ علیحدہ فون کنکشن ہیں۔ ایک خراب ہو گا۔ دوسرے پر کال کرو''...... براؤن نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں نے ہر نمبر پر کال کیا ہے۔ کسی پر کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی''...... فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے

کہا۔

''ویری بیڈ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ فرینکسن کو کال کر کے اس سے میری بات کراؤ۔ فوراً''...... براؤن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وولف نے اپنا سیکشن پوائنٹ ہیلی فیکس کے ایک فارم ہاؤس میں بنایا ہوا تھا جبکہ فرینکسن اس کا اسسٹنٹ تھا جو فیلڈ ورک کرتا تھا اس لئے براؤن نے فرینکسن سے بات کرنے کے لئے کہا تھا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو براؤن نے ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... براؤن نے تیز لہجے میں کہا۔

''فرینکسن سے بات کریں چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... براؤن نے کہا۔

''یس چیف۔ میں فرینکسن بول رہا ہوں ہیلی فیکس سے''۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''وولف کے سیکشن پوائنٹ سے کوئی کال اٹنڈ نہیں کر رہا۔ کیوں''...... براؤن نے تیز لہجے میں کہا۔

''کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ویسے میں نے ایک مشکوک جوڑے کو پوائنٹ پر پہنچایا تھا۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں کہ کیا ہو رہا ہے''...... فرینکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو براؤن نے بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ مشکوک جوڑا۔ کیا مطلب۔ وضاحت سے

بات کرو''...... براؤن نے تیز اور سخت لہجے میں کہا۔

''سوری چیف۔ مجھے اطلاع ملی کہ ایک ایشیائی جوڑا مقامی رجسٹریشن والی کار میں لیبارٹری کی چار دیواری کے گرد چکر لگا رہا ہے اور وہ دونوں آپس میں ساتھ ساتھ اس طرح لڑ رہے ہیں جیسے ایک دوسرے کے دشمن ہوں۔ میں بڑا حیران ہوا۔ میں نے چیف وولف کو اطلاع دی تو انہوں نے انہیں بے ہوش کر کے سیکشن پوائنٹ پر پہنچانے اور کار کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا حکم دیا۔

میں نے حکم کی تعمیل کی۔ ہم نے اس جوڑے کی کار پر گاز ویلس ریز فائر کر کے انہیں بے ہوش کیا اور پھر سیکشن پوائنٹ پر پہنچا دیا۔ کار کے بارے میں معلوم ہوا کہ اس جوڑے نے یہاں کی ایک مقامی کمپنی کے ذریعے سٹار کالونی میں کوٹھی بک کرائی ہے۔ یہ کار اس کوٹھی میں موجود تھی۔ پھر چیف وولف نے کہا کہ میں معلوم کروں کہ کال واقعی کافرستان سے کی گئی ہے یا پاکیشیا کے نمبروں سے۔ کیونکہ یہ جوڑا کافرستانی سیاح تھے۔

میں نے ریکارڈ نکلوا کر دیکھا تو کال کافرستان سے کی گئی تھی۔ میں نے چیف کو رپورٹ دے دی۔ اس کے بعد اب آپ کی کال ملی ہے''...... فرینکسن نے تفصیل اور وضاحت سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ فوراً معلوم کرو کہ وہاں کیا ہوا ہے۔ پھر مجھے وہاں سے

فون کرو۔ کتنی دیر لگے گی''...... براؤن نے انتہائی بے چین ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ پوائنٹ شہر سے دور ایک فارم ہاؤس میں بنایا گیا ہے اس لئے نصف گھنٹہ تو لگ ہی جائے گا''...... فرینکسن نے کہا۔

''اوکے۔ جلدی جاؤ جلدی''...... براؤن نے چیخ کر کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں خدشات سانپوں کی طرح رینگنے لگے تھے۔ اچانک اسے عمران کا خیال آ گیا۔ وہ ناراک میں تھا۔ اس کے بعد براؤن نے رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ناراک میں ڈیوڈ سے بات کراؤ''...... براؤن نے چیختے ہوئے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو براؤن نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ پھر پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... براؤن نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ڈیوڈ لائن پر ہے چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو ڈیوڈ''...... براؤن نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم چیف''...... ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی گھبراہٹ تھی کیونکہ براؤن نے چیخ کر جس انداز

میں بات کی تھی تو اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔

''عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں۔ کیا کر رہے ہیں''۔ براؤن نے چیخ کر کہا۔

''چیف سیکرٹری کی خصوصی دعوت پر عمران اور اس کے سب ساتھی چیف کلب میں موجود ہیں''...... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''کب سے ہیں وہاں۔ کیا تم انہیں مسلسل چیک کر رہے ہو یا گیپ دے رہے ہو''...... براؤن نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''مسلسل چوبیس گھنٹے چیکنگ کی جا رہی ہے چیف۔ گزشتہ دو گھنٹوں سے وہ کلب میں ہیں اور ان کا موڈ بتا رہا ہے کہ وہ دو تین گھنٹے اور وہیں گزاریں گے۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کوئی خاص بات''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''نہیں۔ ویسے ہی چیک کر رہا تھا۔ اوکے''...... براؤن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ جوڑا کون ہو سکتا ہے۔ کم از کم عمران اور اس کے ساتھیوں سے تو اس کا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا''...... براؤن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی پھر بج اٹھی تو براؤن نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... براؤن نے کہا۔

''فرینکسن کی کال ہے چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو فرینکسن۔ کیا پوزیشن ہے''...... براؤن نے کہا۔

''چیف۔ یہاں تو قتل عام ہوا پڑا ہے''...... دوسری طرف سے فرینکسن کی وحشت بھری آواز سنائی دی تو براؤن بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے''۔ براؤن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ یہاں کی پوزیشن دیکھ کر واقعی دیکھنے والے کا دماغ خراب ہو جاتا ہے۔ یہاں واقعی قتل عام ہوا پڑا ہے۔ سب کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ پورا سیکشن اڑا دیا گیا ہے''۔ فرینکسن نے بھی وحشت بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''اور وہ مشکوک جوڑا۔ اس کا کیا ہوا''...... براؤن نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ اب وہ قدرے نارمل ہو گیا تھا۔ اسے وولف کی موت نے شدید صدمہ پہنچایا تھا کیونکہ وولف بلیک ایجنسی کا ایسا ایجنٹ تھا جسے ناقابل شکست سمجھا جاتا تھا اور اس نے آج تک اپنے آپ کو ایسا ہی ثابت کیا تھا لیکن اب وہ اس شاکنگ صدمے سے باہر آ گیا تھا کیونکہ وہ بلیک ایجنسی کا چیف تھا۔

''وہ دونوں غائب ہیں''...... فرینکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب تفصیل سے سب کچھ بتاؤ تا کہ اندازہ لگایا جا سکے کہ کیا

ہوا ہے''...... براؤن نے نرم لہجے میں کہا۔

''چیف۔ بلیک روم میں وکٹر کی لاش پڑی ہے۔ کرسیاں الٹی ہوئی ہیں۔ ان کے ساتھ رسیاں لٹک رہی ہیں۔ باس وولف کو آفس میں بے ہوش کر کے یہاں بلیک روم میں لایا گیا تھا اور پھر اسے ایک کرسی سے باندھ دیا گیا۔ پھر اس پر تشدد کیا گیا ہے کیونکہ آفس میں بھی جدوجہد کے شدید آثار نمایاں ہیں جبکہ لاش بلیک روم میں کرسی سے بندھی ہوئی ملی ہے۔ باقی لوگوں کو دور سے گولیاں ماری گئی ہیں۔ چونکہ یہ فارم ہاؤس شہر سے کافی دور ہے اس لئے فائرنگ کے باوجود پولیس وہاں نہیں پہنچ سکی''...... فرینکسن نے تفصیل کے ساتھ ساتھ اپنا تجزیہ بتاتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ یہ کارروائی اس مشکوک جوڑے نے کی ہے۔ اس نے یقیناً میک اپ کر لیا ہو گا لیکن وہ واپس اسی کوٹھی میں گئے ہوں گے۔ انہیں تلاش کرو''...... براؤن نے کہا۔

''یس چیف''......فرینکسن نے جواب دیا۔

''اس کے علاوہ لیبارٹری کے گرد بھی چیکنگ کرتے رہو۔ وہ راستہ تلاش کرنے کے لئے چکرا رہے ہوں گے اور سنو۔ اس بار جیسے ہی وہ نظر آئیں انہیں گولیوں سے اڑا دو''...... براؤن نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف''......فرینکسن نے جواب دیا۔

''اور وولف کے بعد اب سیکشن انچارج تمہیں بنایا جاتا ہے۔

اپنی سیٹ سنبھال لو۔ تمہارا پہلا مشن اس جوڑے کی تلاش اور اس کا خاتمہ ہے''...... براؤن نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ کے تمام احکامات کی تعمیل ہو گی''۔ فرینکسن نے کہا تو براؤن نے رسیور رکھ دیا۔

پاور بوٹ بڑی تیزی سے سمندر کی سطح پر تیرتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور بوٹ کو ٹائیگر چلا رہا تھا جبکہ اس کے پیچھے کرسی پر روزی راسکل بیٹھی ہوئی تھی۔ ٹائیگر اور روزی راسکل نے نہ صرف میک اپ تبدیل کر لئے تھے بلکہ کاغذات کا سیٹ بھی تبدیل کر لیا تھا البتہ نام وہی پہلے والے تھے۔ گوپال اور مسز روزی گوپال۔

''یہ تو اتفاقاً ہی پتہ چل گیا کہ وولف کو راستے کا علم ہے ورنہ ہم ساری عمر سر پٹختے رہ جاتے تو یہ راستہ نہ ملتا''...... روزی راسکل نے کہا۔

''کوئی چیز اتفاقاً نہیں ہوتی۔ اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی پلاننگ ہوتی ہے جو اس کی رحمت پر مشتمل ہوتی ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم مردوں میں یہ انتہائی بری عادت ہے جہاں کسی عورت

نے کوئی اچھی بات کی۔ اس کی تعریف کرنے کی بجائے اپنا فلسفہ اور منطق بگھارنا شروع کر دیا''...... روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم نے لگتا ہے مردوں پر ڈاکٹریٹ کر رکھی ہے۔ جہاں کوئی بات کرو وہاں مردوں کی نفسیات سامنے آ جاتی ہے''...... ٹائیگر نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

''سچ بات کڑوی لگتی ہے نا۔ اب لگی ہے کڑوی۔ بولو''۔ روزی راسکل نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تم ان باتوں کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ وہ کیمرہ اٹھایا ہے جس میں ڈیوائس کی ڈایا گرام حاصل کرنی ہیں اور جو ہمارا مشن ہے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''یہ کام تمہارے ذمے ہے۔ تم سائنس کی موٹی موٹی کتابیں پڑھتے رہتے ہو۔ تمہیں معلوم ہو گا''...... روزی راسکل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم ٹیم کی سربراہ ہو۔ تمہیں ہر چیز کا خیال رکھنا چاہئے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''یہ ٹیم ٹیم کی تم نے کیا رٹ لگا رکھی ہے۔ کیسی ٹیم۔ کہاں کی ٹیم۔ میں اکیلی ہی ٹیم ہوں۔ تم تو محض میرے اسسٹنٹ ہو اور اسسٹنٹ کا کام اسسٹ کرنا ہوتا ہے۔ وہ ٹیم کا حصہ نہیں ہوتا''۔ روزی راسکل نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ خود ہی بھگتو گی جب مشن مکمل نہیں ہو سکے گا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں وہ ڈیوائس ہی اٹھا لاؤں گی تاکہ تمہارا استاد اطمینان سے بیٹھ کر اسے دیکھتا رہے"...... روزی راسکل نے کہا۔

"تاکہ ایکریمیا، پاکیشیا پر حملہ کر دے۔ ہزاروں بے گناہ مارے جائیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیوں حملہ کرے۔ اس کی جرأت ہے حملہ کرنے کی۔ ہم وہ لوگ ہیں جو آخری دم تک لڑتے ہیں۔ ایکریمیوں کی طرح نہیں کہ ایک بم مارا اور بھاگ گئے"...... روزی راسکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم چاہتی ہو کہ اپنی غلطی درست کرنے کی بجائے ایٹمی جنگ برپا کرا دو۔ ہم ایکریمیا اور اس کے بحری بیڑوں پر ایٹم بم ماریں اور وہ پاکیشیا پر۔ پھر باقی کیا بچے گا۔ صرف تمہارا کلب"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ایٹمی جنگ واقعی خطرناک ہوتی ہے۔ میرا کلب بھی تباہ ہو جائے گا۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ تو پھر تم نے وہ کیمرہ کیوں نہیں اٹھایا"...... روزی راسکل نے اس بار چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ ٹائیگر کی یہ بات کہ اس کا کلب بھی تباہ ہو جائے گا اس کے لئے واقعی شاکنگ ثابت ہوئی تھی۔

"ارے ارے چیخنے کی ضرورت نہیں ہے۔ باس عمران نے اسی لئے تو مجھے ساتھ بھیجا ہے ورنہ تم نے تو لٹیا ہی ڈبو دینی تھی۔ میں نے سامان میں نہ صرف وہ کیمرہ رکھا ہے بلکہ اور بھی بہت کچھ احتیاطی تدابیر کا سامان رکھا ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"احتیاطی تدابیر۔ کون سی احتیاطی تدابیر کا سامان۔ کون سی۔ بتاؤ"...... روزی راسکل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ایسے سپیشل سٹورز کا تجربہ نہیں ہے۔ اس لئے تمہیں معلوم نہیں کہ وہاں تحفظ کے کس قسم کے سائنسی انتظامات کئے جاتے ہیں۔ وہاں شارٹ سرکٹ کیمرے نصب ہوں گے۔ ایسے الارم ہوں گے کہ جیسے ہی کسی انسان کا ہاتھ کسی چیز کو لگے الارم بج اٹھیں۔ دروازے کا تالا اگر فائرنگ سے توڑا جائے تو الارم بج اٹھے۔ اندر بے شمار الماریاں ہوں گی جن میں فارمولے ہوں گے۔ ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ ہمارا مطلوبہ فارمولا کون سا ہے اور وہ کس الماری میں ہے۔ پھر اس الماری کا تالا فائرنگ سے توڑا گیا تو الارم۔ الماری کو انسانی ہاتھ لگا تو الارم۔ وہاں دونوں اطراف سے ایئر چیک پوسٹس سے نگرانی کی جا رہی ہو گی۔ وہاں ملٹری کمانڈوز موجود ہوں گے۔ وہاں فائرنگ ہوئی تو ہر طرف سے ہم پر دھاوا بول دیا جائے گا"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو روزی راسکل کا چہرہ حیرت سے بگڑتا چلا گیا۔

"یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ تو گورکھ دھندہ ہے۔ میں تو سمجھتی تھی کہ سیدھا سادھا کام ہے پھر۔ پھرتم نے کیا احتیاطی تدابیر کی ہیں اور ہم وہاں کیا کریں گے اور کیسے کریں گے"...... روزی راسکل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اسے مشن کی ناکامی کا یقین ہو گیا ہو۔

"اب چونکہ وقت آ گیا ہے کہ تمہیں ہر چیز کے بارے میں علم ہو۔ اس لئے سنو کہ سی سی کیمرے اتنی بلندی پر لگائے جاتے ہیں کہ ان تک ہاتھ پہنچ ہی نہیں سکتے۔ فائرنگ وہاں کی نہیں جا سکتی۔ اس لئے شناخت سے بچنے کے لئے ہم دونوں نے منہ پر نقاب چڑھانے ہیں۔ کمانڈوز کو ہلاک کرنے کے لئے سائیلنسر لگے مشین پسٹل استعمال کئے جائیں گے۔ دروازے کے لاک کو فائرنگ کی بجائے ریز کی مدد سے توڑا جائے گا۔ کسی جگہ انسانی ہاتھ لگنے سے بچانے کے لئے ہم دونوں نے ہاتھوں پر دستانے پہننے ہوں گے۔ اندر موجود کمپیوٹر کو استعمال کر کے الماری کا نمبر اور فائل نمبر ٹریس کیا جائے گا اور پھر اس الماری کا تالا ریز سے توڑ کر اندر سے وہ ڈیوائس اٹھا کر ہم اپنے کیمرے میں ڈالیں گے اور پھر اس کے تمام ڈایا گرامز ہمارے کیمرے کے اندر موجود مخصوص حصے میں ٹرانسفر ہو جائیں گے۔ اس کے بعد ایکریمین ڈیوائس کو واپس اس کی جگہ رکھ کر الماری بند کر کے ہم واپس نکل جائیں گے اور بندرگاہ پر بوٹ چھوڑ کر ہم سیدھے ایئرپورٹ جائیں گے۔ وہاں سے ناراک

ایئرپورٹ اور پھر ناراک سے پاکیشیا اور ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا"...... ٹائیگر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم یہ سارا سامان ساتھ لے آئے ہو"...... روزی راسکل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"میں تمہارے استاد کو شاباش دینا چاہتی ہوں۔ واقعی تمہارا استاد ایک استاد ہے جس نے تم جیسے کوڑھ مغز کو اس قدر ذہین بنا دیا ہے۔ اب تو میں بھی تمہارے استاد کی شاگردی اختیار کرنے کا سوچ رہی ہوں"...... روزی راسکل نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تیار ہو جاؤ۔ اب ہم نے تیراکی کے لباس پہن کر سمندر میں اترنا ہے اور کم از کم نصف گھنٹہ ہمیں پانی میں تیر کر وہاں پہنچنا ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"وہ کیوں۔ ہم وہاں پہنچ کر بھی تو پانی کے اندر رہ کر آگے بڑھ سکتے ہیں"...... روزی راسکل نے کہا۔

"خالی بوٹ ایئر چیک پوسٹ والوں کو چونکا دے گی اور ہیلی فیکس کا آخری گھاٹ کافی دور ہے۔ وہاں ہمیں بوٹ چھوڑنا ہو گی"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بوٹ کا رخ موڑا اور گھاٹ کی آخری سرحد پر لے گیا۔ وہاں اس نے اسے مضبوطی سے ہک کیا اور پھر وہ دونوں بوٹ کے نچلے حصے میں پہنچ

گئے جہاں تیراکی کے جدید لباسوں کے ساتھ ساتھ دو بیگ بھی پڑے ہوئے تھے۔ ٹائیگر نے بیگ کھول کر اس میں سے سائیلنسر لگا مشین پسٹل اٹھا کر جیب میں رکھا۔ پھر ریز پسٹل بھی اٹھا کر دوسری جیب میں رکھا۔ ہاتھوں پر مخصوص انداز کے دستانے پہن لئے جن سے گرپ مضبوط ہو جاتی تھی۔ اس کے بعد اس نے بیگ میں سے نقاب نکال کر اسے بھی منہ پر چڑھا لیا۔ روزی راسکل بھی اس کی پیروی کر رہی تھی۔ سب سامان سنبھال لینے کے بعد ان دونوں نے تیراکی کے جدید لباس پہن لئے جن میں سمندر کے پانی سے ہی آکسیجن کشید کرنے کا آلہ موجود تھا۔ اس طرح وہ بھاری گیس سلنڈر اٹھانے سے نہ صرف بچ جاتے بلکہ اس آلے کی مدد سے وہ جب تک چاہیں سمندر میں رہ سکتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں سمندر میں اتر گئے۔ کافی گہرائی میں جا کر ٹائیگر نے اپنا رخ بدلا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ روزی راسکل کو شاید اس انداز میں تیزی سے تیرنے کی پریکٹس نہ تھی اس لئے ٹائیگر کافی آگے نکل گیا تھا۔

”آہستہ تیرو۔ کیا قیامت آ رہی ہے“...... روزی راسکل نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

”جلدی کرو۔ ہم اس وقت شدید خطرے میں ہیں“...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور روزی راسکل کے قریب آ کر اس نے اسے بازو سے پکڑا اور تیزی سے اسے ساتھ لے کر آگے بڑھنے لگا۔

”واہ۔ تمہاری خوبیاں تو اب سامنے آ رہی ہیں“...... روزی راسکل نے کہا۔

”مجبوری ہے کہ تمہیں باس نے سربراہ بنا دیا ہے ورنہ تمہیں چھوڑ کر میں نکل جاتا“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”کہاں چلے جاتے۔ میں تو تمہیں تحت الثریٰ سے بھی نکال لاتی“...... روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”فی الحال تو سمندر میں تیر رہے ہیں۔ جب تحت الثریٰ کا موقع آئے گا تو پھر دیکھ لیں گے“...... ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر تقریباً نصف گھنٹہ پانی میں تیراکی کے بعد وہ جزیرے کے عقبی حصے تک پہنچ گئے۔ وولف نے شدید تشدد کے بعد انہیں بتایا تھا کہ تقریباً بیس گز کی گہرائی میں ایک غار ہے جس میں پانی بھرا رہتا ہے۔ یہ غار نیچے سے اوپر چلا جاتا ہے اور اوپر جا کر پانی ختم ہو جاتا ہے۔ وہاں باقاعدہ اس طرح کا ڈھکن موجود ہے جیسے سیوریج لائنوں پر ڈھکن لگائے جاتے ہیں۔ یہ لاسٹ ایمرجنسی وے ہے۔ وولف کئی بار اس ایمرجنسی وے سے لیبارٹری میں جا چکا تھا۔ جہاں ڈھکن موجود تھا وہاں سے دو راستے ہیں ایک لیبارٹری تک جاتا ہے اور دوسرا اسپیشل سٹور کے عقب سے گزر کر سامنے کی طرف جاتا ہے جہاں سٹور کا بیرونی دروازہ ہے اور وہاں ملٹری کمانڈوز کے کمرے ہیں۔ یہاں ہر وقت تین کمانڈوز پہرہ دیتے رہتے ہیں۔ وہ دونوں غار کے اندر داخل ہوئے اور اوپر کو اٹھتے چلے گئے۔ پھر وہ پانی سے

باہر آ گئے۔ اب اوپر کنوئیں کے منہ پر موجود ڈھکن نظر آنے لگ گیا تھا۔ ٹائیگر نے دونوں ہاتھ اونچے کر کے ڈھکن ہٹانے کی کوشش شروع کر دی لیکن ڈھکن نجانے کب سے جما ہوا تھا اور نیچے پیر رکھنے کی کوئی جگہ نہ تھی اس لئے وہ ڈھکن ہٹانے میں کامیاب نہ ہو رہا تھا۔ پھر وہ اوپر کو اچھلا اور اس نے دونوں ٹانگیں پھیلا کر ایک ٹانگ ایک دیوار اور دوسری ٹانگ دوسری دیوار پر جما دی۔ گو اسے ایسا کرنے میں بے حد تکلیف محسوس ہو رہی تھی لیکن مجبوری تھی۔ مشن مکمل کرنا تھا۔ چنانچہ دونوں پیروں کو جما کر اس نے دونوں ہاتھ ڈھکن پر رکھے اور پھر پوری قوت سے دونوں ہاتھوں کو جھٹکا دیا تو ڈھکن اٹھ کر ایک طرف جا گرا اور ٹائیگر نے اچھل کر ڈھکن والی جگہ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور پھر اس کا جسم اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ پھر پلٹ کر وہ باہر کو جا گرا۔ روزی راسکل نے اچھل کر دہانے کا کنارہ پکڑنا چاہا لیکن وہ ناکام رہی۔ ٹائیگر وہیں دہانے پر الٹا لیٹ گیا اور اس نے اپنا ہاتھ نیچے لٹکا دیا تو روزی راسکل نے اچھل کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور ٹائیگر نے اسے اوپر کھینچ لیا۔

”تھینک یو“...... روزی راسکل نے پہلی بار ٹائیگر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

”مردوں کا سہارا لئے بغیر تم عورتیں کسی کام کی نہیں ہوتیں“۔ ٹائیگر نے کہا اور ساتھ ہی تیرا کی کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو“...... روزی راسکل نے چیختے ہوئے کہا

اور ساتھ ہی اس نے بھی تیرا کی کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔

”آہستہ بولو۔ ابھی ہم چوہوں کی طرح گھیر لئے جائیں گے۔ آؤ“...... ٹائیگر نے ڈھکن کو واپس دہانے پر جماتے ہوئے کہا اور پھر وہ دیوار کے ساتھ لگ کر آگے بڑھتا چلا گیا تاکہ ائیر چیک پوسٹ سے کوئی انہیں چیک نہ کر سکے۔ وہاں چیک پوسٹ پر کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ شاید وہ اندر تھے۔ انہیں تصور تک نہ ہو سکتا تھا کہ اس راستے سے بھی کوئی اندر آ سکتا ہے پھر سائیڈ سے ہو کر وہ سامنے کے رخ پر آئے۔ وہاں بھی خاموشی طاری تھی۔ وہ برآمدے میں داخل ہوئے تو انہیں ایک طرف سے انسانی آوازیں سنائی دیں۔ وہ ہاتھوں میں سائیلنسر لگے مشین پسٹل لئے دبے پاؤں آگے بڑھتے چلے گئے۔ بڑے سے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہاں ایک بڑی سی میز کے گرد چھ افراد بیٹھے شراب پینے، تاش کھیلنے اور شور مچانے میں مصروف تھے۔ ان کے شاید وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اس طرح موت ان کے سروں پر پہنچ جائے گی۔ ٹائیگر نے ایک نظر اپنے پیچھے کھڑی روزی راسکل کو دیکھا اور اس انداز میں آنکھیں جھپکیں کہ وہ وہیں رک کر خیال رکھے اور ٹائیگر اچھل کر اندر داخل ہوا۔ وہاں موجود سب مسلح افراد اسے دیکھ کر اچھلے ہی تھے کہ ٹائیگر کے مشین پسٹل نے گولیاں اگلنا شروع کر دیں۔ چونکہ پسٹل میں جدید ساخت کا سائیلنسر نصب تھا اس لئے دھماکوں کی بجائے صرف سٹک سٹک کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں البتہ انسانی

چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا تھا اور چند لمحوں بعد وہ چھ کے چھ ختم ہو چکے تھے۔ پھر ٹائیگر اور روزی راسکل نے پوری عمارت چھان ماری۔ دو کمروں میں بیڈز، بیگز اور دوسرا سامان موجود تھا لیکن اب وہاں کوئی زندہ آدمی نہ بچا تھا۔

''آؤ اب مشن مکمل کریں''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ دونوں اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جو لاکڈ تھا۔ دونوں کے چہروں پر نقاب تھے۔ اس لئے انہیں سی سی کیمروں کی فکر نہ تھی۔ دروازے پر رک کر ٹائیگر نے ریز پسٹل جیب سے نکالا اور اس کی نال کا دہانہ لاک ہول پر رکھ کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ سبز رنگ کی ریز کی ہول کے اندر گئیں اور دوسرے لمحے ٹائیگر نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ یہ ایک بہت بڑا ہال تھا جس میں سینکڑوں کی تعداد میں الماریاں موجود تھیں جن پر الماری نمبر اور فائل نمبرز لکھے ہوئے تھے۔ ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک دیوار کے ساتھ موجود میز پر رکھے ہوئے بڑے سے کمپیوٹر کے سامنے پہنچ گیا۔ میز کی سائیڈ پر کرسی موجود تھی۔ ٹائیگر کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تم بیرونی دروازے کا خیال رکھو۔ کوئی اچانک اندر آ سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے روزی راسکل سے کہا۔

''باہر سے کوئی نہیں آ سکتا۔ اندر سے البتہ آ سکتا ہے۔ اس لئے میں اندرونی دروازے کو چیک کرتی ہوں''...... روزی راسکل نے کہا

اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ روزی راسکل کی بات درست تھی۔ کمپیوٹر آن کر کے ٹائیگر نے جلد ہی الماری اور فائل نمبر ٹریس کر لئے اور پھر کمپیوٹر آف کر کے وہ اٹھا اور ایک الماری کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے جیب سے ریز پسٹل نکالا اور اس کی نال کا دہانہ کی ہول پر رکھ کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ چند لمحوں بعد الماری کھل چکی تھی۔ اس نے وہ پیکٹ اٹھایا جس پر ملٹی ٹارگٹ میزائل کا فائل نمبر موجود تھا پھر پیکٹ کھول کر اس نے ڈیوائس کو باہر نکالا اور پھر جیب سے وہ مخصوص کیمرہ نکال کر اس نے اس کا ایک مخصوص حصہ کھولا اور پیکٹ سے نکلی ہوئی ڈیوائس کو اس نے کیمرے کے مخصوص حصے میں ڈال کر سائیڈ بٹن پریس کر دیا۔ ہلکی ہلکی روشنی کی لہریں اس حصے میں ابھرتی نظر آنے لگیں اور چند لمحوں بعد جب لہریں نظر آنا بند ہو گئیں تو اس نے دوسری سائیڈ کا بٹن پریس کر کے ڈیوائس کو باہر نکالا اور پھر اسے واپس پیکٹ میں رکھ کر پیکٹ بند کیا اور پھر اسے الماری میں اس انداز میں رکھ دیا جیسے وہ پہلے موجود تھا اور الماری بند کر کے اس نے کیمرے کو چیک کرنا شروع کر دیا تھا تاکہ معلوم ہو سکے کہ ڈیوائس میں موجود ڈایا گرامز اس کیمرے میں شفٹ ہو چکے ہیں یا نہیں۔ چند لمحوں بعد جب اس نے کاپی کا اشارہ دیکھا تو اس کی آنکھوں میں اطمینان کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں کیونکہ مشن مکمل ہو چکا تھا۔

''آؤ جلدی''...... ٹائیگر نے اونچی آواز میں کہا اور بیرونی

دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد روزی راسکل بھی وہاں پہنچ گئی۔ ٹائیگر نے دروازے کو بند کیا اور دونوں ایک بار پھر سائیڈ کی طرف بڑھ گئے۔ پھر عقب میں جا کر انہوں نے وہاں موجود اپنے تیراکی کے لباس اٹھا کر پہنے اور پھر پہلے روزی راسکل نیچے پانی میں کود گئی جبکہ ٹائیگر نے دونوں ہاتھ کنارے پر رکھے اور اپنے جسم کو نیچے کر کے اس نے ایک بار پھر دونوں ٹانگیں سائیڈ دیواروں پر رکھیں اور دونوں ہاتھوں سے اس نے ڈھکن کو گھسیٹ کر دہانے پر لگایا اور پھر پانی میں چھلانگ لگا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ غار سے نکل کر کھلے سمندر میں پہنچ گئے۔ دونوں کے چہروں پر کامیابی کی چمک موجود تھی۔

ایک ہیلی کاپٹر تیزی سے اڑتا ہوا ناراک سے ہیلی فیکس آئی لینڈ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ ہیلی کاپٹر بلیک ایجنسی کے چیف براؤن کا مخصوص ہیلی کاپٹر تھا جو بیک وقت زمین کے ساتھ ساتھ پانی پر بھی اتر اور واپس اڑ سکتا تھا۔ براؤن اپنے آفس میں موجود تھا کہ اسے لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر رچرڈ کی کال ملی۔ ڈاکٹر رچرڈ نے بتایا کہ سپیشل سٹور میں واردات کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ گو کوشش ناکام رہی ہے لیکن چھ کمانڈوز کو ہلاک کر دیا گیا ہے جس پر براؤن نے فوراً وہاں اپنے پہنچنے کا کہا اور وہ اپنے مخصوص ہیلی کاپٹر میں بیٹھا ہیلی فیکس کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔

"یہ سب آخر کیا ہو رہا ہے۔ کون لوگ یہ سب کر رہے ہیں"۔ براؤن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے اسے کوئی جواب دینے والا موجود نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر لیبارٹری کے اندر

اس سائیڈ پر اتر گیا۔ جدھر سپیشل سٹور کی عمارت تھی۔ براؤن نیچے اترا تو اس کا استقبال وہاں موجود ایک بوڑھے آدمی نے کیا۔ اس کے ساتھ چار اور ادھیڑ عمر آدمی تھے۔

''میرا نام ڈاکٹر رچرڈ ہے''...... بوڑھے نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''میں براؤن ہوں ڈاکٹر صاحب''...... براؤن نے جواب دیا اور پھر مصافحہ کے بعد ڈاکٹر رچرڈ نے اپنے چار ساتھیوں کا تعارف کرایا۔ یہ سب سائنسدان تھے۔ وہاں ملٹری کا کرنل بھی موجود تھا۔ جو کمانڈو سیکشن کا انچارج کرنل جیکب تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی افراد موجود تھے۔

''کیا ہو رہا ہے یہاں ڈاکٹر رچرڈ''...... براؤن نے تعارف مکمل ہونے کے بعد ڈاکٹر رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آئیں آفس میں آ جائیں تاکہ ساتھ ساتھ فوٹیج بھی دیکھ سکیں''...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا تو براؤن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے جہاں دیوار کے ساتھ مشینری نصب تھی۔

''تشریف رکھیں جناب براؤن اور کرنل جیکب''...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا اور خود ایک مشینری کو آپریٹ کرنے میں مصروف ہو گئے۔ چند لمحوں بعد دیوار پر نصب سکرین پر ایک دروازہ نظر آنے لگ گیا جو بند تھا۔ پھر اچانک دروازہ کھلا اور دو نقاب پوش اندر داخل

ہوئے۔

''یہ تو ایک مرد اور ایک عورت ہے۔ جوڑا''...... براؤن نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ایک جوڑا ہے۔ اب چونکہ کیمرے نے انہیں چیک کر لیا ہے اس لئے اب کیمرہ اس وقت تک ان کو چیک کرتا رہے گا جب تک یہ اس عمارت میں رہیں گے کیونکہ یہاں سی سی کیمروں کا آٹومیٹک نظام نصب ہے''...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا اور براؤن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یہ دروازہ بیرونی ہے''...... کرنل جیکب نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ وہی عمارت ہے جو کمانڈوز کے تحت ہے اور کمانڈوز اسی عمارت میں رہتے ہیں''...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا اور کرنل جیکب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پھر یہ نقاب پوش جوڑا ایک کمرے میں داخل ہوا۔ وہاں میز کے گرد چھ افراد بیٹھے تھے۔ وہاں فائرنگ کی گئی اور چھ افراد ہلاک ہو گئے۔ اس کے بعد یہ جوڑا اس پوری عمارت میں گھومتا رہا۔ ان کے ہاتھوں میں سائیلنسر لگے مشین پسٹل تھے۔ پھر یہ کیمرے سے غائب ہو گئے تو ڈاکٹر رچرڈ نے ٹی وی آف کر دیا۔

''یہ جوڑا آیا کہاں سے ہے اور ائیر چیک پوسٹ نے انہیں چیک کیوں نہیں کیا اور یہ چھ کے چھ کمانڈوز اکٹھے بیٹھے شراب پی رہے تھے اور تاش کھیل رہے تھے جبکہ ان کی یہ ڈیوٹی تو نہ تھی''۔

براؤن نے کہا۔

''میرا خیال ہے مسٹر براؤن کہ انہیں کسی کی آمد کا کوئی تصور ہی نہ تھا کیونکہ یہاں بغیر اطلاع کوئی داخل ہو ہی نہیں سکتا اس لئے وہ سب ایزی تھے''...... کرنل جیکب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ائیر چیک پوسٹ پر جو افراد موجود تھے وہ بھی ایزی رہے تھے''...... براؤن نے پوچھا۔

''وہ بیرونی چیکنگ میں مصروف تھے۔ اندرونی چیکنگ کا تو انہیں خیال ہی نہ تھا''...... کرنل جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب سٹور کے گیٹ پر پہنچ گئے۔

''اس دروازے کے لاک کو ریز سے جلا دیا گیا ہے''...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا اور دروازے کو دھکیل کر اندر داخل ہوئے۔

''کمپیوٹر کو چلایا گیا ہے اور پھر الماری کے لاک کو بھی ریز سے جلا دیا گیا ہے''...... ڈاکٹر رچرڈ نے ایک الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''کیا یہاں الارم نہیں ہے''...... براؤن نے پوچھا۔

''ہے لیکن اس جوڑے نے دستانے پہن رکھے تھے جبکہ الارم کو انسانی ہاتھوں سے لنکڈ کیا گیا تھا اس لئے الارم آن نہیں ہوئے''۔ ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

''اس الماری میں کیا ہے۔ فارمولا ہے ملٹی ٹارگٹ میزائل کا''۔ براؤن نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس میں مخصوص ڈیوائس موجود ہے جو عام میزائلوں کو ملٹی ٹارگٹ بناتی ہے اور وہ صحیح سلامت موجود ہے''...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

''کیا اس کی کاپی کی گئی ہے''...... براؤن نے پوچھا۔

''اس کی کاپی ہو ہی نہیں سکتی۔ اسے اس انداز میں شروع سے ہی محفوظ کر دیا گیا تھا البتہ وہ ڈیوائس اٹھا کر لے جا سکتے تھے لیکن وہ بھی اپنی جگہ موجود ہے اور اسی انداز میں موجود ہے جس انداز میں اسے رکھا گیا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ انہیں جس مخصوص انداز میں رکھا جاتا ہے۔ اسے کوئی سائنسدان ہی سمجھ سکتا ہے۔ عام آدمی اسے سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ الماری کا لاک ریز سے کھولا گیا لیکن ڈیوائس نہیں اٹھائی گئی اور وہ جوڑا ویسے ہی واپس چلا گیا''...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

''لیکن کیوں۔ وہ اتنا بڑا رسک لے کر یہاں آئے۔ پھر کیوں ناکام واپس چلے گئے''...... براؤن نے کہا۔

''اس کا جواب آپ دے سکتے ہیں، میں نہیں دے سکتا''۔ ڈاکٹر رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بہرحال آپ مطمئن ہیں کہ اس ڈیوائس کی نہ کاپی کی گئی ہے اور نہ ہی اسے چھیڑا گیا ہے''...... براؤن نے کہا۔

''ہاں۔ میں سو فیصد مطمئن ہوں''...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

''حیرت ہے کہ وہ لوگ کامیاب ہو کر بھی ناکام رہے ہیں اور

ہم ناکام ہو کر بھی کامیاب رہے ہیں۔ وہ ہماری تمام احتیاطی تدابیر کو زیرو کر کے ڈیوائس تک پہنچ گئے لیکن پھر ناکام واپس چلے گئے۔ یہ ایسی بات ہے کہ کسی طور پر سمجھ ہی نہیں آ رہی۔ بہرحال نتیجہ ہمارے حق میں رہا“...... براؤن نے کہا تو ڈاکٹر رچرڈ اور کرنل جیکب دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”کرنل جیکب۔ آپ نے چیک کیا ہے کہ یہ لوگ آئے کہاں سے تھے اور گئے کہاں“...... باہر آ کر براؤن نے کرنل جیکب سے کہا۔

”یس سر۔ آیئے میں دکھاتا ہوں کہ یہ لوگ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں گئے ہیں“...... کرنل جیکب نے کہا اور پھر وہ براؤن اور ڈاکٹر رچرڈ کو ساتھ لے کر عمارت کی طرف آ گیا۔

”یہ دیکھیں۔ یہ ڈھکن ہے۔ یہاں سے یہ جوڑا اندر داخل ہوا اور واپس گیا ہے“...... کرنل جیکب نے کہا۔

”یہاں سے سمندر ساتھ موجود ہے۔ کیا یہ سیوریج لائن ہے“۔ براؤن نے کہا۔

”نہیں۔ سمندر کے اندر ایک غار ہے جو بلندی پر جاتی ہوئی یہاں پہنچ جاتی ہے۔ یہ ایمرجنسی وے ہے لیکن اسے استعمال نہیں کیا جاتا“...... ڈاکٹر رچرڈ نے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اب میں سمجھ گیا۔ مجھے وولف نے ایک بار اس کے بارے میں بتایا تھا۔ اس جوڑے نے وولف سے اس

بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر اسے استعمال کیا البتہ اب اسے بھی بند کرانا ہو گا“...... براؤن نے کہا۔ اسی وقت ایک ڈاکٹر تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔

”چیف سیکرٹری صاحب کی کال ہے۔ وہ ڈاکٹر رچرڈ اور چیف براؤن سے بات کرنا چاہتے ہیں“...... آنے والے نے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا سیل فون ڈاکٹر رچرڈ کی طرف بڑھا دیا۔

”آپ پہلے بات کر لیں۔ آپ چیف ہیں“...... ڈاکٹر رچرڈ نے سیل فون براؤن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہیلو سر۔ میں براؤن بول رہا ہوں“...... براؤن نے سیل فون لے کر اسے آن کرتے ہوئے کہا۔

”چیف براؤن۔ لیبارٹری میں کیا ہوا ہے“...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

”سر۔ ایک جوڑا ایمرجنسی وے کے ذریعے اندر داخل ہوا ہے۔ انہوں نے چھ کمانڈوز کو ہلاک کیا۔ پھر وہ سٹور ہال کے دروازے کا لاک ریز سے جلا کر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے کمپیوٹر آن کر کے الماری ٹریس کی۔ پھر الماری کا تالا بھی ریز سے جلایا۔ اس الماری کے اندر ملٹی ٹارگٹ میزائل کی ڈیوائس موجود تھی۔ ڈاکٹر رچرڈ کے مطابق اس ڈیوائس کو اس انداز میں بنایا گیا ہے کہ اس کی کاپی کسی صورت نہیں ہو سکتی۔ ویسے بھی اس ڈیوائس کو اٹھایا ہی نہیں گیا کیونکہ اسے سائنسدانوں نے جس مخصوص انداز میں رکھا

تھا وہ ویسے ہی پڑی تھی پھر وہ جوڑا ناکام واپس چلا گیا ہے''۔ براؤن نے کہا۔ براؤن نے کہا۔

''کیوں۔ انہوں نے کیوں ایسا کیا ہے۔ وجہ''...... چیف سیکرٹری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب ان کے ساتھ کیا ہوا ہے اور وہ کامیاب ہو کر بھی ناکام کیوں واپس چلے گئے ہیں یہ تو ان سے ہی معلوم ہو گا۔ بہرحال ڈیوائس محفوظ ہے اور موجود ہے''...... براؤن نے کہا۔

''یہ جوڑا کون ہو سکتا ہے۔ کیا یہ عمران اور اس کے ساتھیوں میں سے ہیں''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''نہیں جناب۔ فوٹیج میں جو جوڑا دکھایا گیا ہے ان کا قدوقامت عمران اور اس کے ساتھیوں سے مختلف ہے''۔ براؤن نے جواب دیا۔

''عمران اور اس کے ساتھی تو ناراک میں ہیں اور میری دعوت پر وہ کافی وقت چیف کلب میں رہے ہیں''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''یس سر۔ ویسے بھی ان کی چوبیس گھنٹے مشینی نگرانی ہو رہی ہے۔ وہ ہمارے آدمیوں کی نظروں میں ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ہوتا تو مجھے اطلاع مل جاتی۔ یہ کوئی اور لوگ ہیں اور ان کا تعلق کافرستان سے ہے''...... براؤن نے کہا۔

''کافرستان سے۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ انہیں معاہدے کی

اطلاع مل گئی ہو گی اس لئے انہوں نے یہ حرکت کی۔ بہرحال اس بار تو قدرت نے ڈیوائس کو بچا لیا ہے۔ آپ یہاں کی تمام کمزوریاں دور کرا دیں''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''یس سر''...... براؤن نے جواب دیا۔

''ڈاکٹر رچرڈ سے بات کرائیں''...... چیف سیکرٹری نے کہا تو براؤن نے سیل فون ڈاکٹر رچرڈ کی طرف بڑھا دیا۔

''ڈاکٹر رچرڈ بول رہا ہوں سر''...... ڈاکٹر رچرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر رچرڈ۔ آپ مطمئن رہیں کہ ڈیوائس ہر لحاظ سے محفوظ رہی ہے''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''یس سر۔ میں سو فیصد مطمئن ہوں''...... ڈاکٹر رچرڈ نے جواب دیا۔

''اوکے۔ اب جو کمزوریاں سامنے آئی ہیں وہ سب چیف براؤن سے مل کر دور کرائیں۔ آئندہ ایسی کوئی کمزوری سامنے نہیں آنی چاہئے۔ گڈ بائی''...... چیف سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر رچرڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''...... عمران نے رسمی سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اس بار واقعی آپ نے سیر و تفریح کی ہے لیکن ٹائیگر اور روزی راسکل جو لے آئے ہیں اس بارے میں سائنسدان کیا کہتے ہیں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس کامیابی کے اصل حقدار ڈاکٹر فیروز ہیں جنہوں نے ایسی ڈیوائس تیار کی کہ ایکریمین میزائل کی ڈیوائس میں موجود ڈایا گرامز کو بغیر اسے کھولے کاپی کر لیا گیا ہے۔ اس طرح وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے کہ آنے والے اس ڈیوائس تک پہنچ جانے کے باوجود ناکام رہے ہیں کیونکہ ڈاکٹر رچرڈ اس بات پر حتمی یقین رکھتے ہیں کہ اس

ڈیوائس کی کاپی نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ ایک اور فیکٹر بھی ہماری کامیابی کی وجہ بنا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ کیا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ٹائیگر کی سائنسدانی۔ کیونکہ سائنسدان واقعی ایسی ڈیوائسز کو اپنے ایک مخصوص انداز میں رکھنے کے عادی ہوتے ہیں کیونکہ شروع سے انہیں یہی بات سمجھائی جاتی ہے جو پھر ان کی عادت راسخہ بن جاتی ہے اس لئے ٹائیگر نے ڈیوائس کو اس طرح واپس رکھ دیا جس طرح سائنسدان رکھتے ہیں۔ اس طرح ڈاکٹر رچرڈ جیسا بزرگ سائنسدان بھی چکر کھا گیا اور ڈایا گرامز ہم تک پہنچ گئے''...... عمران نے کہا۔

''آپ کو کس نے اطلاع دی تھی کہ مشن مکمل ہو گیا ہے اور آپ واپس آ گئے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ٹائیگر، روزی راسکل سمیت واپس آیا اور پھر اس کو جیسے ہدایات دی گئی تھیں ویسے ہی وہ جا کر ڈاکٹر فیروز سے ملا اور جو کچھ وہ لے آیا تھا وہ انہیں دے دیا۔ جب انہوں نے اسے چیک کر کے اوکے کر دیا تو ٹائیگر نے مجھے کال کیا کہ ڈاکٹر فیروز نے اوکے کر دیا ہے تو ہماری سیر و تفریح ختم ہو گئی اور ہم واپس آ گئے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سر سلطان کو اس بات کا علم ہے کہ آپ نے کیا چکر چلایا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"انہیں بتانا اس لئے ضروری تھا کہ ملٹی ٹارگٹ میزائل مکمل کرنے کی تمام منصوبہ بندی اور اس پر آنے والی لاگت کا انتظام انہوں نے ہی کرنا تھا کیونکہ وہ سیکرٹری خارجہ ہونے کے ساتھ ساتھ سپر کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں۔ پہلے تو وہ بڑے پریشان ہوئے کہ ایکریمیا سے مقابلہ ہو گا لیکن جب انہیں سب کچھ بتایا گیا اور پھر انہوں نے چیف سیکرٹری ایکریمیا سے بات کی اور میرے بارے میں بتایا کہ ہم سیر و تفریح کرنے گئے تھے تو انہوں نے بتایا کہ کافرستان کے ایک ایجنٹ جوڑے نے ڈیوائس ہتھیانے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہا اور انہوں نے کافرستان کو شکایت کی لیکن انہوں نے یکسر انکار کر دیا۔ چنانچہ چیف سیکرٹری کی باتیں سن کر سر سلطان مطمئن ہو گئے"...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈاکٹر فیروز بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص خوشگوار لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یوناٹی بوائے۔ تم نے واقعی کام دکھایا ہے۔ میں نے چیکنگ کر لی ہے۔ ڈایاگرامز بالکل درست ہیں۔ میں نے سرداور سے بات کر کے ایک ٹیم بھی منتخب کر لی ہے اور ہم نے ضروری مشینری کا بھی بندوبست کر لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہم چھ ماہ

کے اندر اندر ملٹی ٹارگٹ میزائل تیار کر کے اس کا تجربہ بھی کر دیں گے۔ اس طرح یہ ہماری ایجاد سمجھی جائے گی اور جب تک کافرستان، ایکریمیا سے ملٹی ٹارگٹ میزائل لے گا ہم اسے مزید ایڈوانس کر چکے ہوں گے۔ پاکیشیا کا دفاع ناقابل تسخیر ہو جائے گا۔ واقعی ناقابل تسخیر۔ اور یہ تمہاری وجہ سے ہو گا۔ تم جیسے لوگ ہوتے ہیں جن پر ملک فخر کرتے ہیں"...... ڈاکٹر فیروز نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ڈاکٹر فیروز۔ ہم نے تو صرف سیر و تفریح کی ہے۔ اصل کام ٹائیگر نے کیا ہے جس نے یہ ڈایاگرامز آپ تک پہنچائے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے ساری ذہانت تمہاری استعمال ہوئی ہے۔ تم نے حیرت انگیز انداز میں ایسی پلاننگ کی ہے کہ ایکریمیا کا چیف سیکرٹری اور ڈاکٹر رچرڈ جیسا سائنسدان بھی ڈاج کھا گیا ہے"۔ ڈاکٹر فیروز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے ٹائیگر کو اکیلا بھیجنے کی بجائے روزی راسکل کو ساتھ بھیج دیا۔ اس کی وجہ"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹائیگر بے حد تیزی سے کام کرتا ہے جبکہ میں نے بلیک ایجنسی اور چیف سیکرٹری کو یقین دلانا تھا کہ ہم وہاں واقعی سیر و تفریح کرتے پھر رہے ہیں۔ اگر ٹائیگر اکیلا ہوتا تو وہ اتنی جلدی کام مکمل

کر لیتا کہ ہم شاید ابھی ایکریمیا پہنچے بھی نہ ہوتے۔ اس لئے بطور بریک روزی راسکل کو ساتھ بھیجنا پڑا۔ ویسے بھی مردوں کے لئے خواتین بریک کا کام کرتی ہیں“...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”ویسے دیکھا جائے تو ہمارا یہ مشن بھی ملٹی ٹارگٹ تھا۔ بیک وقت کئی ٹارگٹ ہٹ کئے جا رہے تھے“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک یادگار اور تیز رفتار ایڈونچر

بلیک ڈے

مصنف مظہر کلیم ایم اے

جلد شائع ہو رہا ہے

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز

اوقاف بلڈنگ

پاک گیٹ

ملتان

Ph 061-4018666

Mob 0333-6106573

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

مکمل ناول

بلینک مشن

مصنف مظہر کلیم ایم اے

- گریٹ لینڈ کا ایٹمی توانائی کا اہم فارمولا جسے ایک پاکیشائی نژاد سائنس دان لے کر پاکیشیا آ گیا۔ پھر——؟
- گریٹ لینڈ کی سرکاری ایجنسی گریڈ کے دو ایجنٹ اس فارمولے کے حصول کے لئے پاکیشیا پہنچ گئے۔
- انڈر ورلڈ کے گروپ اور سپر پاورز کے ایجنٹوں کے درمیان فارمولے کے حصول کے لئے زبردست کشمکش۔
- ٹائیگر نے بھی پاکیشائی سائنس دان کو ٹریس کرنے اور فارمولا حاصل کرنے کے لئے بھاگ دوڑ شروع کر دی لیکن اسے اس کے رہائشی کمرے میں ایک پیشہ ور قاتل نے گولیاں مار دیں۔
- ٹائیگر جس کے زندہ بچ جانے کی کوئی امید نہ رہی تھی لیکن گریٹ لینڈ کی ایک ایجنٹ مارگریٹ نے اس کی زندگی بچانے کے لئے سرتوڑ جدوجہد کی۔ پھر۔ کیا ٹائیگر بچ گیا۔ یا——؟